لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم

رسالہ

واقعات حجاز

جسمین اُن غلط فہمیون کے دُور کرنے کی کوشش کی گئی ہے جو عوام مین شُہرت پذیر ہین و اصلاح حجاز کی تدابیر و نیز مشتاقان حرمین شریفین زادہم اللہ شرفہما کے لئے صلاحین درج ہین

مصنّفہ

خاکسار نادر علی وکیل میرٹھ

مطبع دار العلوم میرٹھ مین حسب اجازت حکیم محمد مظفر حسین خان مالک مطبع شائع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کیون کر کوئی اسرار الٰہی جانے
کیا تاب کہ انسان کماہی جانے
آنکھون سے حجابِ وہم اُٹھا معلوم
باتین یہ خدا کی ہین خدا ہی جانے

اِسلامی فضیلتون کا سرچشمہ ملکِ حجاز اور مرکزِ اسلام مکہ مکرمہ ہے۔ یہی وہ سرزمین مقدس ہے کہ جہان پر خلاصہ کائنات۔ ستودہ صفات۔ سید المرسلین۔ رحمۃ العالمین (روحی فداک یا رسول اللہ) کا ظہور بابرکت ہوا۔ یہ اوسی سراپا اخلاق مجسم انسانیت کا کام تھا کہ جاہل و گردنکشون۔ بداخلاق و بداعمالون کو مہذب و رشک حکما بنا دیا اور آج بھی اُسکے ہدایتی و تعلیمی احکام کروڑہا بندگان خدا کے نقش نگین خاطر ہین

شاہِ خوبانِ دو عالم ہین رسولِ خوشخو
کلمہ کیون کر نہ پڑہین اُن کا بُتانِ گلبو
اور بھی اگلے زمانے مین ہوئے ہین دلجو
پر نہ ایسا کوئی دُنیا مین ہوا صاحب رو

خاک و شمس و قمر بر قدمش سودہ جباہ
عالم و آدم و من دو نہما تحت لواہ

لب مسیحا ہین تو یوسف ہین وہ رخسارِ جمیل
چشمۂ خضر ہے یان واقعۂ گلزارِ خلیل
بُلبُل اس باغ کی رضوان ہے تو قُمری جبریل
گُلِ جاوید بہارِ چمنِ اسمٰعیل

سر تک اِس نقش کو جس روز قدم سے کھینچا
ہاتھ ہی مانیٔ قدرت نے قلم سے کھینچا

یہ اسی برگزیدہ عالم و فخر آدم کا پرتو اخلاق تھا کہ وہ قوم جو ایک دوسرے کی دشمن ہو رہی تھی
اور جسکا شغل رات دن خونریزی و غارت تھا وہ آپس مین ایسے ایک ہو گئے کہ اُسکی اخوت و
تہذیب کی داستانین دوست دشمن دونون کو متحیر بنا دیتی ہین جسکی غمخواریان مشہور جسکی مروتین
ضرب المثل جسکی مہمانداریان حیرت انگیز جسکی تہذیب اخلاق مسرت خیز جسکی طرز تمدن کی دلدادہ دنیا
کی تمام مہذب قومین ہین۔

مگر زمانے کے انقلاب نے ایسا پلٹا کھایا کہ وہ تمام خوبیان فسانہ ہو گئین۔ حیرت ہے کہ ہم کیا تھے
اور اب کیا ہو گئے۔ نہ وہ غمخوار رہے نہ وہ غمخواریان۔ نہ وہ اخوت رہی نہ وہ آپس داریان۔ یار اغیار
ہو گئے۔ اور نا اتفاقی ایک صفت مسلمانی سمجھی جانے لگی ہے

پہلے مخالفت کے مخالف تھے اہل دہر
اب ہین موافقت کے مخالف تمام لوگ

آجکل مسلمان ہر جگہ یکسان تنزل کے رنگ مین ڈوبے ہوئے ہین۔ زمانہ جو ہمارا تھا مزاج یار کی
طرح بدل گیا۔ اب ہماری خوشی غم سے بڑھکر اور ہماری ہنسی رونے سے بدتر ہے۔
غفلت و خودی سر پر سوار۔ غرور و نخوت کے نشہ مین بدمست۔ تعصب و جہالت مین مدہوش
مفلسی ناداری بے شغلی پست ہمتی غیبت و حسد کے پھندون مین گرفتار۔ ایک دوسرے کی بُرائی کرنی
شعار اخلاق سمجھ رہا ہے۔ اسلئے دین و دُنیا دونون مین۔ (اولئک ھم الخاسرون) کی برعکس
مصداق بن رہے ہین۔ غفلت کو ہوشیاری اور خواب کو بیداری پر ترجیح دیتے ہین۔ باوجود
دلسوزون کی تحریک اور احساس نقصانات کے ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم و علی ابصارھم
غشاوۃ کے مہیب خطاب کے مخاطب بننے سے باز رہنے کی کوشش نہین کرتے۔
البتہ یہہ آجکل کی تہذیب مین داخل و ذریعہ شہرت خیال کیا جاتا ہو کہ زبانی ہمدردی کی آڑ
مین بظاہر دلنشین معناً وہ دل آزار باتین بیان کرین جس سے رہی سہی مسلمانون کی خوبیان
مٹ جائین۔ مسلمان مسلمانون سے نفرت کرنے لگین۔ باتین سُنکر و مضامین دیکھکر کوئی

معلّم اش ہمہ شوخی و دلبری آموخت | سبق ہے یاد کسے اور کتاب دیکھے کون

اِسلامی فدائیون سے اَب بھی دنیا خالی نہین مرکزِ اسلام کی جانب ہر سال لکھو کھا اصحاب۔ شوق کی منزلین طے کرتے بارگاہِ سُلطانی پر لبیک کہنے حاضر ہوتے ہین۔ نہ انکو اپنی گورنمنٹ کی بجا آوری احکام مین عذر نہ سوانحات اتفاقی کا خوف۔ تکلیفون کو راحت۔ دقتون کو مسرت۔ موت کو وصال سمجھکر۔ ستدراہون کو ہٹاتے موانع کو دفع کرتے سرگرمی و جوش کے ساتھ خانہ خدا مین پہونچتے ہین۔ اور خدا نے چاہا تو اوسکی فرمانبردار بندے تا قیامت اِسیطرح مستعدی کے ساتھ پہونچتے رہینگے۔ اگران بزرگوارون مین ہر ایک ممالک سے چند اصحاب ہی غرض مذکورہ کو مدنظر رکھکر حج بیت اللہ کو جایا کرین اور تھوڑا سا وقت اس فرض قومی و مذہبی اور غرض اسلامی کی تکمیل مین صرف کرین تو بہت جلد تمام دُنیا کو معلوم ہو جائے کہ اون مین مذہبی اسپرٹ کے ساتھ ایسی ستودہ خصالی و یکجہتی اور وہ پاکیزہ جوش پیدا ہو جا سکتا ہے جسکی وجہ سے ہماری اولوالعزم بزرگان سلف نامور تھے قومی عزت قایم رکھنے اپنے ملک کو دشمن کے حملے سی بچانے گورنمنٹ کی اطاعت مین وفاداری کے جوہر دکھانے مذہب کی حمایت کرنے تہذیب و شائستگی پھیلاتے ہین ؎ (اپنی مثال آپ ہون اپنا جواب آپ)

اَب تو بالکل علے الرغم معاملہ ہو رہا ہے۔ نہ مستطیع اصحاب و روشن خیال بزرگوار بکثرت جاتے ہین اور جو جاتے ہین تو اِن کا خیال بھولے سے اِس جانب نہین جاتا۔ ہندوستان مین کیسے ہی فضول اخراجات کے عادی ہون۔ اور کتنی ہی لا پرواہی سے بیجا مصارف مین یہان روپیہ ضایع کیا جاتا ہو۔ یہان دولت کو بیہودہ اشتغال۔ لغو نمایش۔ ممنوع حرکات مین برباد کرنا فرض سمجھین مگر اوس طرف کا رُخ کیا نہین سفرِ حجاز کا خیال آیا نہین کہ کفایت شعاری جز و آداب حج مین واجب سمجھ لی گئی افضل شرافت انسانی یعنی مہانداری و قانون اخلاق و اصول اسلام کی ترمیم شروع ہوگئی۔ یہ عرض کرنا بیجا نہین شعر ؎

خوبیاں مکہ کی بیدار دلون سے پوچھو + ہم تو غافل گئے غافل رہے غافل آئے

یہان ناظرین کی خدمت مین اتنا عرض کردینا ضروری ہے کہ خاص مکہ معظمہ مین ایک جماعت
ایسے حضرات ہندوستانیون کی ہے جنکا خاص شیوہ حجاز کی برائیان بیان کرنا غلط افواہین
پھیلانا ہے۔ اِن مین کچھہ موقوف شدہ مطوف ہین کچھہ تاجر کچھہ مشائخون کے لباس مین خالص
دُنیادار ایک دو مدرسہ کے متول پھر اِن سب کے دوست اور دوستون کے دوست ملکر ایک کثیر التعداد
مجمع ہوگیا ہے اِن مین سے اکثر کے عقاید ابن عبدالوہاب نجدی سے مِلتے جلتے ہین ان کا معمولی
شغل یہہ ہے کہ نئی نئی روایتین۔ غلط قِصّے۔ بے بنیاد داستانین بیان کرین۔ سچ مین اتنا
جھوٹ ملائین کہ جس مین سے کوئی ذی ہوش بھی سچ کو جدا نہ کرسکے عربی اُردو اخبارون مین
اپنے حصول اغراض کے لئے مضامین شائع کرائین اِن مین بیشتر حضرات معاش سے تنگ اور
غیر مطمئین حالت مین بھی ہین۔ ایک اعتبار سے یہی شغل ان کی بسراوقات کا ذریعہ ہے۔ اِس
حیلہ سے وہ خاطرخواہ نفع اوٹھاتے ہین اور اسلام کو بدنام کرتے ہین۔ یہ جماعت یوماً فیوماً
ترقی پذیر ہے۔ ہرسال چند ہندوستانی اضافہ ہوجاتے ہین۔ جنکے ذریعہ سے ہندوستان مین
اونکے اغراض وخیالات کی کافی اشاعت ہوتی رہتی ہے۔ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ حرم محترم
اورخانہ خدا کے ہمسایہ رہکر نہ جنہین ادب وتہذیب سے سروکار نہ غیبت وتہمت وحسد کے
نالایٔم افعال سے عار ہے نہ اسلام نہ اسلامیون سے محبت نہ زائرین وحجاج سے الفت نہ بہبودی
قوم سے غرض نہ بہتری ابنائے جنس سے واسطہ نہ عرب کی حمایت نہ خیراندیشی سے سروکار
نہ اخلاق کی بو۔ نہ خون مین ہمدردی کی گرمی نہ دلون مین غیرت وحمیت باقی رہی۔ اُنہین حسنات
حسنہ سے اِس درجہ محرومی ہے کہ بجز اپنی ذات کے کسی دوسرے کی ایذا کا احساس یا کسی
وقت کسی کی بھلائی کا خیال بھولے سے اپنے دل مین آنے نہین دیتے۔

ہندوستان کے حُسن اخلاق ہندوستان مین چھوڑے حجاز کی خوبیان تبرکاً بھی حاصل نہ کین اسپر
اُمِ ابراہیم مُفلسی وتنگی معاش مین مُبتلا یا طمع وحرص کے بندون مین گرفتار جنمین ایمان قایم
رکھنا بڑے صاحب ہمّت پاک نفوس کا کام ہے۔ اب کون صورت ہے جس سے یہ اُمید کیجائے

کہ اسلامی بھلائی باہم جنس کی ہمدردی کو اپنے ذاتی نفع پر ترجیح دیجاوے گی ایسون سے تو بھلائی کی توقع ہی بیجا ہے یہی سبب ہے کہ ان کوتہ اندیش اور بدخواہان قوم نے تمام اقالیم مسلمانون کے دلون کو زخمی کر رہے ہین اور ذاتی طمع کے جوش مین اپنے بھائیون کی بھلائیون کا خون کرنے مین دریغ نہین کیا جاتا۔ سوء اخلاقی و دنائیت طبع کے باعث جا و بیجا موقع و بیموقع دل کا بخار نکالنا اپنا فرض ایمانی سمجھتے ہین اور چاہتے ہین کہ جسطرح بنے اپنے گمان بد کا اظہار کر دیا جاوے یہی ہے بڑا ماخذ اُن اخبارات کا جنہین سُنکر مسلمان بیچین ہو جاتے ہین اور یہی وہ لم ہے جسکی وجہ سے حجاج پریشان اور صحیح واقعات و اصلی حالات سے ناآشنا رہکر بعض رسوم منتبرکہ سفر مین تکالیف اوٹھاتے ہین۔ بعض اُن صعوبات کے اثر سے انسانی جذبات کے باقول بُعد بہیت مین گرفتار ہو جاتے ہین۔

جب تک یہ کمیٹی قایم ہے۔ وہان کے غلط اخبارات کا سلسلہ بھی ختم نہ ہوگا اور اصلی و واقعی اصلاحین بھی نظر انداز ہوتی رہینگی۔ یہہ کمیٹی چند در چند خرابیون کا موجب ہے۔ اسی وجہ سے وہان عام ہندوستانی بے وقعتی و نارضامندیکی نگاہ سے دیکھے جاتے ہین اور علی العموم اہل حجاز کے ذہنون مین یہ بات جڑ پکڑ گئی ہے کہ ہماری جا و بیجا شکایت کرنا ہندیون کا عام شیوہ ہے۔ لہذا ہم بھی کیون انسے برادرانہ رشتہ قایم کرین۔

دوم بعض حضرات ان شکایتون کو اپنے مخالفون کی جانب منسوب کرکے اونہین درپردہ نقصان پہونچا دیتے ہین۔ چونکہ شکایتی مضمون مین نام تو ہوتا نہین اسلئے جس بے گناہ کو ستانا چاہا اوسکے ذمہ یہ الزام لگا دیا اور خود اچھے خاصے خیر خواہ بنے رہے۔

ایک زمانہ وہ تھا جبکہ خلاف بات کا زبان پر لانا دشوار تھا اور خود قایل کا دل ایسی بیہودہ بات کہنے کی اجازت نہین دیتا تھا۔ صحیح الزام تک قایم کرنے مین اخلاقی قانون روکتے تھے کسیکی برائی کرکے اپنا آپ دل پچھتاتا تھا۔ ہر مسلمان ان افعال کو اسلامی جرم خیال کرتا تھا۔ اب جسقدر سیٹ بھر کر جھوٹ بولئے کوئی نہین پوچھتا حجاز مین آئے کہا کیجیے کوئی زبان نہین پکڑتا

خبثِ باطنی اس زمانہ مین کوئی جُرم قانونی نہین ناحق شناسی پر پولیس مواخذہ نہین کر سکتا اِسلامی خوبیون پر خاک ڈالے جائے تو عدالتی گرفت نہین ہو سکتی۔ مگر کیا روزِ جزا بھی کوئی چیز نہین چند روزہ زندگی کیلئے جو بُری بھلی ہرطرح کٹ جائینگے اتنا بڑا مواخذہ گردن پر لینا اور محض شکم پروری کی غرض سے نجات دائمی کو خیرباد کہنا کس درجہ خسارہ کی بات ہے ؎

مُلک و مال۔ اہل وعیال۔ آتش وخاک آب ہوا	روز وشب شمس وقمر۔ اسپ وکمر۔ تاج وکلاہ
جز خدا کس سے ہے اے مردِ خدا چشمِ وفا	اِک نہ اک روز یہہ سب تجھسے جُدا ہین اتا

لو بہار چمن دین ز خزان آزاد است
رونق باغ یقین تا ابد الاباد است

ہم اِس مضمون مین مختصراً وہان کے حالات اور امسال کے واقعات بیان کرنا ضروری سمجھتے ہین تاکہ اُن غلط فہمیون اور غلطیون پر عام آگاہی ہو جاے جو زیادہ تر مذکورہ بالا خودغرضیون سے شائع کئے گئے ہین اور جو عمدہ عمدہ جدید انتظامات۔ نئے واقعات پیش آنے سے کیے گئے ہین۔ اُن کا ذکر دانستہ یا عدم واقفیت سے ترک کر دیا گیا ہے اور یہہ ایک حد تک دیندار نیکدل مسلمان کی بیچینی ونقصان کا باعث ہے۔

امسال کے واقعات مین خصوصیت کے ساتھ قابلِ ذکر۔

عالیجناب بیگم صاحبہ والیۂ بھوپال کا مبارک سفرِ حجاز ہے

جو ممدوحہ کی علو شان اور ہندوستان کی ایک اعلیٰ درجہ کی ذی منزلت رئیسہ ہونیکے اعتبار سے ادائے فرائض مذہبی کے لئے جانا بمقابل عام حجاج کے زیادہ تر قابلِ امتیاز ہے۔

اِس داستانِ سیاحت کا بیان وجوہ ذیل سے بالخصوص دلچسپی پر مبنی ہے اور اُن تمام ملکی وخیری حالات کا اشتمال رکھتا ہے جو عموماً حجاز مین پیش آئے۔

اوّل یہہ۔ اِس موقع مبارک پر سوٗ اتفاق سے امسال عام حجاج۔ اہلِ حجاز اور نیز گورنمنٹ ٹرکی کے حق مین مضرت رسان تکلیف دہ سامان پیدا ہو گئے۔ اور وہ حادثات واقع ہوے جنکا ظہور حجاز مین

اِس سے پہلے کبھی نہوا تھا۔ دوم جو زیر باریان گورنمنٹ ترکی نے خواہ بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ
برداشت کین۔ یا براہ مراحم خسروانہ منظور فرمائین مثلاً صرف فوج زاید حفاظتی بیگم صاحبہ جسکا
تخمیناً تیس ہزار روپیہ (۳۰۰۰۰) وکرایہ مکان مکہ مکرمہ چودہ ہزار روپیہ (۱۴۰۰۰)۔ اِسیطور پر کرایہ مکان اول مدینہ طیبہ
و دیگر اخراجات جنکا دینا رئیسہ پر بہرطور واجب تھا اور بالآخر یہہ بار خزانہ عامرہ سُلطان المعظم پر بِلا
وجہ ڈالا گیا۔

اِس بارہ مین اپنے اُصول کے مطابق گورنمنٹ انگریزی کو خاص توجہ چاہیئے۔ کیونکہ یہہ اُن
سفارش آمیز تحریرات کا جو بیگم صاحبہ کے باب مین منجانب ہماری گورنمنٹ کے گورنمنٹ ترکی
کو لکھی گئی ہونگی غالبًا ضروری نتیجہ تھا کہ گورنمنٹ ترکی ان مصارف کو بحالت قاصر ہونے بیگم صاحبہ
کے بِلا لحاظ اونکی استطاعت کے گوارا فرمائے برٹش گورنمنٹ اِن اخبارات سے لاعلم نہوگی۔
لہذا اُن بدگمانیون کے رفع کیلئے جو پبلک کے دل مین جاگزین ہوئی ہین اور بادی النظر مین
شانِ ریاست پر بدنما دھبا لگاتی ہین کوئی معقول ومناسب انتظام اور پورا بدل فرمایئے
جسکی وجہ سے اُمید ہے کہ یہہ بدنما شُہرت دب جائے۔
سوم جو ناواقف اصحاب وحقیقتِ حال سے ناآشنا حضرات ترکی گورنمنٹ کی شکایت کرنے و
فرمانروائے حجاز و اہل عرب پر الزام لگانے مین کسیقدر جسارت کو کام فرماتے ہین۔ وہ اور اُنکی
ساتھ برٹش گورنمنٹ و پبلک بخوبی آگاہ ہوجائے کہ ترکی گورنمنٹ کا احسان و اہل حجاز کا اخلاق
حجاج و زائرین کے ساتھ۔ اور اُسکی عوض مین اہلِ ہند کا برتاؤ اہلِ حجاز کے ساتھ کیا ہوا
کرتا ہے اور شکایت کی بنیاد حقیقی واقعی کیا ہے۔
چہارم۔ یہہ سُنا گیا کہ جناب بیگم صاحبہ دام حشمتہا کو اپنے کارنامہ سیاحت کے قلمبند
فرمانے کا خاص خیال ہے جسکے لئے حجاز مین ہی منشی محمد عبدالرؤف صاحب اپنے رفیق سفر کو
حکم دیا گیا تھا۔ اور اب یہہ شُہرت پذیر ہے کہ اسکے لئے لکھنؤ سے ایک قابل بزرگوار بلائے
گئے تھے مگر اونہون نے کسی وجہ سے اس خدمت کو پسند نہین کیا خدا جانے یہہ شہرتین کہان تک

صحیح ہین۔ سفرنامہ کا لکھوایا جانا انسب ہے لیکن اس کا صحیح مرتب ہونا اسباب ذیل سے دقت طلب معلوم ہوتا ہے۔

(الف) یہ کہ جناب بیگم صاحبہ کو بے واسطہ کسی خبر کا ملنا بلحاظ پردہ نشینی سخت دشوار ہے آپ رہے ساتھی اون مین سے ایک فرد نے بھی اسباب واقعات و تفتیش حالات پر بوجہ بددلی و بے اطمینانی کماحقہ نظر نہ ڈالی ہوگی۔ بددلی و بے اطمینانی کا قیاس کسی قدر اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ بیگم صاحبہ و صاحبزادہ عبید اللہ خانصاحب کو باوجود ایک معقول قیام مکہ مکرمہ کے حرم محترم مین گنتی کی دو تین نمازین ادا کرنے کا شرف حاصل ہونا سنا گیا۔ لہذا وہ سفرنامہ حدود واقعیت سے جدا ہوجائے تو تعجب انگیز بات نہین۔

(ب) وہ اسباب نظرانداز کئے جائینگے جو باعتبار غلط فہمی خواہ کمی مصارف باعث تکلیف اس سفر مین عام طور پر ہوتے ہین خود مہیا کئے گئے۔ اسلیے ظاہرا امید نہین کیجاسکتی کہ اسباب و علل پر غائر نظر ڈالی جاسے یا واقعات سے صحیح صحیح نتائج نکالے جائین۔ بلکہ یہ ممکن ہے کہ معمولی حجاج کی طرح اونکی بیان مین بھی بجز تکالیف سفر یا اہل حجاز کی درشت خوی و انتظام حجاز کے خرابیون کی کوئی امتیازی بات نہوگی۔ اور یہہ امر عام ارادون مین تنزلزل ڈالنے والا اشتیاق حج و زیارات والیان ملک کے قصد کا مانع اور مسلمان مستطیع کے سفر حجاز کا سد راہ خیال کیا جاسکتا ہے۔

لہذا بپاس اسلام و ہمدردی انسانی ہمپر واجب ہے کہ تحقیق حالات و تفصیل واقعات مین کسیقدر جو تکلیف گوارہ کی ہے اوسکی بنا پر وہ اخبار غلط و غیر صحیح پبلک کے دلون سے دور کردیے جائین جنکا واقعی وجود نہتھا اور اسکے ساتھ کاتب سفرنامہ عامیانہ خیال اور غلطیون سے محفوظ رہکر ایک حد تک نفع بھی حاصل کرسکتے ہین۔

اوسکے لیے یہ مراتب ہین

(۱) سب سے پہلے یہ کہ حضور بیگم صاحبہ کی شہرت سفر قبل پہونچنے حجاز کے کس حد تک اور کن ذرائع سے ہوچکی تھی۔

(۲) برٹش گورنمنٹ و نیز کونسلیٹ جدّہ نے بخیال اپنے ماتحت رئیسہ کے ازراہ الطاف شاہانہ و مراسم دوستانہ بیگم صاحبہ کی خاطر کن کن انتظامات کو ملحوظ رکھا اور اونکی راحت رسانی مین کیا کیا زحمتین گوارہ فرمائین۔

(۳) گورنمنٹ ٹرکی و نیز لوکل گورنمنٹ حجاز نے بلحاظ اتحاد برٹش گورنمنٹ و بنظر ہمدردی اسلامی بیگم صاحبہ کی محافظت و احترام مین کیا کیا مراحم خسروانہ و احسانات شاہانہ و مساعی محافظانہ کو کام فرمایا اور انکی وجہ سے کس قدر مالی بار اُٹھایا اور کتنی قیمتی جانین قربان کرکے آنکو مصیبتون سے بچایا۔

(۴) امیر حجاز شریف مکّہ نے بمقابلہ ان تمام والیان ملک و اُمرا ہند کے جو اب تک حجاز مین آئے جنمین جناب بیگم صاحبہ کی جدّہ مرحومہ بھی شامل ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ کیا بلحاظ احترام و عزّت اور کیا باعتبار حسنِ اخلاق اور کیا بنظر حسن سلوک کیسا عمل فرمایا۔

(۵) عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی و والئی مدینہ نے جو سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سے قرابتِ قریبہ رکھتے ہین بیگم صاحبہ کے ساتھ حق مہمان نوازی ادا کرنے و ہدایہ و تحائف عنایت فرمانے مین ترکی اولوالعزمی اور اسلامی فیاضی کا کس درجہ ثبوت دیا۔

(۶) خدیو مصر و نیز شرفائے عرب و ترک کا فیاضانہ اخلاق و طریقہ مراعات بیگم صاحبہ کیسا کیسا رہا۔

(۷) بالعوض ان تمام مراعات کے کیا بلحاظ اپنی عظمت و ریاست اور کیا بنظر آدابِ حج و دولت حضور بیگم صاحبہ نے کس مناسبت سے بدل فرمایا قطع نظر ایک باوقار صاحب حکومت رئیسہ کے محض بحیثیت زوارہ حرم محترم لبغرض ادائے واجبات و آداب زیارت حرمین شریفین اہلِ حجاز کے ساتھ کیا روش جائز رکھی۔

(۸) اہلِ حجاز کے سوا اپنے رفقائے سفر و خدّام و نیز ہمراہیون کے ساتھ کیا الطاف فرمائے اُن ہمراہیون کا برتاؤ اہلِ حجاز کے ساتھ کس قسم کا رہا اور ان کی وجہ سے نیکنامی رئیسہ پر کیا اثر مترتب ہوا

(۹) واپسئی ہندوستان کے وقت جدہ کے واقعات اور عام باشندگان عرب وغیرہ کے خیالات۔

(۱۰) دوسرے ممالک سے کس قسم کے حجاج جاتے ہین اور وہان کی گورنمنٹین حجاج کے لئے کن

اُمور کو پیش نظر رکھتے ہین۔

(۱۱) ہندوستان سے کن خیالات اور کن اقسام کے لوگ حجاز جاتے ہین اونکی ایذا و تکلیف کے وجوہ اور رفع تکالیف کی تدابیر۔

شہرت سفر دو سال قبل بیگم صاحبہ کے چند معزز اہلکار جنکے میر قافلہ مولوی اعظم حسین صاحب واقعہ نگار ماتحت مولوی ریاض الدین احمد صاحب جو ایک صاحبزادے کے اتالیق بھی مشہور تھے بنا بر دریافت حالات حجاز روانہ ہوئے (ایک معتبر شخص ساکن مکہ سے یہہ سُنا کہ مولوی ریاض الدین احمد صاحب وایک اور دوسرے صاحب بغرض حج بدل بھی بھیجے گئے تھے) ان حضرات نے حجاز پر پہونچکر عام شہرت دی کہ حضور سرکار عالیہ والیہ بھوپال سال آئندہ مین نہایت دھوم دہام وتزک و احتشام سے آنے والی ہین۔ عام طور پر اہل حجاز کو اُن کی فیاضی سے نفع اوٹھا کر شکر گذاری کا موقع ہاتھ آئیگا یہ شہرت مکہ مکرمہ ہی مین محدود نہین رہی۔ بلکہ سفر مدینہ طیبہ مین جس جس مقام پر ان اصحاب کا گذر ہوا وہان بھی اس خوشخبری کی منادی کافی طور پر کی گئی اور بعض قبایل بدو کو انعامات کی اُمیدین بھی دلائی گئین۔ اِس نیک شہرت سے ان اصحاب کا خیال و مقصود جو کچھہ ہو۔ مگر اہل مکہ و مدینہ کی ذہنون مین عموماً اور بدوی قبایل کے دماغون مین خصوصاً یہہ بات جم گئی کہ ایک صاحب حکومت با اختیار رئیسہ کا آنا اونکے حق مین فال نیک اور انعام الٰہی ہے۔

اِس شہرت کے دینے مین عبد الحلیم مطوف نے بھی کافی حصہ لیا جنکو یہہ ادعا تھا کہ وہ ریاست بھوپال کے مطوف ہین اِنسے پہلے جب اور جو والیان ملک وامراء ہند سے حجاز مین آئے اُنمین سے ہر فرد نے اپنے مرتبہ و عظمت کے لحاظ سے یہانکے لوگون کے ساتھہ سلوک کیا۔ اِن مین نواب کلب علیخان صاحب مرحوم والئ رامپور۔ و نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ والیۂ بھوپال کی خاص شہرت ہے۔ اور معمولی اُمراء مین خان بہادر حاجی حافظ عبد الکریم صاحب سی۔ آئی۔ ای رئیس میرٹھہ نے بڑی ناموری پیدا کی چندۂ نہر زبیدہ نے عام نگاہون مین اونہین خاص مرجع ٹھہرایا جسکی تعداد پچاس ہزار روپیہ بیان کی جاتی ہے۔

اسی بنا پر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ والیہ بھوپال کی تشریف آوری پر اہل حجاز نے بہت کچھہ اُمیدین قایم کر لی تہین۔

حقیقت حال یہہ ہے کہ کل اہل حجاز اون مین خواہ سُفید پوش ہون یا شکستہ حال۔ بظاہر اعلے حیثیت کے ہون یا مفلوک۔ بدوی ہون یا حضری علی العموم سب بزرگوارون کی گذرا وقات حسنات حجاج و زایرین پر ہے اسلئے نامی روساء و اہل دول امراو۔ کے آمد کے منتظر اور اونکی غیر معمولی احسانات کے متوقع اکثر لوگ رہتے ہین اور جب کبھی کسی امیر یا رئیس کے آمد کی خبر انکے کانون مین پہونچتی ہے تو نہایت بیچینی سے اوس کا انتظار کیا جاتا ہے۔ یہ بات کچھہ وہان پر ہی منحصر نہین تمام معابد اور مقدس مذہبی مقامون کے مقیم سلوک زائرین کے آرزومند ہوا کرتے ہین۔ بیت المقدس و نجف اشرف و کربلائے معلے و بغداد شریف وغیرہ و نیز ہندوستان کی تمام پرستش گاہون اور مزارون کے خدام کے ساتھ باوصف انکی جاگیرون و دیگر آمدنیون کے ہر زائر کچھہ نہ کچھہ سلوک کرنا اپنا فرض مذہبی و کار خیر سمجھتا ہے۔

یہی وجہ تھی کہ شہری باشندگان کے سوا قبائل بدوی کا ہر ایک متنفس بڑی بڑی تمناؤن کے ساتھہ بیگم صاحبہ بھوپال کی تشریف آوری کا انتظار کرنے لگا۔ کسی کی زبان پر یہہ ذکر تھا کہ ملکہ ہند تشریف لاتی ہین۔ کوئی کہتا تھا کہ سلطانۂ ہند آتی ہین۔ لہذا کوئی سالانہ وظیفہ کی امیدین چشم براہ کوئی ماہوار تنخواہ کا متمنی۔ کوئی معتد بہ رقم کا آرزومند۔ کوئی منصبداری کا اُمیدوار گویا انہون نے اپنے ذہن مین یہ بات جمالی تھی کہ سالہا دراز کے بعد خوش قسمتی سے انعامات الہی مین سے ایک نعمت غیر مترقبہ یا سونے کی کان ہاتھہ آنے والی ہے اور یاوری طالع سے آنکے نصیب جاگنے والے ہین جو ایک صاحب حکومت رئیسہ کے ذہن مین سفر حجاز کا خیال فیاض ازل نے پیدا کیا ہے۔

پچھلے سال غالبًا بوجہہ دربار دہلی بیگم صاحبہ کا قصد حج ملتوی رہا۔ لیکن سال حال مین وہ ارادہ نہایت مصمم ہوگیا۔ ملازمان تجربہ کار و اہل الرائے سے سوالات قایم ہوکر رپورٹ طلب فرمائی گئی ہر قسم کا تخمینہ صرف نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے سفر حجاز کے اخراجات پر نظر ڈال کر تجویز ہوا اور ایک

بجٹ تیار کیا گیا۔

مولوی اعظم حسین صاحب کی رپورٹ کو ہمنے دیکھا تھا جسمین فقیر کے منکسر خطاب سے اپنے آپکو منسوب کرکے امور مستفسرہ کی بابت رائے دی گئی تھی۔ یہ بیان کرنا کہ اوس رائے مین فراخ حوصلگی و آداب حج کے اعتبار سے بکشادہ دلی اخراجات کرنا کہان تک ملحوظ رکھا تھا کچھ نامناسب سا ہے ناظرین خود تصفیہ کرسکتے ہین کہ ایک فقیر منش بزرگ مولوی۔ امیرانہ خیال کے موافق سفر حجاز کا لحاظ بنظر کہکر کس حد تک رائے دیسکتا ہے اور جس حالت مین کہ رئیسہ کی مزاجدانی اور افراط انتظام سے پورا باخبر ہو اوس رپورٹ کو دیکھکر ہمین اوسی وقت کہٹکا ہوا تھا کہ اس سفر مبارک کا نتیجہ بخت مفلس کے پہلو بہ پہلو ہوگا بعد تیاری و تجویز بجٹ ہمراہی کے لئے نامور اور با اثر اصحاب اور جان نثار ملازم رفقا منتخب ہوئے اور چلنے سے پہلے ریل و جہاز کی سمت سے لبیک کی صدائین کانون مین گونجنی لگین۔

اسکے بعد پھر مولوی اعظم حسین صاحب جنکو مختصر طریق سفر حجاز سمجھا گیا تھا مع چند ہمراہیون کے براہ سویز بطور لین ڈوری جدہ کو روانہ کئے گئے جنہون نے جدہ پہونچکر برٹش کونسلیٹ مین اپنے آنے کی خبر دی۔ اور تکالیف سفر سے بچکر خود رخ نہ کیا۔ لیکن جو خطوط وغیرہ بنام امیر مکہ و والی حجاز لائے تھے انکے طائف بھیجنے کی استدعا کونسلیٹ مین پیش کی۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے نہایت اخلاق سے اون کی استدعا کو منظور کیا اور وہ خطوط وغیرہ بوساطت قایم مقام جدہ کے۔ ترکی سپاہیون کے ہاتھ طائف بھجوا دئے گئے۔ (یہ خدمت جو برٹش کونسل نے انجام دی وہ فرائض منصبی سے زائد تھی) اب اِس پیش خیمہ کے حضرات نے براہ ینبوع مدینہ منورہ کا قصد کیا تاکہ ینبوع و مدینہ منورہ مین بیگم صاحبہ کے آنے کی اطلاع دی جائے۔

پچھلی شہرت جو تمادی ایام کے باعث مردہ ہو چکی تھی پھر اوس مین جان پڑی عموماً اہل حجاز اور خصوصاً بدوی قبائل کی امیدین تازہ ہوگئین۔ اس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ اس لین ڈوری کے چند متنفس باطمینان خاطر براہ ینبوع اُس وقت آئے گئے جبکہ قافلے نہین آتے جاتے تھے۔ اِس موقع پر راہ مین کسی قسم کے خطرہ یا دقت کا نہ پیش آنا دلیل ہے اِس امر کی کہ بدوٗن کو ایفائے وعدہ

انعام کا ضرور اطمینان دلایا گیا ہوگا۔

نتیجہ کا پتہ تو ناظرین کو آخر میں چلے گا مگر یہاں اس قدر بیان کر دینا بس ہے کہ کس شہرت نے بیگم صاحبہ کی نیک نامی و اطمینان خاطر پر اچھا اثر نہیں ڈالا۔ اور عام طور پر حجاز میں ایک ہل چل پڑ گئی جس کا اثر عام حجاج کے حق میں حضرت رسان بیگم صاحبہ کے حق میں ملال انگیز اور گورنمنٹ ترکی کے حق میں سخت نقصان دہ پیدا ہوا۔

مرتبہ و عظمت اور پھر اوسکے ساتھ شہرت ایسی چیزیں ہیں جنکے بدولت انسان اپنے اختیار سے نکلکر اون عام رہنموں میں فیاض عالم کے شامل ہو جاتا ہے جسپر ہر شخص کا دعوے پہونچتا ہو اور جسکی بھلائی و برائی دونوں پر عام نگاہیں پڑتی ہوں۔ اس عظمت و شہرت کا اقتضا یہ ہے کہ کانوں تک وہ خبریں پہونچیں جس سے صاحب مرتبہ کے کان مانوس ہوں اس خاص بات کی ذمہ دار اوسی کی ناموری ہے۔

اسلئے ضرور ہے کہ وہ اپنے اور بیگانوں سے ہر قسم کے حالات سُنے اور اونکی اصلاح پر متوجہ ہو۔ اقبال مندی و عقل کی بڑی دلیل ہے کہ جو بدنما ٹیکا جبین ناموری پر غلطی سے لگ گیا ہو خواہ نظر بد سے بچانیکے لئے مصلحتاً لگا لیا ہو۔ اوس کا دُور کر دینا ہی زیبا ہے۔ عوام کے ذہن میں جو خبریں جا کر نیکنامی خواہ اسکے عکس کا سبب ہو جاتی ہیں اونہیں سے نیکنامی کے خلاف خبروں کا ازالہ فرما دینا اقتضائے مصلحت ہے۔

جو شخص نیکنامی کی صلاح دے وہ حقیقت میں خیر طلب ہے گو بظاہر اوسکی صلاح ناگوار ہو مگر اس سے فائدہ اوٹھانا واجب ہے۔

اور جس حالت میں شان نوالی وہ ریاست کے ساتھ راہ خدا کی مسافرہ۔ حرمین شریفین کی زائرہ کی ذات ستودہ صفات اور نیکنامی سے خاص تعلق ہو اوس صلاح کو تو اظہار احسان و علم کیساتھ درجہ قبولیت حاصل ہونا چاہئے۔

گورنمنٹ آف انڈیا کے احسانات

گورنمنٹ آف انڈیا نے اپنی خسروانہ عنایت سے شروع ہی مین بیگم صاحبہ کی راحت و آسائش کے واسطے ہرطرح کا اہتمام کیا تھا بیگم صاحبہ کے تشریف لیجانے کی خبر برٹش کونسلیٹ جدہ مین باضابطہ دیدی گئی تھی۔

بغرض مزید آرام رسانی بذریعہ سفارت انگریزی متعینہ استنبول کے انٹرنیشنل بورڈ آف ہیلتھ (مجلس صحیہ عمومی) استنبول سے اِس امر کی اجازت چاہی کہ بیگم صاحبہ بعد ختم قرنطینہ ہندوستان کے براہ راست حجاز جاہین ممالک ترکیہ کے قرنطینہ سے بری کیجادین۔ ارکان مجلس صحیہ عمومی کی طرف سے (جسمین کل طاقتون کے رکن ہوتے ہین) نہایت زور شور سے اِس تحریک کی مخالفت ہوئی اور سخت کوششون کے بعد مشروط بچند شرائط وہ قرنطینہ کامران سے مستثنےٰ کی گئین۔

شرائط کا خلاصہ یہہ ہے

(۱) بیگم صاحبہ شہر بھوپال سے باہر جو جگہہ طاعون سے پاک ہو وہان معہ اپنے ہمراہیون کے دس دن قرنطینہ کرین۔

(۲) اسکے بعد ایک ایسے اسپیشل ٹرین مین جو بخورات کے ذریعہ سے پاک و صاف کردیگئی ہو سوار ہوکر راستہ مین بغیر کسی سے اختلاط کئے بمبئی پہونچین۔

(۳) بمبئی مین ایک ڈاکٹر کے زیرنگرانی ایسے جہاز مین فوراً سوار ہوکر جو اُن کے لئے پہلے سے مخصوص ہوا ور وہ جہاز بھی پورے طور پر بذریعہ بخورات صاف کردیا گیا ہو اور اُسکے چوہے مار دیئے گئے ہون۔ بحری سفر مین روانہ ہوجاویں۔

(۴) جس وقت مجلس صحیہ عمومی استنبول مین یہہ تجویز منظور ہوئی تھی اوسوقت بھوپال بظاہر طاعون سے پاک تھا اسلیئے یہ شرط بھی داخل کردیگئی تھی کہ اگر بیگم صاحبہ کی روانگی تک بھوپال طاعون سے پاک رہا تو وہ قرنطینہ ممالک ترکی سے بری سمجھی جاوینگی۔ مگر اسکے ساتھہ ہی گورنمنٹ آف انڈیا اس امر کی ذمہ دار بھی کردی گئی تھی کہ بحالت ظہور طاعون بھوپال مجلس صحیہ کو فوراً خبر دیجائیگی اور اِس صورت مین حکم برات قرنطینہ منسوخ سمجھا جائیگا۔

سوءِ اتفاق سے بیگم صاحبہ کے قرنطینہ بھوپال مین داخل ہوتی ہی۔ بھوپال مین طاعون شروع ہوگیا
یا یہہ کہ ظہور طاعون علانیہ نہ تھا وہ ظاہر ہوگیا اور بلحاظ ذمہ داری و پابندی شرائط کے اسکی
اطلاع گورنمنٹ آف انڈیا کیطرف سے استنبول مین دیدی گئی۔

بیگم صاحبہ قرنطینہ بھوپال کا زمانہ ختم فرماکر بتعمیل شرائط بالا بمبئی پہونچین اور وہان سے جہاز
اکبر نامی پر جو انکی آمد و رفت کے لئے کرایہ کر لیا گیا تھا سوار ہوکر بحری سفر مین روانہ ہوئین۔
برٹش کونسلیٹ جدہ مین بیگم صاحبہ کی برائت قرنطینہ حجاز اور اوسکے ساتھ تفصیل شرائط مجوزہ
انٹرنیشنل بورڈ آف ہلتھ بھی بھیجدی گئی تھی مگر بھوپال مین ظہور طاعون کی اطلاع کونسلیٹ جدہ
مین نہ تھی۔

انسپکٹر قرنطینہ ترکی متعینہ جدہ کو شرائط برائت وغیرہ کی کوئی خبر نہ تھی۔ اسلئے یہ قرین قیاس
تھا کہ انسپکٹر قرنطینہ بلحاظ اپنے فرض منصبی و پابندی قواعد گورنمنٹ کے جہاز کو کامران واپس کردے
کیونکہ جس جہاز حجاج مین سار ٹیفکٹ افسر قرنطینہ کامران نہو اوسکے حجاج بندرگاہ جدہ مین یا کسی اور
بندرگاہ حجاز مین شریفین جانیکے لئے نہین اوتر سکتے وہ جہاز پھر واپس کامران بھیجدیا جاتا ہے
اور بتعمیل ضابطہ قرنطینہ کامران کے حجاز مین آنے پاتا ہے۔

اس دور اندیشی سے قبل پہونچنے جہاز اکبر۔ خان بہادر حاجی ڈاکٹر محمد حسین برٹش وائس کونسل نے
مجلس صحیہ استنبول کو تار دلوایا جس کا جواب۔ جدہ مین جہاز پہونچنے کے چھہ گھنٹہ بعد یہ آیا کہ اب بیگم صاحبہ
اور انکے تمام ہمراہیون کو دس روز کا قرنطینہ کرنے کی اجازت بندرگاہ جدہ مین جہاز پر ہی دیجاوے۔
جہاز کے کامران واپس بھیجے جانے کی روح فرسا مصیبت اِس خاص و بلیغ کوشش اور دور اندیشی
کی بدولت بہ آسانی رفع ہوگئی ورنہ جہاز یقیناً کامران واپس کردیا جاتا اور وہان دس دن قرنطینہ مین
رہکر واپس آتا جس سے علاوہ تکالیف چند در چند کے استغنائے قرنطینہ کی تخصیص بھی نہ رہتی۔
برٹش وائس کونسل موصوف جو جہاز تک بیگم صاحبہ کی مزاج پرسی و استفسار حال کے لئے گئے تھے
او نہین معلوم ہوگیا تھا کہ بھوپال مین طاعون ہے مگر اسکے ساتھ ہی یہ بھی علم ہوا کہ بنیل روز سے زیادہ

گذرے کہ اس ساری پارٹی کو کسی شخص مبتلائے مرض متعدی سے اختلاط کی نوبت نہیں آئی اور
اس زمانہ میں ان کا جہاز ایسے مقام پر ہو کر گذرا جہاں شکایت طاعون ہے۔

اس بنا پر محض اخلاقاً کونسلیٹ جدہ کی طرف سے برٹش سفارت متعینہ استنبول کو ایک تار سفارشی
دیا گیا کہ معافی یا کمی زمانہ قرنطینہ کی مجلس صحیہ میں پھر کوشش کیجاوے۔ چنانچہ باوصف اجراء حکم
دس دن قرنطینہ کے اس سفارش معافی کی کارروائی میں خاص وجوہات سے اوس کوشش سفرا کا یہ
نتیجہ نکلا کہ پانچ دن قرنطینہ کے معاف کئے گئے۔

مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے بذریعہ تار سفارش کر کے کرایہ جہاز معاف کرایا۔ برٹش کونسل کو
خاص تشویش پیدا ہوگئی تھی جو بڑی مشکل سے رفع ہوئی۔ جس وقت مولوی اعظم حسین بیگم صاحبہ
کے خطوط لیکر جدہ پہونچے تھے۔ اوس وقت اتفاق حسن سے خان بہادر برٹش وائس کونسل طائف
شریف میں امیر حجاز شریف مکہ کے اتالیج تھے۔ مسٹر ڈیوی نے خاص طور پر خان بہادر سے تحریک
کی کہ وہ بطور خود شریف صاحب اور والی مکہ ہز اکسلنسی احمد راتب پاشا سے اس موقع پر بیگم
صاحبہ کے لئے سفارش کریں تاکہ وہ دقتیں جنکا بلحاظ حفاظت سفر و خطرناک منازل عرب کے معمولی حجاج
کو بھی احتمال ہوا کرتا ہے۔ اور ہر فرد اپنی حفاظت کے لئے کم و زیادہ خرچ کر کے اوس کا انتظام کرلیتا ہے
وہ جاتی رہیں۔ اس تحریک کا یہ نتیجہ ہوا کہ شریف مکہ و ہز اکسلنسی والی حجاز نے کامل انتظامات انکی
حفاظت و راحت رسانی کے فرما دیئے جنکو بیگم صاحبہ نے قائم نہیں رہنے دیا اور اسکی وجہ سے
جب ینبوع و مدینہ طیبہ کے راستہ میں جاتے وقت بدوؤں کے عوائد (عادت کے موافق رواجی حقوق)
دینے سے تغافل فرمایا گیا اور راستہ میں مزاحمتیں ہوئیں۔ اسکی اطلاع جب کونسلیٹ جدہ میں دی
گئی تو مسٹر ڈیوی نے اپنے نائب کو بعد حصول اجازت سفارت استنبول کے بیگم صاحبہ کے لانیکے لئے
مدینہ طیبہ کو روانہ کیا۔

وائس کونسل نے غیر معمولی جرأت سے کام لیا شب و روز کی ایذائیں اوٹھا کر خطرناک بارہ منازل
کو پانچ دن میں طے کیا ہمراہی میں چند رفقاء بدو اور دو خدمتگار تھے۔ راہ میں بڑے بڑے خطرات

پیش آئے اور وہ سب نہایت دلیری اور تدبیر سے رفع کیے گئے۔ یہہ کو شیخ دخیل اللہ سے جو قبیلہ حرب مین
باثر شخص ہے) جو وائس کونسل کے لیجانے اور لانے کے لئے ذمہ دار ہوا تھا اور جو ہمارا رفیق مکہ کے سفر
مین تھا۔ خود اوسکی زبانی معلوم ہوا کہ کوئی ہندوستانی یا غیر مالک کا شخص اتنا جفاکش دلیر مستقل مزاج
نہین دیکھنے مین آیا جیسا کہ انگریزی وائس کونسل جدہ ہے۔ ان کی جرات اور غیر معمولی استقلال کی
شہادت عثمان پاشا والی مدینہ طیبہ سے مل سکتی ہے۔ جنہون نے تنہا اس خطرناک سفر کو اس طریق سے
طے کرنے پر برٹش وائس کو باضابطہ مطلع کیا تھا کہ آپ نے بہت بیجا جسارت کی ہے آیندہ کے لئے
آپکو اطلاع دیجاتی ہے کہ اب آپ واپسی مین یہ طریقہ اختیار نکرین۔ بلکہ شامی قافلہ کے ساتھ آپکو
جانا ملے گا مگر پھر بھی اوسی طریق سے وائس کونسل جدہ واپس آئے۔ یہہ تمام خطرات بیگم صاحبہ کی خاطر
ہمایون اور راحت رسانی کے لئے ملازمان گورنمنٹ انگریزی نے برداشت کئے اگر خدانخواستہ
نوبت تکرار معاملہ ہو جاتا تو گورنمنٹ ٹرکی پر لاکھون روپیہ کا بار پڑ جاتا۔

یہہ کوششین اور آخر سفر تک جسقدر رہبریان منجانب برٹش گورنمنٹ و نیز قائممقامان برٹش
گورنمنٹ نہایت دلسوزی و سچائی سے بیگم صاحبہ کے لئے عمل مین لائی گئین۔ بوجہ اوسکے خاص
ہمارے فیاض مہربان گورنمنٹ اور اوسکے افسر کل اہل اسلام ہند کیطرف سے عموماً اور بیگم صاحبہ
و نیز ہمراہی بیگم صاحبہ کی جانب سے خصوصاً شکریہ کی مستحق ہے۔ اور سب سے زیادہ خان بہادر ڈاکٹر
حاجی محمد حسین صاحب برٹش وائس کونسل جدہ شکریہ کے اہل ہین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کی خاطر
چند در چند ایذائین برداشت کین۔ جنہون نے بیگم صاحبہ کے عزت و احترام و راحت رسانی مین
نمایان کوششین فرمائین۔ وہ بیگم صاحبہ کی وجہ سے اپنی جان کو خطرہ مین ڈال کر مدینہ منورہ گئے
اونہون نے محض اپنی خلقی مروت اور اثر سے ترکی ڈاکٹرون سے وہ کام لئے جو دوسرے کو بالکل
محال تھے۔ اگر یہ نہوتی اور خاص طور پر سفارت استنبول سے کوشش بلیغ نکرتے تو یقیناً بیگم صاحبہ
کو جدہ سے کامران جانے کی ایذا اوٹھانی پڑتی۔ اگر وہ نہوتے تو شریف مکہ کی رنجش دور نہ ہوتی
اگر وہ نہوتے تو نہ اس شان سے مکہ پہونچنے پر استقبال کیا جاتا نہ اس قسم کی مدارات و مہمانداری مکہ مین

ہوئی۔ جو کشیدگی لوگون نے باہم شریف مکہ و بیگم صاحبہ کے ڈلوادی تھی اوس کا پتہ صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کے خط سے چلتا ہے اوس خط کے الفاظ یہ ہین۔

"بعض خطوط جو مکہ سے آئے اُن سے شریف صاحب مکہ کی کسیقدر ناراضی کا حال معلوم ہوا۔ جسکی وجہ خود حضور سرکار نہ معلوم نہ فرما سکین کہ کیا ہے شاید بعض لوگون نے اونکو برافروختہ کیا ہو جیسے کہ نواب سکندر بیگم صاحبہ کو شریف وقت سے بدظن کر دیا تھا اور شریف مکہ اور ان مین نااتفاقی و ناچاقی ہوگئی تھی جسکا نتیجہ جانبین کے لئے مفید نہین ثابت ہوا تھا اور دونون ناراض ہوکر ایک دوسرے کی تکلیف و شکایت کے باعث ہوئے تھے۔ حضور ممدوحہ نے ایک خط شریف صاحب کے نام بذریعہ رجسٹر ڈاک مین بھیجدیا ہے لیکن اوسکی نقل بمزید احتیاط آپکے توسل سے بھیجنے کی بابت مجھے ارشاد فرمایا اسلئے مین حامل ہذا کے ہاتھ آپکے پاس بھیجتا ہون۔ اس خط کو شریف صاحب کے پاس بھیجدیجئے۔ اس امر کے ہم لوگ خواستگار نہین ہین کہ شریف صاحب کچھ اپنا نقصان کرکے سرکار کی راحت کا باعث ہون صرف اونکی رضاجوئی مدنظر ہے اور چونکہ وہ امیر مکہ ہین اور خاندان رسول مقبول سے ہین اسلئے واجب التعظیم ہین۔ اور ہم مہمان اونکی عنایت کے خواستگار۔ مفصل حال حامل ہذا آپ سے بیان کریگا۔ عبیداللہ خان۔ عفی عنہ"

کچھ یہی نہین کہ بیگم صاحبہ کی موجودگی حجاز تک وائس کونسل موصوف اُنکے خیرطلب رہے ہون بلکہ ۱۸۔ مارچ ۱۹۰۴ع کو مسمیان عبدالرحیم۔ مراد محمد خان۔ محمد یسین۔ حافظ عبدالرحمن خان۔ عبدالغفور قاضی محمد سراج۔ عبدالرحمن ثانی ولایتی۔ محمد حسین خان۔ سید نظیر علی۔ شیخ بدھا۔ ابراہیم سقہ۔ مسماۃ فاطمہ بی۔ مسماۃ نصیبا دختر بریدہ۔ مسماۃ نصیبا ثانی۔ مسماۃ منیر بی۔ مسماۃ حشمت بی۔ مسماۃ اسمٰعیل بی مسماۃ حرمت بی۔ مسماۃ جہسا بی۔ مسماۃ غوثیہ بیگم۔ مسماۃ عظیمن۔ مسماۃ گل بی۔ مسماۃ [illegible] بی۔ مسماۃ زینب بی۔ مسماۃ رحمت بی۔ مسماۃ امراو بی۔ مسماۃ بینا بی۔ مسماۃ رحمٰن بی۔ جعفر علیشاہ۔ محمد علی محمد۔

نے ایک درخواست بدین مضمون کہ ہم بیکسان کو ہماری مادر مہربان حضور سرکار عالیہ بیگم صاحبہ نے

بے بس چھوڑ گئی ہین - ہم لوگ نان شبینہ کو محتاج - دن مین دھوپ رات کو شبنم کی ایذا اوٹھا رہے ہین
اور سمندر کے کنارے پڑے ہین نہ رہنے کو مکان مل سکتا ہے اور نہ زندگی کے دن پورے کرنیکے لئے
ہمارے پاس سرمایہ ہے - بعض بعض بیمار بھی ہو گئے ہین - ہماری مدد فرمائی جاوے اور ہم کسیطرح
اپنے وطن کو پہنچا دیے جاوین -

اسپر فیاض طبع رحمدل برٹش وائس کونسل نے رباط رام پور مین ان سبکو جگہ دلوا دی اور گذر
اوقات کے لیے دو دو روٹیان روزانہ مقرر فرما دین - اس درخواست کے علاوہ اور درخواستین بھی
ملازمان بھوپال کی جانب سے جدّہ مین پیش کی گئین ایک درخواست کی بجنسہ یہان نقل کیجاتی ہے -

بجناب فیضمآب حاتم وقت جناب ڈاکٹر محمد حسین صاحب برٹش کانسل جدہ دام فیضہ

بعد سلام مسنون آنکہ

مین انھین تشنہ غیر مستطیعان سے ہون جو نواب بیگم صاحبہ عالیہ والیہ بھوپال کے لاسے ہوے دن
سے رباط مین ٹھہرائے گئے اور روٹی بھی پا رہے ہین گو اس آخری روٹی کے انتظام کی فرد سے میرا
نام خارج - اور مین جناب کے اس رحم وکرم کا بہت ہی بڑا شکر گذار ہون - اب میری یہ عرض ہے کہ مین بیاعث
تنگدستی یہان سخت پریشان ہون اور نہین معلوم کب ہندوستان سے جواب آوے اور کب یہان سے
کی روانگی کا بندوبست ہو اور اسکے لئے کوئی وقت معین نہین - چونکہ مین ریاست بھوپال کا پشتینی
نمک خوار و ملازم ہون اور اب بھی بوقت آنے حج کے میری خواہش کے موافق بندہ زادہ بجاے میرے
شمار کارخانجات ریاست مین بزمرۂ محرران ملازم رکھا گیا ہے جہانگیر آباد مین بہ احاطۂ حرمت خالصاحب
رسالدار سردار بہادر جو میرے جدّامجد ہین میرا مکان واقع ہے اور مین قدیم اوسی شہر کا
رہنے والا ہون - یہان سر دست ایک صاحب نے جو بھوپال کے ہین پندرہ روپیہ قرض دینے کا
بوعدہ ادا کے بھوپال اقرار کیا ہے لیکن پندرہ روپیہ مین میری کامیابی ناممکن ہے لہذا براہ کرم بخشی
و فیض گستری مبلغ چھبیس عہ روپے کل ارمجکو بطور قرض حسنہ اور مرحمت فرمائے جاوین کہ مین
تنیس عہ روپیہ کا ٹکٹ جہاز لیلون اور پانچ روپیہ سے کھانے پینے و کرایہ موٹری وغیرہ کا انتظام

کرلون اور چھ روپیہ کرایہ پاسنجر ٹرین کے واسطے بمبئی سے بہوپال تک کیلئے رکھ لون اور جناب کی جوتیون کے تصدق مین یہان سے روانہ ہوجاؤن۔ انشا اللہ تعالے بہوپال پہونچتے ہی حسب صورت سے فرمادیا جائیگا مبالغ مذکور خدمت عالی مین بھیجدونگا یا وہان پر جس کسی صاحب کو ارشاد ہوگا باخذ رسید ادا کرکے رسید اونکی ارسال خدمت کردونگا کسیطرحکا فرق نہوگا اور اس دستگیری کا تہ دل سے تابزیست شکریہ ادا کرونگا۔ یہہ اتفاق کی بات ہے اور شریف النسا لوگون ہی پر وقت پڑتا ہے اور جناب سے عالی ہمت دریا دل فیض منزل حامی اسلام کی امداد ورعایت سے اونکی مشکلین آسان ہوجاتی ہین۔ خداوند کریم جناب کو اس کرم بخششی کا اجر عظیم دیگا امید کہ عریضہ ہذا عند اللہ درجۂ قبولیت کا پاوے۔ اور مخفی نرہے کہ مخصوص ہندوستانیونکے واسطے بجز جناب والا کی ذات عالی کے یہان پر دوسرے سے ایسی التجا کا حل ہونا سخت مشکل و دشوار ہے اور جناب کے نزدیک اس کی کچھہ حقیقت نہین اور ایک امید موہوم پر یہان بے خرچ تکلیف مین پڑا رہنا ہی فضول ہے فقط زیادہ حد ادب۔ دل فیض از نور محمدی معمور باد۔ معروضہ ۱۵ محرم الحرام ۱۳۲۲ھ ہجری یوم شنبہ مقام جدہ ملک عرب۔ عرضـــــــــــ

کمترین بندگان محمد عبد الرحیم خان عفی عنہ بقلم خود

کچھ ان ہی بیکسون پر موقوف نہین ہے وہ ہمیشہ اپنی گورنمنٹ کی رعایا کی پوری ہمدردی اور خاص نگہداشت رکھتی ہین اور علمدار ان شہنشاہی گورنمنٹ کی پوری کار بند ہین۔

جب گورنمنٹ آف انڈیا نے بذریعہ تار حکم بہیجا کہ منجانب گورنمنٹ مساکین حجاج ہند کی کوئی امداد نہیجاویگی تب برٹش وائس کونسل کا ہی یہ کام تہا کہ عربون اور عیسائیون سے جو جدہ مین مقیم ہین ایک کافی تعداد مین چندہ فراہم کرایا۔ تمام ایجنٹان جہازات سے تحریک کی کہ وہ اپنی اپنی کمپنیون سے امداد حجاج کی سفارش کرین (یہ واضح رہے کہ اہل ہند مین سے ایک پیسہ کسی نے امداد حجاج مین نہین دیا) اس سعی برٹش وائس کونسل موصوف کا یہہ نتیجہ نکلا کہ کئی ہزار مساکین کو دو ماہ تک روٹیان ملتی رہین اور ہمیشہ ہر ایک جہاز مین کچھہ نہ کچھہ مساکین روانہ ہوتے رہے اور بالآخر اشرف نامی جہاز

۱۱۷ و منصوری میں ۳۴۶ مساکین روانہ کر دیئے گئے اور [illegible] مانہ سفر بحری کے لئے مساکین کی خوراک کا بھی کافی انتظام فرما دیا گیا۔

ان واقعات پر کون انکار کر سکتا ہے کہ حجاج ہندوستان برٹش کے لئے حجاز میں خان بہادر موصوف کی ذات جو ہماری شفیق گورنمنٹ کے ذریعہ سے آ [illegible] ہیں ایسے لئے مقرر ہے رحمت الٰہی نہیں۔

خان بہادر موصوف کا شمار ان نیک دل اور صاحب [illegible] ت اصحاب میں ہے جنکو خدا نے ملکی و قومی خدمات کے لئے پیدا کیا ہے اور جو بندگان خدا کی راحت رسانی کو اپنا فرض اخلاقی و انسانی جانتے ہیں جو عام لوگوں کی تکلیف و ایذا سے اسقدر بیچین ہوتے ہیں جیسے کوئی اپنے عزیز و دوستوں کی ایذا سے ہوتا ہے۔

وہ فطرتاً غیور طبیع۔ فیاض دل ملنسار ہیں۔ انہوں نے اپنے [illegible] اوصاف کی بدولت ترک و عربوں میں خاص اثر پیدا کر لیا ہے۔ اہل مکہ و مدینہ انکو نظر محبت و نگاہ امتیاز سے دیکھتے ہیں۔ بدوی قبائل میں بھی وہ ممدوح سمجھے جاتے ہیں۔

برٹش گورنمنٹ کی یہ تجویز کہ اس کا ایک مسلمان افسر ان صفات کا حجاز میں رہے جس سے عام حاجتیں لوگوں کی وابستہ ہوں یعنی (ڈاکٹر) اعلیٰ درجہ کی مصلحت و مآل اندیشی اور اپنی رعایا کے ساتھ عمدہ احسان ہے۔ ایک ہی افسر ہے جس سے بوجہ اغراض ذاتی و نیز رشتہ اسلامی و مناسبت [illegible] ہیں اور جس [illegible] سے مل[illegible] اور بہم رسانی حقوق رعایائے برٹش [illegible] فرانس و روس وغیرہ کے رعایائے انگریزی [illegible] میں [illegible] پر اپنی تمام [illegible] قابل قیام گورنمنٹ کر کے انکا تدارک کر سکیں۔

[illegible] کی [illegible] احسانات

سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کی جانب سے جو [illegible] تحافظ خانہ اور عنایات شاہانہ بیگم صاحب کے حق میں [illegible] گورنمنٹ نہیں کر سکتی جس قدر صرف کثیر گورنمنٹ نے کس لئے برداشت کیا۔ آیا یہ شاہانہ [illegible] ہماری گورنمنٹ اپنی ماتحت رئیسہ کیخاطر

اوسکی استطاعت ومقدرت کی صورت مین جبکہ محض فرض مذہبی کی غرض سے سفر کیا ہو جائز رہتی یا
نہین - اسکی بابت قطعی رائے دینا بلا لحاظ ایسے موقع کے شاید صحیح ہو مگر روئداد تو گواہ حال اس امر کی ہے
کہ اس کا جواب نفی ہی ہونا چاہیئے اور ہماری گورنمنٹ کا اصول سلطنت بھی اس بات پر اصرار کرتا ہے کہ بلا وجہ
کوئی بار اوٹھانا عقل کے اقتضا اور فراست کے منافی ہے -

اس کا پتہ کچھہ یون ہی چلتا ہے کہ وہ اخراجات جو برٹش وائس کونسل کے آنے جانے مین مدینہ طیبہ
کے ہوئے چونکہ اون کا بھیجا جانا بیگم صاحبہ کی وجہ سے تھا اُسکے بابت سُننے مین آیا کہ برٹش سفارت
استنبول نے طے کیا کہ یہہ اخراجات بیگم صاحبہ کو دینے ہونگے

ٹرکی گورنمنٹ نے حکماً جدہ و ینبوع سے فوج بہر حفاظت ساتھہ کی جسکی تعداد تخمیناً چارسو سپاہی
علاوہ چند افسران کے تھی و نیز فوج کے تمام مصارف باربرداری - سواری - خوراک وغیرہ خزانہ شاہی
سے دیئے گئے - ایک سپاہی نے بھی تمام زمانہ تعیناتی مین ایک وقت کے کھانے کا بار بیگم صاحبہ پر
نہین ڈالا

اسی فوج جدہ کے نوجوان ترک کی حفاظت بیگم صاحبہ مین مقام ملت پر قربانی ہوئی - چار سپاہی
زخمی ہوئے گیارہ اونٹ مارے گئے چنانچہ متوفی کے پس ماندون کے لئے پنشن - زخمیون کے علاج
وتیمارداری کا خرچ اونٹون کا معاوضہ بھی سلطانی خزانہ سے عطا کیا -

مدینہ طیبہ محلہ ساخ مین سید صافی کا مکان جو شریف مکہ کے حکم سے آراستہ کرایا گیا تھا اور
جسکی آراستگی مین مالک مکان کی طرف سے بامید بہبودی اہتمام بلیغ و صرف کثیر ہوا تھا اور جس مکان کو
بیگم صاحبہ نے تین دن قیام کے بعد چھوڑ دیا اُسکے کرایہ و نقصان کا بار بھی سلطان المعظم کو
گوارا فرمانا پڑا -

جب مدینہ طیبہ سے واپسی کا ارادہ براہ ینبوع ہوا اور اسکی اطلاع سلطان المعظم کو دی گئی تو
باعیالی سے عبد الرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی کو راحت رسانی و انتظام حفاظت کی خاص
ہدایت ہوئی جنہون نے تعمیلاً اپنے منصبی فرض کو بہت حزم و گرمجوشی سے ادا کیا - اور نہایت

جوانمردی سے سینہ سپر ہوکر مقام مکّہ پر حفاظت کی۔ اِس مقام پر گولی بارود کا اتنا صرف ہوا جس قدر ایک سخت جنگ میں ہوا کرتا ہے۔ یہہ بار بھی سلطنت ٹرکی پر رہا۔

مکّہ کے اوس مکان کا کرایہ ایکہزار پونڈ جس میں سے ایک مرتبہ ملازمان بیگم صاحبہ نکال دئے گئے تھے جب بیگم صاحبہ نے خود نہ دیا تو شریف مکّہ کی جانب سے تقاضے کی نوبت آئی پھر بھی خاموشی اختیار کی گئی۔ اُسکے بعد باضابطہ تحریرات ہوئیں پھر بھی خاموشی سے ٹالا گیا۔ تب آخر میں شریف مکّہ نے حکم دیا کہ اِس کا کرایہ ضرور دینا ہوگا اور بغیر کرایہ دئے بیگم صاحبہ کا مکّہ سے جانا ایک شرمناک بات ہے یہ موقع واقعی سخت پریشانی کا تھا۔ مگر بعد غور کامل یہہ تجویز قرار پائی کہ ایک تار برٹش کونسل کے نام اِس مضمون کا بھیجا جاوے کہ ہمارے پاس روپیہ نہیں ہے آپ کچھ انتظام کر دیجیے ہم بھوپال پہونچکر اوسکو ادا کر سکتے ہیں۔ اِس واقعہ کی اطلاع ہمکو خاص ملازمان بیگم صاحبہ سے ملی تاہم ہمنے اِسکی تصدیق اور طور بھی کر لی۔

اِس قسم کے تمام تار جو دوسری سلطنتوں کے سفرا یا کونسلوں کے نام بھیجے جاتے ہیں وہ اوّل والی مکّہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں اسلئے یہہ تار بھی ہز اکسلنسی احمد راتب پاشا کے سامنے پیش کیا گیا۔ اُنھوں نے شریف مکّہ سے سفارش کی کہ بیگم صاحبہ کی یہہ حالت ہے آپ کوئی صورت معافی کرایہ کی فرما دیں اور اُن کو اجازت جانے کی عنایت فرمائیں۔ اِسپر شریف صاحب نے جواب دیا کہ میں اپنے ذاتی مکان کا کرایہ جو ڈیڑھ سو پونڈ کے قریب ہوتا ہے معاف کر چکا ہوں۔ آپ کو معلوم ہے کہ یہہ میرا ذاتی مکان نہیں لہٰذا دوسرے کے حقوق معاف کر دینے کا مجکو منصب ہے اور نہ آپ کو میں بیگم صاحبہ کے عوض اپنے پاس سے کرایہ دینا پسند نہیں کرتا اور نہ آپکے اخلاق وبہتا ہو اِس رعایت کی سفارش کرتے ہیں۔

تب والی مکّہ نے مالک مکان کو ایک سند وثیقہ سرکاری بطور پرامیسری نوٹ کے لکھدی بیگم صاحبہ باسانی اِس بارِ گراں سے بلا ادائے کرایہ کے سبکدوش ہوگئیں۔ اِس طرح یہہ بار بھی خزانہ سلطان پر ڈالا گیا۔

غرضکہ یہہ اور ایسی قسم کے بہت سے اخراجات اِس کاروانِ ہند کی بدولت سلطنتِ ٹرکی

کو برداشت کرنے پڑے۔ اور یہہ بھی سُننے مین آیا کہ تعدادی صمد ر فوج گورنمنٹ ٹرکی کو واسطے سرکوبی ان قبایل کی جنہون نے شامی قافلہ پر حملہ کیا تھا جداگانہ بھیجنی پڑی جسکی بار اخراجات کا اندازہ خود عقل سلیم کرسکتی ہے

جس قدر جانی و مالی بار سلطان المعظم نے بیگم صاحبہ بھوپال کی وجہ سے امسال گوارا کیا اس سے پہلے اتنا کسی ہندوستانی زائر کے طفیل نہین گوارا کرنا پڑا۔

لحاظ طلب یہ امر ہے کہ مساکین ہندی حجاز جاکر کیا کم موت و زندگی دونون صورتون مین گورنمنٹ ٹرکی کو زیر بار کرتے ہین۔ اگر امراد ہند کا یہی طریقہ دو چار سال رہا تو یہ اسلامی سلطنت کہان تک اپنے اخلاق سے بیجا بار کی متحمل ہوسکے گی اور ایسے تحمل کا آخری نتیجہ کیا ہوسکتا ہے کیا شرع کا کوئی پہلو ایسا ہے جسکے حیلہ سے صاحب سفر حجاز اپنا بار گورنمنٹ پر ڈال سکے۔ اوّل یون ہی کیا کم حجاج زائرین کے اخراجات کا بار سلطنت ٹرکی کو سالانہ برداشت کرنا پڑتا ہے

مثلاً قرنطینہ کامران مین کیمپ حجاج کے لئے تا پرسپاہی اور نگرانی حفاظت حجاج کے واسطے عارضی پولیس۔ حجاج کے اوتار نے چڑھانے کی غرض سے کشتیان مقرر کی جاتی ہین۔ دوم لباس کے لئے ہزارون لمبے لمبے کرتے محض ان وقتون سے محفوظ رکھنے کے لئے جو ایسے موقع پر اپنی اپنی گٹھریون و بکسون سے کپڑے نکالتے و تبدیل کرتے ہین معمولاً پیش آتے ہین تیار رہتے ہین۔

سوم چند سال قبل کامران مین پانی کی ہمیشہ قلت و دقت تھی چند میل سے پانی لاکر ٹانکیون حوضون مین بھر دیا جاتا تھا۔ جو بوجہ قرب سمندر و بند رہنے کے علاوہ بدمزہ ہوجانے کے مضر صحت ثابت ہوا اسکے لئے مشینین پانی کی قایم کردی گئی ہین جنکے ذریعہ سے سمندر کا پانی میٹھا کیا جاتا ہے اور بذریعہ پمپ کے ہر کیمپ مین پہونچایا جاتا ہے۔ اب پانی کی کوئی قلت و دقت باقی نہین رہی۔ عمدہ اور کافی پانی میسر آتا ہے۔

چہارم جو حجاج اپنے آپ کو مساکین بیان کردے خواہ وہ مسکین ہون یا نہون وہ کامران کے علاوہ تمام ممالک ترکی مین ہر قسم کی فیس سے مستثنےٰ ہوجاتے ہین۔

پنجم۔ حجاج ہند کی تجہیز و تکفین کا بھی بار فی حاجی پانچ روپیہ گورنمنٹ ٹرکی گوارا فرماتی ہے۔

ششم۔ جو ساکین ہند اُن اطراف مین جانا چاہین جسطرف لین جہازات ترکی ہے تو اونکو بھی بلا کرایہ پہونچادیا جاتا ہے۔ اسی قسم کے سیکڑون احسانات اسلامی سلطنت کے حجاج ہند پر خصوصیتا کے ساتھہ ہین جس کا خلاصہ بطریق نمونہ اسوقت دکھایا گیا ہے۔

اِن حالات پر مطلع ہونیکے بعد کیا مسلمانون مین کوئی ایسا آدمی ہے جسکے دل سے سلطان المعظم کے حق مین دعائین نہ نکلینگی۔

کیا ہماری گورنمنٹ اس عنایات سلطانی سے مستغنی ہوسکتی ہے جسکی بابت شبہ کے ساتھہ اسلامی سلطنت نے نہایت فراخ حوصلگی و کشادہ دلی سے بحالت قاصر ہونے رعیت کے تمام مشکل و ضروری موقعون پر اعانت ورعایت سے دریغ نہ کی۔

اقتضاے شرافت انسانی یہ ہے کہ عام مسلمانون کی جانب سے ضرور اظہار احسان و شکرگذاری کیا جاوے۔ اور ہماری گورنمنٹ انگریزی کا بھی اس بارہ مین اتحاد و خصوصیت کی بنا پر [illegible]
اگر اسی خیال سے حجاج سفر حجاز کو جاتے رہے تو ترکی گورنمنٹ کو نہ فساد مقدونیہ کی ضرورت نہ بغاوت آرمینیہ کی حاجت باقی رہجایگی۔

سلطنت کے زیر بار و کمزور کرنے کو اس قسم کے زائرین بس کرتے ہین۔ یہان مذکورہ بالا خوبیان اور احسانات گورنمنٹ ترکی کے ہین۔ وہان اگر طرز حکومت بھی حجاز مین ایسا ہی ہوتا تو پھر کیا کھنا تھا۔ اس امر کے تسلیم کئے بغیر چارہ نہین کہ ترک بدوؤن کی جسارت و تمردی کی ایسی کافی سزا نہین دیتے جس سے وہ ایک دفعہ خائف ہوکر اپنی حرکات شورہ پشتیون سے دستبردار ہوجائین اسکے چند وجوہ خیال مین آتے ہین۔

اوّل یہہ کہ عام مسلمانون کے دلون مین حجاز کی ایسی عظمت ہے کہ باوجود بدون کے شورشون کے اونکے ساتھہ ازحد سختی برتنے کے روادار نہین۔ اسلئے بہ قرین قیاس ہے کہ ترک دانستہ سختی سزا مین اغماض کرتے ہونگے۔

دوم۔ یہ وجہ بھی ہوسکتی ہے کہ شریف مکہ کامل استیصال قبایل بدوی کے مخالف ہون۔ گو

حکومت اصلی ترکون کے ہاتھ مین ہے مگر بدون کے متعلق سارے اختیارات شریف مکہ کو حاصل ہین
اگر حجاز مین بدوٗون کی ساری خلش رفع ہو جاے تو شاید شرافت مکہ کی ضرورت ہی باقی نرہے -

بادی النظر مین یہ معلوم ہوتا ہے کہ حجاز کے جنگلی باشندے یا عرب کے قبایل جنمین علم و تمدن و تہذیب و شایستگی کا اثر بہت کم ہے - ان قبایل کو قابو رکھنے اور سلطانی اقتدار و اختیارات کی ترقی و قیام کی غرض سے شریف کا تقرر جو عرب مین معزز خاندان کا با اثر شخص ہو ضروری سمجھا گیا ہے - اسلئے تقاضائے فطرت انسانی ہے کہ شریف صاحب اپنے حفظ و بقائے حکومت کے لئے کامل ازالۂ خلش قبایل بدوی کا نہ چاہتے ہون

سوم - خاندانی و قبایلی جھگڑے بدوٗون مین جو زمانہ دراز سے چلے آتے ہین جنکا ختم ہو جانا خلاف امید معلوم ہوتا ہے اور شاید کوئی حکومت اس کا انسداد نہ کر سکے جیسے افریدیون وغیرہ اقوام سرحدی کا قابل اطمینان و پورا انتظام نہین ہو سکتا ہے - اس سے بدرجہا زیادہ قبایل بدوی کا انتظام دشوار ہے -

بیشتر اوقات یہی قبایلی عداوتین باعث زحمت و تکالیف حجاج ہوا کرتی ہین مثلاً ایک قبیلہ کے اونٹ والے حجاج کو لئے جا رہے ہین - دوسرے مخالف قبیلہ کے لوگ اپنا عیوض لینے کی غرض سے اونپر حملہ کر بیٹھے - اونہون نے اپنے دشمن بدوٗون سے بدلہ لینا چاہا اور آفت نازل ہوگئی حجاج پر -
اسی گذشتہ ۱۲ - ذی الحجہ کو درمیان قبایل حرب - ھذیل کے خاص مکہ معظمہ مین منیٰ سے واپس آتے وقت گولیان چلین - قبیلہ حرب کے لوگ کم تھے وہ اپنے اپنے حجاج کے اسباب کو پھینک کر اونٹ لیکر بھاگنے شروع ہوئے - دونون جانب سے بدو مارے گئے اور یہہ واقعہ آیندہ کے لئے اور دشمنی مین ترقی کا باعث ہو گیا -
اگر یہی واقعہ جنگل مین پیش آتا تو نہ معلوم حجاج کی کیا گت بنتی اور کس قدر کشت و خون ہوتا - اس موقع پر توعلی پاشا جو شریف صاحب کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر حجاز مین بہت کچھہ ہے اونہون نے اپنی وجاہت سے فریقین کے فوری جوش کو کم کر کے عارضی تصفیہ کرا دیا -

چہارم حجاز میں رہزنیاں اوس وقت زیادہ ہوتی ہیں جب بارش کی سخت قلت ہوتی ہے اور بدوؤن کو اپنی اصلی معیشت میں تنگی ہوجاتی ہے - یعنی بھیڑ - بکریون اور اونٹون سے پورا فائدہ نہیں پہونچ سکتا اس لحاظ سے جس قدر بدامنی موجودہ زمانہ حجاز میں ہو وہ کم ہے سات سال سے بارش کا نام نہیں سارے حجاز میں ایک تنکا سبز نظر نہیں آتا - جدہ میں عموماً پانی پینے کو بدقت اور گران میسر آتا ہے ایک اونٹ پانی جو کبھی آٹھ آنہ کو آتا تھا - اب ڈھائی تین روپیہ کو ملتا ہے - ینبوع میں ایک چھوٹا مشکیزہ جس میں دو تین لوٹہ پانی آتا ہے - اسکے سال سات آٹھ آنہ کو ملتا تھا اور وہ بھی گدلا پانی - یہ سب کچھہ صحیح - تاہم ترکی گورنمنٹ کو حجاز کے ہر جزوی و کلی حالات سے باخبر رہنا لازمی ہے - ترکی سپاہیون کی جس قدر توصیف کی جاوے وہ اوس سے زیادہ کے مستحق ہیں - اونکی جفاکشی - دلیری - شجاعت پھر ساتھہ ہی صبر و استقلال و اطاعت انسان کو متحیر بنا دیتے ہیں - اُن سپاہیون میں جسقدر یہہ خوبیان ہیں اگر انکے افسر بھی اسی معیار سے اپنے سپاہیون کے پہلو بہ پہلو ہوجائیں تو تمام دُنیا پر بہت جلد ظاہر ہوجاوے کہ جاپان دلیری و شجاعت میں ایک ادنیٰ نمونہ ترکون کا ہے -

ہم گورنمنٹ ترکی سے التجا کرتے ہیں کہ حجاز کی بدنظمیان کم ہون یا زیادہ اونکی دفعیہ میں خاص توجہ مبذول فرمائی جاوے - روے زمین کے مسلمانون کو جو ارادت و محبت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ کے ساتھہ ہے اوسکے قیام و ترقی و استحکام کے لئے یہی اسلامی تعلقات و خدمات حرمین شریفین ہیں اگر اس جانب سے ذرا بھی چشم پوشی ہوئی تو دنیا کے تمام مسلمانون کی دلشکنی کا باعث ہے -

شریف مکہ کے حُسن اخلاق و حُسن سلوک

حضور شریف مکہ نے مدینہ طیبہ و مکہ مکرمہ میں بیگم صاحبہ کے لئے عمدہ اور اعلےٰ درجہ کے مکانات فرش و فروش سے آراستہ تجویز فرما دئے - حفاظت راہ کی غرض سے دو شریف احمد بن منصور امیر قبائل حرب رئیس وادیہ فاطمہ و شریف عبد اللہ مع چند شیوخ و ... حیاتی ... روانہ ہم

وعبدالحفیظ وغیرہ جو قبایل بدوی عرب مین بااثر و ہردل عزیز اشخاص ہین ہمراہی مین متعین فرما دیئے۔ ان شرفا و شیوخ کو ہدایت کی گئی کہ کسیطرح بیگم صاحبہ کی خدمات بجالانے مین کوتاہی نہونے پائے۔ اور خلاف مزاج کوئی بار ان پر نہ ڈالا جائے۔ ان محافظان متعینہ نے کافی حفاظت اور کامل اطاعت اور پوری پابندی احکام کی کی۔

یہہ ان ہی مشائخ بدوی کا اثر تھا کہ مدینہ طیبہ جاتے وقت جو مزاحمتین ہوئین وہ بآسانی و بخیر و خوبی رفع ہوگئین ورنہ ان خطرناک واقعات سے بدرجہا زیادہ مصیبتین روبراہ ہوتین جو آخر مین مکہ معظمہ جاتے وقت باوصف حمایت قافلہ شامی جسکے ساتھہ آٹھ نو ہزار فوج جرار و توپخانہ تھا پیش آئین۔ اس موقع پر ترکون کی ہی حمیت و مروت تھی جنہون نے سینہ سپر ہوکر اور اپنی جان پر کھیل کر بیگم صاحبہ اور اونکے تمام ہمراہیون مین سے کسی پر زد نہ آنے دی۔ اگر بیگم صاحبہ ان شرفا و مشائخ کے رخصت کردینے مین عجلت نہ فرماتین تو اس واقعہ نحس کا سامنا غالباً نہونے پاتا۔ مگر شدنی امر ہوکے رہا۔

ان مشائخ کو جب تک بیگم صاحبہ کی ہمرکابی کی عزت حاصل رہی اپنی باربرداری و سواری و خوراک کے بارے مین کسیکو زیر بار نہونے دیا اور جس جس منزل پر راستون کے بدوی قبائل ان لوگون سے ملنے آئے اونکی مہانداری اپنے صرف خاص سے کی۔ یہی امر قبایل بدوی کی برہمی مزاج کا باعث اور زیادہ تر خرابی و بدنامی کا سبب ہوا۔ اتنا ضرور ہوا کہ بیگم صاحبہ کی طرف سے ان اخراجات مین بطور مدد خرچ علے الحساب ایک رقم سے جسکی تعداد ساٹھہ ستر روپیہ کے درمیان بیان کیجاتی ہے اعانت فرمائی گئی۔ لیکن اصلی خرچ ان شرفا و مشائخ کا سواری و باربرداری وخوراک و آذوقہ مین تخمینی سو پونڈ (پندرہ سو روپیہ) ہوا جسکو شریف صاحب مکہ نے اپنی جیب خاص سے ادا فرمایا۔ مدینہ منورہ پہونچکر بیگم صاحبہ نے ان مشائخ کو یہہ کہکر کہ اب ہمکو آپ لوگون کی ضرورت باقی نہین رہی رخصت کردیا اور پچاس پچاس روپیہ فی کس انعام عطا فرمایا۔

یہ واقعات خود شریف احمد بن منصور و علے حماد مزور و نیز بعض ہمراہیان قافلہ بیگم صاحبہ کے

زبانی ہم تک پہونچے جسکے باور کرنے مین کمال ثقاہت شیوخ و تواتر روایت شبہ پیدا ہونے

نہین دیتا۔

ان مشایخ بدوی نے مکہ مکرمہ پہونچکر ناشایستہ کے واقعات کو شریف صاحب کے گوش گذار کیا جسپر شریف صاحب یہانتک برافروختہ ہوے کہ مکہ کا مکان جو بیگم صاحبہ کے لیے آراستہ کیا گیا تھا اور جس مین بیگم صاحبہ کے پچاس ملازمان جو جدہ سے معہ زائد اسباب کے حسب الحکم بیگم صاحبہ روانگی مکہ کے لئے چھوڑ دیئے گئے تھے مقیم تھے۔ اون سب کو نکلوا دیا۔ زیادہ تر اس خیال سے مکان خالی کرایا کہ یہہ نہایت مزاج منتظم خاتون ہرگز اس مکان کے کرایہ کی متحمل نہوگی۔ اور آخر مین اونکا یہہ خیال صحیح نکلا۔

اس برہمی مزاج شریف مکہ کی خبر اون کے ملازمان نے بذریعہ عرضداشت مدینہ منورہ پہونچائی۔ اور اوس کے ساتھہی یہہ لکھا کہ چالیس اشرفی کرایہ پر ایک مکان لے لیا گیا ہے۔

ملازمان کو تو یہہ جواب آیا کہ کرایہ بہت زیادہ ہے۔ یہ تم لوگون کو اپنی اپنی تنخواہ سے دینا ہوگا خدا جانے یہہ جواب کہان تک صحیح ہے ہم تک تو اونہین ملازمان کے ذریعہ سے یہہ روایت پہونچی جسکے نہ باور کرنے کی کوئی ہمارے پاس دلیل نہین ہے۔

برٹش کونسل و وائس کونسل۔ اور خود شریف صاحب مکہ کی خدمت مین خطوط معذرت آمیز لفظون مین روانہ کئے۔ موافق استدعا بیگم صاحبہ کشیدگی شریف صاحب کی بسعی برٹش وائس کونسل کے دفع ہوگئی۔ باوصف ان بے لطف واقعات پیش آنے کے شریف مکہ کا اخلاق حیرت مین ڈالتا ہے جب بیگم صاحبہ مکہ مکرمہ پہونچنے والی تہین تو اونہون نے شتر سوار بھیجکر وقت آمد تحقیق فرمالیا اور جس وقت قافلہ قریب مکہ پہونچنے والا ہوا تو پھر اوسی مکان سابق کو دو ہزار سکون سے دوبارہ آراستہ کرایا جسکی آراستگی و صفائی وغیرہ مین تخمیناً تین چار ہزار روپیہ صرف کیا گیا۔

بنفس نفیس معہ ہز اکسیلنسی احمد راتب پاشا گورنر جنرل حجاز اور اعیان شہر و افسران سول و ملٹری وغیرہ فوج کے دو میل مکہ سے باہر خیر مقدم کو تشریف لے گئے۔ پہلے سے بیرون شہر ان بزرگوار ان کے خیمے نصب ہو چکے تہے اور چار و قہوہ وغیرہ کا سامان مہیا تہا جب بیگم صاحبہ کی سواری قریب خیمہ شریف پہنچا

آئی تو بواسطہ برٹش وائس کونسل ملاقات ہوئی۔ بعد مزاج پرسی کے ہمراہ لاکر اوسی مکان مین جو پہلے
سے تجویز ہو چکا تھا فروکش کرایا یہہ مکان مکہ مین جدید تیار ہوا ہے اور وسعت وخوبی مین اپنا آپ جواب ہے
جسدن بیگم صاحبہ آئین شریف صاحب کی جانب سے بینڈ باجا آیا۔ ترکی سپاہیون نے خیر مقدم
کے عربی گیت گائے اسکے سوا اپنا ذاتی مدرسہ جسکا سالانہ کرایہ کم از کم ڈیڑہ سو پونڈ ہے اور داخل
حرم محترم ہے بلا کرایہ عطا فرمایا یہہ مدرسہ مکان مذکورہ بالا کے علاوہ ہے جس کا کرایہ خزانۂ عامرہ
سلطان المعظم سے بالعوض بیگم صاحبہ ادا کیا گیا۔ سوائے اسکے مقام ابراہیم کا پورا غلاف جو تھا حق
شریف مکہ کا ہوتا ہے بیگم صاحبہ کو مرحمت فرمایا۔

مقام منی مین فرمان سلطانی کے آنے پر جو دربار منعقد ہوتا ہے اوس موقع پر صاحبزادہ عبید اللہ خان
صاحب کو اپنے برابر جگہہ دی جو وزیر مرا کو وجنرل کونسل ایران سے اعتباری حالت مین درجۂ امتیاز رکہتے
تھے اسکے بعد منی مین جائے قیام بیگم صاحبہ پر خود تشریف لے گئے۔

بعد انفراغ حج کے جب بیگم صاحبہ معہ صاحبزادہ صاحبان کے ملنے گئین تو نہایت اخلاق سے پیش
آئے بیگم صاحبہ نے بدوون کی شکایت کی۔ اسپر فرمایا کہ آپ نے اپنے سفر کو اپنے برتاو وطریقۂ عمل سے خود خطرناک
وموجب بنالیا۔ آپکے ہمراہی نہ تجربہ کار تھے اور نہ آپکے خیر اندیش۔ ابتدائے سفر مین ہی آپنے اپنی غلطیون کا
احساس نہ کیا۔ اسلئے جو کچہہ واقعات گذرے وہ اپنے آپ مہیا کئے ہوئے تھے۔ اگر آپ پہلے مکہ آتین
یا میرے انتظام کو قایم رہنے دیتین تو جن واقعات کی اب شکایت ہورہی ہے اونمین سے کوئی نہ پیش آتا۔
خیر انچہ گذشت گذشت اب اوسکی تلافی کیا ہوسکتی ہے۔

صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب نے اپنا اظہار شوق عربی گہوڑون کی نسبت کیا اور اسکے ساتھ
امیر نجد کی شکایت کی کہ اونہون نے گہوڑون کے بہیجنے مین بہت ہی لاپرواہی فرمائی۔ اور نہایت ناقص
گہوڑے بہیجے۔

اسکے جواب مین شریف صاحب نے فرمایا کہ میرے اصطبل کے تمام گہوڑے موجود ہین صبح آپکے پاس
بہیجدئے جاینگے جو پسند آئے بے تکلف لے لیجئے گا۔

بیگم صاحبہ نے فرمایا کہ میں تحائف وہدایہ جو لائی ہوں اونکے صندوق جدہ میں رکھے ہیں۔میں نے اونکے منگانے کی بابت اول برٹش وائس کونسل اور بعدہ والی صاحب مکہ سے کہا تھا لیکن دونوں صاحبوں نے میری درخواست کو نامنظور کر دیا۔

(وائس کونسل کے نام جو خط بیگم صاحبہ نے لکھا تھا اسکی نقل یہاں لکھی جاتی ہے)

"جدہ میں جو سامان ہمارا محفوظ ہے اوسمیں سے دو صندوقوں کی یہاں بالفعل ضرورت ہے جنمیں سے ایک تحائف وہدایا وغیرہ کا ہے اور دوسرے میں خیراتی پارچہ وغیرہ ہیں۔اگر آپ بطور خود صندوق ہائے مذکورہ کو یہاں منگوا سکیں تو بہتر ہے ورنہ ہمارا کوئی ملازم معہ آپکے کسی آدمی کے جدہ چلا جائے اور آپ ضروری انتظام فرمادیں کہ صندوق مطلوبہ بحفاظت تمام یہاں پہونچ جائیں۔

یہی بابت آپسے زبانی کہنی تھی مگر آپکو بوجہ مصروفیت یہاں آنے کی فرصت نہوئی اسلئے ذریعہ خط ہذا آپکو لکھا گیا۔مورخہ چہارم ذوالحجہ ۱۳۲۱ مقام مکہ معظمہ علامت دستخط (مہر نواب سلطان جہان بیگم)

اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آپ نشانات صندوق ہائے مطلوبہ کی بتلائے تو برٹش کونسل صاحب کو جدہ تار دیا جاوے۔بالفعل آدمی کوئی نہیں بھیجا جاسکتا ہے۔اس جواب کے بعد پھر بیگم صاحبہ نے خاموشی سے کام لیا۔

اس کا ضرور افسوس ہے کہ عطائے خلعت وتحائف وخیرات کی آرزو بیگم صاحبہ کے دل ہی دل میں رہی اور وہ تحائف وپارچہ خیراتی جدہ سے نہ آسکے۔

تعجب ہے کہ ایسی ضروری بکسوں کو نہ بیگم صاحبہ نے اپنے ہمراہ لیا۔نہ اونکی وہ ملازم جو جدہ میں جہاز سے واسطے روانگی مکہ کے اوتارے گئے تھے اور جو سیدھے مکہ معظمہ آئے وہ لائے۔اور نہ اون ملازموں کو جو مدینہ طیبہ سے واپس ہوکر براہ ینبوع کے جدہ پہونچے۔ہدایت ہوئی کہ اپنے ہمراہ ان ضروری بکسوں کو مکہ معظمہ لیتے آنا نہ خود بدولت کو مکہ معظمہ پہونچنے پر اونکے منگانے کا خیال پیدا ہوا۔

اسکی تمنا قریب قریب سب کو رہی کہ آیا اون میں کیا اور کون سی بیش بہا اشیا تھیں۔اور حقیقت میں وجودی تھیں یا نہ تھیں۔کیونکہ عرب میں یہ راز افشا نہوا۔اس وجہ سے عام گمان تھا

کہ اس سے اپنی حوصلہ مندی کا اظہار اور در پردہ والیٔ مکہ و برٹش وائس کونسل کی بابت اپنی عدم تعمیل احکام کی شکایت تھی

پیرایہ اور موقع شکایت کی ہم داد دیتے ہیں۔ چونکہ نتیجہ کچھہ نہ نکلا اس لحاظ سے بیکار بھی سمجھتے ہیں۔

ملاقات کے دوسرے دن حسب وعدہ تمام گھوڑے و گھوڑیاں صاحبزادہ کے پاس بھیجدی گئیں جنمیں سے انتخاب کر کے ایک لاجواب گھوڑے کو جسکی قیمت چار سو پونڈ سٹرلنگ میں آئی پسند کیا وہ عطا فرمادی گئی۔

وقت ملاقات صاحبزادہ صاحب نے بسبیل تذکرہ ایک زنجیر فیل سفید بھیجنے و پھول وغیرہ بھیجنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر یہ اُن کا وعدہ اوس وعدہ یا رسے زیادہ مشابہ رکھتا ہے جسکا وفا ہونا اشتیاق کی ترقی کا موجب ہوتا ہے۔

عام رائے سے یہ فیصلہ ہوگیا کہ اب تک جسقدر والیان ملک ہندوستان سے حجاز آئے جنمیں بیگم صاحبہ کی جدہ مرحومہ بھی شامل ہیں۔ اُن سب سے زیادہ منجانب شریف مکہ کے استمالت عزت و مدارات بیگم صاحبہ کی ہوئی

شریف مکہ کا معہ گورنر جنرل حجاز اپنے تمام اسٹاف کے خیر مقدم کو جانا۔ جاے قیام پر جا جا کر مزاج پرسی کرنا۔ اپنا ذاتی مدرسہ بغیر کرایہ کے عطا فرمانا۔ کل غلاف مقام ابراہیم جو نہایت وقعت اور گراں قیمت سے بھی حجاج کو بیسر نہیں آتا شفقت مرحمت فرمانا۔ قیمتی گھوڑا اپنے اصطبل خاص کے بلا معاوضہ عنایت فرمانا۔ شرفاو شیوخ جو بہر خدمت و حفاظت ہمراہ متعین کئے گئے تھے اونکا بار اپنی جیب خاص سے ادا کرنا۔ غرضکہ کیا بنظر احترام و عزت اور کیا باعتبار حسن سلوک اور کیا بخیال حسن اخلاق کوئی درجہ مہمان نوازی و مدارات کا اوٹھا نہیں رکھا۔

خیر بیگم صاحبہ بھوپال تو ہر طرح قابل عزت تھیں اور اگر اونکی وقعت و مہمانداری نہ کی جاتی تو تمام افسوس ہوتا مگر حقیقت میں اہل عرب بالطبع فیاض۔ سخی۔ ذی مروت۔ صاحب اخلاق ہیں اور شریف مکہ ان صفات کے حاکم ہیں۔

اسکے سفر میں واقعہ نواب مہتاب آرا بیگم۔ جنوب جیسی قدر کی بی بی اور واجد علیشاہ مرحوم معزول

شاہ اودہ کی بہو ہین اور جنکو گورنمنٹ انگریزی سے سو روپیہ ماہوار کا وظیفہ بسر اوقات کے لئے ملتا ہے اور جنکا کلکتہ مین مستقل قیام ہے بیان کردینا کافی ہے۔

جب شریف مکہ کو اطلاع ہوئی کہ ایک تباہ شدہ خاندان ہند کی بیکس بیوہ خاتون معہ ایک اپنی دختر حسن آرا بیگم دلپسر مہر قدر نامی کے حج کو آئی ہے تو اس خبر کو سننے کے بعد بیس پونڈ انگریزی (تین سو روپیہ) بطور دعوت بھجوائے اور اوسکے ساتھ از راہ اخلاق وانکسار یہ کہلا بھیجا کہ شاید تمکو ہمارے مذاق کھانے مرغوب نہون اسلئے اپنی مرضی کے مطابق اپنی دعوت کا اہتمام خود کرلو اور آیندہ تا قیام عرب جس چیز کی ضرورت تمہین پیش آئے اوس سے اطلاع دیتی رہو ہم نہایت مسرت سے اوس ضرورت کو رفع کرینگے۔ یہ خلیفہ جانیکے لیے جس قسم کی ضرورت ہوتی ہے اوسکے بار انتظام سے بھی تمہین سبکدوش رکھا جائیگا اور جبتک تمہین قیام عرب منظور ہوگا اوس زمانہ مین تمہاری اعانت وحمایت ہر طرح سے کیجاویگی۔

ان کا بچہ مہر قدر جسکی عمر گیارہ بارہ سال کی ہوگی جب شریف صاحب کے سلام کو گیا اوسکو بھی مٹھائی کے ساتھ بیس پونڈ (تین سو روپیہ) دست خاص سے مرحمت فرمائے اور نہایت دلداری وشفقت ارشاد کیا کہ برباد شدہ خاندان کی عزت وحرمت کرنا عرب کا شیوہ اور خاص شان اسلامی ہے یہہ واقعہ بطور نمونہ بیان کیا گیا ایسے اکثر واقعات اُن کی فیاضی کے ہین جنکو بخیال طوالت نظر انداز کیا جاتا ہے۔

اِس سے شریف مکہ کے اخلاق کی اصلی جھلک وروا قعی مروت کا پتہ چلتا ہے۔ اُن سے ملنے پر انکی ذاتی وصفاتی خوبیان ظاہر ہوتی ہین۔ اون مین فیاضی۔ وسعت اخلاقی۔ علو ہمتی کے تمام صفات پائے جاتے ہین۔ اونکے مرتبہ وعظمت کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خاندان نبوت کے چشم وچراغ اور مرکز اسلام کے حکمران ہین اور جنکے لئے امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ اپنی جگہ سے تعظیماً اوٹھتے ہین۔ وہ شخصی فرمان رواؤن کے طبقہ مین بےمثال سمجھے جانے کے قابل ہین لیکن درجہ بشریت سے جدا انکو کوئی کہہ سکتا ہے اور نہ انکی ملکوتی جنس ہونیکا دعوے کیا جاسکتا ہے۔

یہہ امر مسلمہ ہے کہ جس قوت کی روک نہین یا جس قوت کو اپنے مقابل کے صدمات کا خوف نہین۔

اوس مین احتمال ہمیشہ خارج از اعتدال ہونے کا رہتا ہے اور یہ شخصی حکومتون کے لئے تعجب انگیز امر نہین ہے محض اتنی سی بات مدنظر رکھی جائے تو اہل دانش اصحاب کو صحیح رائے قایم کرنے مین کوئی دقت پیش آئیگی۔

ہر حصہ دُنیا کی تعلیم یافتہ و مہذب اقوام پر نظر ڈالیئے اور تمام حکمرانون کو پیش نظر رکھئے تو اون مین ایک فرد کو نہ سراپا عیب پائینگا نہ مجسم نیک۔ اس سے ہمارا مقصد صرف اسیقدر ہے کہ انسان کا بے عیب ہونا باستثنائے انبیائے کرام) فطرتاً محال ہے۔

شریف کا ہین اخلاق و مروت کے ساتھ شان سیاست و جبروتی جو ایک لازمہ حکومت و جہانداری ہے کم نہین۔ عام دلون پر اونکی ہیبت بیٹھی ہوئی ہے۔ اس کا ایک مضر نتیجہ یہہ سننے مین آیا کہ طامع و مفتری حضرات اپنے حصول اغراض مین اس ہیبت کو وسیلہ گردان کر کچھہ ناجایز نفع اوٹھالتے ہین۔ نفع اوٹھانے والون مین اب کچھہ خصوصیت حضور رسی کی بھی نہین باقی رہی۔ ناواقف اشخاص پر ہر شخص کا جادو چل جاتا ہے۔

البتہ جن امور کی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ جاتی ہے اون کا انسداد کامل کردیا جاتا ہے۔ چنانچہ اونکو یہہ خبر دی گئی کہ ٹکٹ جہازات کا مکہ مین فروخت ہوتا ہے اس سے عام نارضامندی حجاج ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی فوراً منادی کا حکم دیا گیا کہ کوئی مطوف خیلتاً و صراحتاً کسی حاجی کو ٹکٹ جہاز مکہ مین نہ خریدنے دے اگر اس حکم کی خلاف ورزی ہوئی تو تدارک قانونی عمل مین لایا جائیگا۔ اس حکم کی پوری پابندی ہوئی۔ دوسری شکایت یہ پیش کی گئی کہ حجاج کسی خاص راستہ پر سفر مدینہ طیبہ کے لئے مجبور نہ کئے جاوین ینبوع سے سفر کرنے کی عام اجازت دیجاوے۔ لہذا عام اجازت ہوگئی کہ حجاج کو ینبوع سے مدینہ طیبہ جانے کا پورا اختیار ہے۔

ایک تاجر ہندوستانی مقیم جدہ شاکی ہوا کہ ایک عرب ساکن مکہ پر میرا روپیہ قرض ہے طلب کرنے پر اوسنے ادا نہین کیا۔ اس شکایت پر مدیون طلب ہوا۔ حاضری پر اوسکو حکم دیا گیا کہ تم اپنا خواہ اثاث البیت بیچو یا مکان فروخت کرو مگر کل تک دائن کا واجبی مطالبہ بیباق کردو یا اوسے رضامند۔ لہذا یہ فیصلہ باسانی چند منٹ مین کردیا گیا اور بلا اجرائے ڈگری و عدالتی زحمتون کے دائن کی واجبی خوشی ہوگئی۔

ہندوستان مین سرسری مقدمہ کے یہ معنی ہین کہ جائداد متنازعہ قیمہ نذر خرچہٴ عدالت اور مہینون وبرسون کی حاضری اوسپر بالا۔ دستاویزی مقدمات مین تعیین دعوی سے زائد خرچ ہوجاتا ہے۔ گویا جو جیتا وہ ہار گیا اور جو ہار گیا وہ مرگیا۔

ہندوستانی طبائع مین یہہ خاص بات ہے کہ جو عملدرامد اپنے ملکی ورواجی قانون کے مخالف دیکھینگے گو وہ عملدرامد اچھا ہی کیون نہو اسپر نکتہ چینی ضرور کیجاویگی۔

اسسال کے واقعات حجاز مین سے دو واقعہ خاص طور پر قابل بیان ہین۔ جنکا اثر کم وبیش کل حجاج پر پڑا اور جنکی وجہ سے ترکی گورنمنٹ کے حق مین نقصان دہ نتائج پیدا ہوئے۔

ایک قافلہ شامی پر حملہ ہونا۔ اس قسم کا واقعہ تاریخ عرب مین مفقود ہے۔ اس موقع پر دو افسر اور ایک ترکی سپاہی کام آئے۔ چار سپاہی اور جان بلب ہوئے۔ چند غریب مساکین حجاج اور گیارہ اونٹ مارے گئے۔ بدو بکثرت قتل ہوئے۔ عرب مین اس سے کسیکو انکار نہین ہے کہ اس واقعہ سخت کی بانی مبانی بیگم صاحبہ بھوپال نہین ہین۔ نہ وہ بدوٴون سے وعدہ فرمائین نہ بدو مدینہ منورہ تک امید ایفائی عہد پر ساتھ آتے۔ نہ مدینہ منورہ مین خلاف امید جواب ملتا۔ نہ ملف کے مقام پر دوبارہ انکار ہوتا۔ تو ہرگز یہ واقعہ جان گزا وقوع مین آتا جس مین ترکون اور بدوٴون وغریب حجاج کی قربانیان ہوئین۔ سلطنت ترکی پر ایک بار عظیم پڑگیا۔ اور بیگم صاحبہ اور انکے تمام ہمراہی دوسرون کی ہہنیٹ دیکر بفضلہ صحیح وسلامت رہین۔ سب سے مضر نتیجہ اس واقعہ کا یہ نکلا کہ حجاج کے لئے راستہ خطرناک ہوگیا۔

دوسرا واقعہ یہ ہے کہ مکہ کا قافلہ جو مدینہ قبل از حج جانے والا تھا وہ آبادی مکہ سے باہر مقام شہدا مین روانگی مدینہ منورہ کے لئے ڈالا گیا تھا۔ اوس قافلہ کے بدوٴون مین ایک ہنگامہ بے تمیزی واقع ہوا قریب قریب تمام شکائتین وخرابیان وغلط فہمیان جنکا ظہور امسال حجاز مین ہوا اسی واقعہ پر مبنی ہین۔

اس واقعہ کے مختصر حالات یہ ہین کہ ماہ رمضان مین بیگم صاحبہ کے مدینہ جاتے وقت پہلی یا دوسری منزل ینبوع سے چلکر بدوی قبائل نے اون مستورات وستیورات کی خدمت مین جو محافہ بیگم صاحبہ کے

لیے منجانب شریف مکہ تعینات ہوئے تھے۔ چند ٹٹو جنہیں حسب عادت نذر گزرانے مشایخ ہمراہی نے اُن ڈنبوں کو مطبخ بیگم صاحبہ میں بھیجدیا۔ ملازمان بیگم صاحبہ یہ سمجھے کہ سرکاری خرچ کے لیے آئے ہیں۔ وہ کام میں لے آئے۔ اور ہر منزل پر گوشت وغیرہ کچھ نہ خریدا گیا۔ مشایخ کی غرض یہ تھی کہ ڈنبوں کا پلاؤ اُن بدوؤں کے لیے جنہوں نے پیش کیے ہیں پکوا دیا جاوے۔ غرضکہ جانبین کی غلط فہمی کی وجہ سے بدوؤں کو ایک طویل وقت تک بھوکا رہنے کے بعد اپنے کھانے پکانے کا انتظام خود کرنا پڑا جنہیں اونہیں کسی قسم کی تکلیف ہوئی۔ اسکے بعد ہی بدوی قبایل نے ستر راہ ہوکر مزاحمت کی جسکا تصفیہ کچھ دیکر کیا گیا۔ لیکن بعض قبایل پھر بھی مدینہ طیبہ کے پہونچنے پر مطمئن و امیدوار کیے گئے مگر مدینہ پہونچکر اونہیں مایوسی ہوئی۔ یہ وجہ خاص چند بدوی قبایل و بیگم صاحبہ کے مابین رنجش کی قایم ہوگئی۔ اور راستہ ان منازل کا جن پر نارضامند قبایل آباد ہیں حجاج کے لیے مخدوش ہوگیا۔

یہی درویش جباش ان رنجش کے مواقع پر موجود تھا۔ اوسکے سپرد خدمت مخرجی قافلہ ہائے حجاج کی بھی تھی۔ جس میں یہ لیتے ہیں جو قافلے مکہ سے مدینہ و جدہ کو جاتے ہیں اونکی روانگی و وصول کرایہ کی خدمات بھی شخص انجام دیتا ہے۔

درویش جباش نے روئداد پر نظر ڈالکر بخیال خود مآل اندیشی اپنے ذہن میں یہ بات تجویز کرلی کہ حجاج بجاے چالیس مجیدی فی اونٹ (سعودیہ) کرایہ آمد و رفت مدینہ طیبہ کے بیالیس مجیدی (ما صر) وصول کیجاویں اور دو مجیدی زاید فی اونٹ لیجاوینہ وہ اُن قبایل کو دیجاوین جن سے احتمال نقض امن کا ہے یہ رائے قرار دیکر اوسنے عملدرآمد شروع کردیا۔

اسکی زیادہ دستانی کی خبر ایک مخالف درویش جباش نے شریف صاحب تک پہونچائی۔ درویش جباش جوابدہی کے لیے طلب ہوا۔ الزام یہ قایم ہوا کہ بلا اطلاع و بغیر حکم باختیار خود یہ فیصل کیوں کیا۔ اسنے تمام واقعات و خطرات راہ کو بیان کرکے اپنے اصلی منشاء کا اظہار کیا اور عرض کیا کہ بلا اس کارروائی کے سلامتی راہ کی کوئی تدبیر صورت موجودہ میں نہ تھی۔ اور جو کچھ میں نے کیا مصلحت وقت اور نیک نیتی سے کیا۔ یہ بیان اوس کا بے وقعت نہیں سمجھا گیا تاہم اوسکے ذمہ ابھی جوابدہی قایم تھی

کہ اسی اثناء مین وہ چند گھنٹون کی اجازت لیکر بحراست کیمپ قافلہ حجاج تک آیا۔ قافلہ مین پہونچکر اُسنے اپنے آپ کو بدوٗون کی حفاظت وحمائت مین سپرد کردیا اسپر بدوٗون نے اپنی رسم ورواج قبائلی قانون کی پابندی کی اور درویش حباش کی طرفداری مین لڑنے مرنے کو مستعد ہوگئے۔ شریف مکہ کے سپاہیون کے ساتھ جنکی حراست مین درویش حباش آیا تھا سختی پیش آئے۔ دونون جانب سے لڑائی شروع ہوگئی کچھ بدوٗون نے سپاہیون کی بھی طرفداری کی۔ چند ساعت کے لئے ایک خوفناک سین ہوگیا اور تمام قافلہ سخت انتشار مین پڑگیا۔

سوءِ اتفاق سے اس موقع پر وہ قبائل بھی تھے جنہون نے بیگم صاحبہ سے مدینہ جاتے وقت کچھ انعام پایا اور کچھ محروم رہے تھے انکے باہم بھی لڑائی چھڑ گئی۔ اب بدوٗون نے اونٹ کھول کھول کر بھاگنے کا ارادہ کیا۔ اونہین خوف پیدا ہوا کہ کہین ترکی فوج نہ آجائے۔ اس قافلہ مین مغربی و افغان حجاج بھی تھے جنہون نے بدوٗون کو اونٹ لیجانے سے روکنا چاہا اسپر ان کے و بدوٗن کے درمیان تنازعہ پیش آیا اور آخر مین بدو اپنے تمام اونٹ لیکر چلتے پھرتے نظر آئے۔ یہہ قافلہ بہت بڑا تھا۔

اب یہہ بدوی قبائل اپنے اپنے اونٹ لئے مع درویش حباش کے بھاگے جارہے تھے کہ جدہ سے ایک قافلہ مکہ آرہا تھا۔ اس طوفانِ بے تمیزی کو دیکھکر قافلے والون کو خیال ہوا کہ بدوی لوٹ مار کی غرض سے آرہے ہین اس قافلے مین بھی زیادہ مغربی تھے۔ علاوہ مغربی حجاج کے جنرل کونسل ایران بھی تھے جنکی حفاظت وہمراہی مین شریف صاحب کے سپاہی آرہے تھے۔ ان سب نے اپنی حفاظت مین بندوقین سر کرنا شروع کین۔ اور یہان دوبارہ غلط فہمی سے ایک مختصر جنگ ہوگئی۔ بدوی مارتے پیٹتے ہوئے ایک طرف نکل گئے۔

یہہ تمام واقعات ہم تک اُن اشخاص کے ذریعہ سے پہونچے جو خود ان مواقع پر موجود تھے جنکی تصدیق بعد مین معتبر ملطوفون اور خود درویش حباش سے ہوئی۔

گو اور بھی جزوی وخفیف واقعات ہین مگر سب سے بڑی داستان مین لوٹ ومار وجنگ وجدال کی حجاز مین امسال یہی ہین۔ تھوڑے سے غور وتامل سے اِن واقعات کے اسباب وبنیاد کا پتہ چل سکتا ہے

اور صاف معلوم ہوجاتا ہے کہ اس لوٹ و مار و رہزنی و ڈکیتی کی بنیاد حقیقی و اصلیت کیا ہے۔

انہین اونٹ لیکر بھاگ جانے والون مین بکثرت وہ قبائل تھے جنہون نے شامی محمل پر جسکی حفاظت مین بیگم صاحبہ بھوپال مکہ آرہی تہین حملہ کیا۔

کرایہ جو بدوی لیکر چل دئے اسکی بابت شریف صاحب سے عرض کیا گیا کہ اگر حجاج کو اس کا کچھ بھی معاوضہ نہ ملا تو انکو سخت دقتون کا سامنا ہوگا۔

اس اطلاع پر اونہون نے حکم دیا کہ حجاج کو دسے کرایہ مین اونٹ دئیے جاوینگے۔ اور بڑے راستہ بھی اجازت روانگی ہوگی۔ اگر اسپر وہ رضامند نہوسے۔ تو اب جو حجاج لیعد مین آئے ہین اور مدینہ طیبہ جانا چاہتے ہین اونکو اپنا قایم مقام کرسکتے ہین۔ اُن سے اپنا ادا شدہ کرایہ وصول کرلین نئے حجاج اوسی کرایہ مین روانہ کردئے جاینگے۔ اگر یہ بھی نہین چاہتے تو جدہ و عرفات کے کرایہ مین یہ روپیہ مجرا دیا جاوئیگا۔ اگر ان باتون مین سے کسی بات پر جو حجاج راضی نہون تو اونکو نقد دیا جاویگا۔

کچھہ قافلہ تو قبل از حج ہی مدینہ روانہ کردیا گیا جو شامی محمل سے ایک دن پہلے مکہ واپس آگیا لیکن لعبد حج جس وقت اس حکم کی خبر حجاج کو ہوئی پہر تو مطوفون کی وہ گت حجاج نے بنائی کہ توبہ ہی بھلی۔ صدہا گریبانون مین تہا اور اور سخت دار وگیر ہورہی تہی۔ دلی بلی جو ہون سے کان کٹوائے۔ اس کا بڑا سبب یہہ تہا کہ لعبض مطوفون نے تو صرف ایکسو پانچ ہی لئے تھے مگر زیادہ ایسے تھے جنہون نے اپنی لالچی طبیعت کی بناپر کرایہ مقررہ سے کسیقدر زیادہ وصول کیا تھا اونہین یہہ خوف تہا کہ اگر یہ افشاء ہوکر اسکی اطلاع شریف صاحب تک پہونچ گئی تو بہت بری بنے گی اور یہہ خوف اون کا بیجا نہ تھا۔ اگر شریف صاحب تک تفصیلی اطلاع زیادہ ستانی کی پہونچ جاتی تو اونکو سزا سے برخاستگی کے علاوہ اور بھی سزا بھگتنی پڑتی۔

یہان مختصر فہرست مختلف مطوفون اور حجاج کی درج کیجاتی ہے جس سے کرایہ شتران کا شرح مختلف معلوم ہوتا ہے۔ ایک سو پانچ روپیہ سے لیکر ایک سو ساٹھ روپیہ تک تعداد پائی جاتی ہے۔ اس سے یہ تو صاف ظاہر ہے کہ ایکسو پانچ روپیہ سے زیادہ مقررہ کرایہ نہ تھا۔ ورنہ یہہ ناممکن ہے کہ مطوف کم لین اور کبھی

نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ	نام مطوف	نام حاجی	تعداد کرایہ
	تاج خان وغیرہ	ماللو سہ		حیدر بخش ساکن ... وغیرہ	ماسہ
محمد امین ازبک مطوف	محمد یوسف علیخان ساکن رام جی ...	مالیہ		ایضاً ہمراہی	ماسہ
	عالم شاہ	مابسہ		ایضاً ہمراہی	ماسہ
محمد داؤد مطوف				بہادر ...	ماسہ

اس فہرست سے یہہ پایا جاتا ہے کہ مطوفین نے مختلف شرحیں اپنے لئے مقرر کر رکھی تھیں۔ جو زیادہ لیا گیا وہ حقیقت میں انکی طمع و ذاتی نفع سے تعلق رکھتا ہے۔

غرضکہ جس طرح بنا مطوفون نے حجاج کو رضامند کیا اور عام طور پر براہ ینبوع مدینہ طیبہ کے جانے کی اجازت مل گئی۔

اس سال ہندوستانی حجاج تخمیناً اٹھارہ ہزار گئے تھے جنمیں مفلسون کی بھی تعداد کثیر تھی۔ قریب قریب نصف سے زائد مدینہ طیبہ حاضر ہوئے باقی کچھ اپنے پاس وقت نہ رہنے کی وجہ سے حاضری مدینہ سے محروم رہے کچھ لوگ بھوک و پیاس کی وجہ سے کچھ ضعیفی کے باعث پیک اجل کو لبیک کہہ گزرے اور ایسے تو اکثر تھے جنکی حالت شروع سفر سے ہی حجاز جانے کے قابل نہ تھی وہ مدینہ کیا جاتے۔ یہہ شہرت کہ حجاج مدینہ نہیں جانے پائے اسکی اصلیت بس اسیقدر ہے جو اوپر بیان کی گئی۔

ہندوستان میں سیکڑون فرقے ہیں اور دن بدن بڑھتے جاتے ہیں جنکی باہمی مخالفتون اور رنجشون کا آئے دن بری طرح سے اظہار ہوا کرتا ہے۔ گو حجاز میں بھی مختلف فرقے ہیں مگر وہان باہمی عداوتیں نہیں ہیں۔ اور نہ وہان معمولی باتون پر مثل ہندوستان تنازعات پیش آتے ہیں اور نہ وہان ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے خواہ مخواہ نفرت کرتا ہے۔

اہل ہند حجاز پہونچکر یہہ سنتے یا دیکھتے ہیں کہ ہمارے مخالف فرقہ کی ہم سے زیادہ عزت ہوئی تو سمجھ لیتے ہیں کہ عزت کرنے والے کا مذہبی رجحان اس کا محرک ہے۔

جہان شریف مکہ سے اور بدگمانیان ہین وہان اونکی مخالفون کا یہہ بہی بیان ہے کہ وہ شیعہ مذہب رکہتا ہے
اسکی اصلیت صرف اتنی ہے کہ اہل عجم و امراء ایران جسقدر حجاز جاتے ہین۔ اونمین اکثر شریف سے ملتے ہین
بروقت ملاقات شریف اُن سے نہایت اخلاق و مدارات سے پیش آتے ہین۔ یہہ بات کچہہ ایرانیون کے ساتھ
خصوصیت نہین رکہتی بلکہ جو اُن سے ملنے جائے اُنکے اخلاق سے فائدہ اوٹھا سکتا ہے۔

اہل ہند اوّل تو خود ہی ملنے مین مضائقہ کرتے ہین۔ دوم ہندی مطوف اونکے ملنے مین مانع آتے ہین
اور حقیقت مین یہہ مطوفون کی خود غرضی ہے۔ لہذا ہندوستانی عموماً اُنکے حسن اخلاق و حُسن سلوک سے
محروم رہتے ہین

اہل ایران سے با اخلاق پیش آنا اونکی شیعہ ہونے کی بڑی دلیل بیان کی جاتی ہے۔

ایک صاحب نے جو اپنے آپ کو روشن خیال اور قابل سمجھتے تھے۔ ہم سے ایک مجمع مین فرمایا کہ شریف
مکہ نے خطبہ سے خلیفہ سوم رض کا نام علیحدہ کرا دیا ہے۔ ہم نے اِس بیان کی تردید کے ساتہہ کہا کہ محض حضرت
عثمان رض کے نام کا خطبہ سے علیحدہ کرانا اونکے شیعہ ہونے کی دلیل مین نہین پیش کیا جا سکتا تا وقتیکہ
وہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضوان اللہ علیہم کو نام کو نہ علیحدہ کرائین۔ اگر واقعی شیعہ ہوتے تو
ان نامون کے علیحدہ کرانے کی بدرجہ اولی کوشش کرتے۔

اِسکے علاوہ اگر اُن کو بفرض محال شیعہ تسلیم بھی کر لیا جاوے تو یہ امر ہمارے بیان کی تائید مین
کافی ہے کہ اسوقت حرکۃ اسلامی کے اصلی فرمان روا سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ سنّی المشرب حنفی المذہب
ہین۔ اِسصورت مین شریف مکہ الیسی جسارت کیونکر کر سکتے ہین کہ صحابہ کرام رض کا نام خطبہ سے خارج کرا دین۔
لیکن جب تک وہ نہون نے اپنے کانون سے جمعہ کے خطبے مین حضرت عثمان رض کا نام نہ سُن لیا۔ اوسوقت
تک اپنی غلطی کا اعتراف نہ کیا۔ اب رہا اہل بیت الطہار و صحابہ کرام رض کے ساتہہ محبت اور ازواج مطہرات
کے ساتہہ قلبی اتحاد رکہنا یہہ ہر مسلمان کا جزو ایمان ہے۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ اہل بیت علیہم السلام کی
غلامی اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی محبت کا خیال جس دل مین نہین اوسکو اسلام کے ساتہہ
انس نہین اور نہ وہ شخص سچے مسلمان ہونے کا دعوے کر سکتا ہے ۔

بہی مشرب ہم نے شریف مکہ کا پایا۔ اسکے ساتھہ ہی یہہ بھی غلط خبر ہے کہ وہان میلاد شریف کی ممانعت ہے وہان مجالس میلاد شریف بکثرت ہوتی ہین اور قیام بہی کیا جاتا ہے۔ مدینہ منورہ مین تو یہہ مجالس شاندار طور سے کیجاتی ہین۔

ایک عام شکایت یہہ بہی سننے مین آئی اور جسکو بڑے روشن خیالون نے صحیح مان لیا کہ ہندوستان کے اخبارات کے بوجہ اسکے کہ اونکی شکایات بکثرت اب درج ہونے لگین شریف مکہ نے مکہ مین آنے کی ممانعت کر دی۔

اس کی حقیقت مرات العرب مطبوعہ مطبع مفید عام آگرہ ۱۳۲۰ ہجری جو پچھلے حالات دوا ... پر لکہی گئی اسطرح درج ہے (غیر ملکون کے اخبارات و پکیٹ کے ساتھہ ترکی ڈاکخانہ اچھا سلوک نہین کرتا۔ کیونکہ عرب مین اُن انگریزی اخبارون کے آنے کی جو سلطنت عثمانیہ کے خلاف مضامین شائع کرنے کے عادی ہین ممانعت ہے۔ ترک سوائے عربی۔ ترکی یا فرانسیسی کے اور زبانین اچھی طرح نہین جانتے۔ اس وجہ سے ہندوستان کے اخبار اُردو جو انگریزی ... انگریزی اخبارون کے ساتھہ ضائع کر دیئے جاتے ہین۔ مکہ مین اوّل تو اخبارات کا مذاق ہی بہت کم ہے اگر کچھ لوگ اخبارات کے شوقین پائے جاتے ہین تو ڈاک خانہ کا یہہ سلوک اونکو خریدنے پر آمادہ نہین کرتا۔

مکہ مین جو لوگ ہندوستان کے اخبارات دیکہنا چاہین اونکے لئے صرف ایک موقعہ ہے کہ مدرسہ صولتیہ جو محلہ حارت الباب مین ہے جاکر دیکھ لیا کرین مدرسے کے منتظمین نے ڈاکخانہ والون سے خاص انتظام کر رکہا ہے کہ اس مدرسے کے اخبارات ضائع نہوا کرین اگر اونمین شبہہ ہو کہ ترکی کے خلاف مضامین ہین تو کہول کر دیکہہ لئے جائین صفحہ ۱۲۵۔ ۱۲۶۔)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مکہ مین ممانعت اخبارات کچھہ آج کی بات نہین۔ یہہ کہنا کہ شریف مکہ نے بوجہ شائع ہونے اپنے شکایتی مضامین کے اُردو اخبارات کے آنے کی اب ممانعت کر دی۔ یہ واقعہ

صریحی خلاف ہے۔

حقیقت یہہ ہے کہ جو رعایت ڈاکخانہ والون نے مدرسہ صولتیہ کے ساتھہ جائز رکھی تھی اور جو معاہدہ مدرسہ کے منتظمین نے کر لیا تھا کہ اگر شبہہ ہو تو اخبارات کھول کر دیکھہ لئے جائین۔ چنانچہ بعض وجوہ سے اہل مدرسہ رعایت کے قابل نہین سمجھے گئے اور بخیال ذاتی تحفظ و فرض منصبی کے ڈاک خانہ والون نے وہ رعایت اوٹھا دی اب اُردو اخبارات بذریعہ محمد نصیر کلرک برٹش کونسلیٹ جدہ جاتے ہین وہ قومی ڈاک کے ذریعہ سے مکہ پہونچا دیتے ہین۔

بعض اخبارات کے ذریعہ سے یہہ بھی شہرت ہے کہ طوائف کی شکایت کی بنا پر سلطان اعظم نے شریف صاحب کیلئے کمیشن تحقیقات تعینات فرمائی ہے سکی اصلیت یہہ ہے کہ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی و والی مدینہ کی مخالفت کچھہ حضرات اہل مدینہ نے کی تھی اسکے لئے کمیشن مقرر ہوئی تھی کمال تحقیقات کے بعد مخالفت کرنے والون مین اٹھارہ شخص مجرم ثابت ہو کر سزایاب ہوئے۔ ان مین اکثر دائم الحبس کچھہ دس برس اور کچھہ ایک سال کے لئے مستوجب سزا قرار پائے۔ اور سب کے سب مجرمان طائف بھیجے گئے شریف مکہ کے لئے نہ کوئی کمیشن بیٹھائی گئی اور نہ بیٹھائے جانے کی امید و ضرورت سمجھی گئی ہے۔

شریف مکہ کو اپنی شکایات کی اردو یا عربی اخبارات مین لکھے جانے کی ذرا بھی پروا نہین اور نہ وہ اس کا کچھہ خیال رکھتے ہین۔ جہان تک ہمکو علم ہے ان شکایات سے اونکو نہ کسی قسم کے نقصان وایذا پہونچنے کا احتمال ہے۔ غالبا وجہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ٹرکی کو جو زیر باریان حجاج کی بدولت پہنچتی ہوتی ہین اوس سے سلطنت اسلامی یہہ نتائج نکالتی ہے کہ بیشتر حجاج مفلس آتے ہین۔ افلاس کی وجہہ سے جو ایذائین پہونچتی ہونگی اوسیکا یہہ شور و غل ہے۔

یہہ فریادین زیادہ تر ہندوستانیون کی ہوا کرتی ہین جنکی راستبازی پر کامل اعتبار نہین تجربہ نے ثابت کر دیا ہے کہ اہل ہند کے بیانات مین مبالغہ زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اسکے علاوہ بمقابلہ حجاج دیگر ممالک کے اہل ہند کا سفر حجاز عموما خلاف پابندی احکام شرعی بھی ہو جاتا ہے گورنمنٹ جان گئی ہین۔ کہ بلا لحاظ استطاعت اور بغیر مآل اندیشی یہہ لوگ اس سفر مین چل کھڑے ہوتے ہین برٹش گورنمنٹ کو ہر سال مساکین حجاج کے لئے کچھہ نہ کچھہ امدادی انتظام کی تکلیف گوارہ کرنا

پڑتی ہے برٹش سفارت و قایمقامان گورنمنٹ کے ذریعہ سے تفصیلی حالات کی اطلاع ہوتی رہتی ہے گورنمنٹ ترکی ان حالات سے بیخبر نہین - پھر ملکی دشواریان قدرتی وقتین - ملکی پیداوار - اقوام ملک کے حالات پر گورنمنٹ ترکی کا جیسے بدرجہا زایدا اور وسیع علم ہے - اس رویداد و پرشکایتی مضمون کی کیا وقعت ہوسکتی ہے اور جس حالت مین یہ بھی ثابت ہو کہ شکایت جھوٹھ و مبالغہ سے بری نہین - اگر حجاز سے واقعی نفرت نہین اور اہل حجاز سے دلی بغض نہین تو صحیح واقعات نرم الفاظون مین لکھے جاوین -

اصلاح طلب امور کا تذکرہ کیا جاوے تو نتیجہ نکلے اور ضرور نکلے -

اب تو شکایتون کا کسیقدر یہ اثر پیدا ہو چلا ہے کہ عام اہل ہند سے ہمدردی کم ہوتی جاتی ہے اور جن لوگون پر شکایتی مضامین کا شبہہ ہوجاتا ہے انکو کچھہ نہ کچھہ نقصان پہونچ جاتا ہے -

اس سے شاید کسیکو انکار ہو کہ انتہا درجہ کا حلیم و رحم دل انسان بھی جا و بیجا اپنی شکایتین سننے سے حد درجہ کا سخت طبیعت و بدمزاج ہوجاتا ہے اور وہ بدمزاجی شاکی اشخاص کے حق مین موجب خرابی ہوئے بغیر نہین رہتی -

یہ اصول بھی مسلمہ ہے کہ ہر انسان کے حالات سنکر اوس سے محبت یا نفرت قایم ہوجاتی ہے اگر وہ محبوب سمجھہ لیا گیا تو پھر اوس کی ہر بری ادا بھلی معلوم ہوتی ہے - عیب بھی ہنر نظر آتے ہین اور اگر اسکے برخلاف نفرت ہوگی تو اوسکے حسنات بھی عیوب سمجھے جاتے ہین - اور پھر آخر تک اوس کے ساتھہ انس نہین پیدا ہوتا اور وہ بجائے یار کے اغیار ہی خیال کیا جاتا ہے -

جو شخص اپنے عادات اپنے اخلاق اپنے انداز و ادا سے کھٹک جاتا ہے وہ کھٹک اوسوقت تک نہین جاسکتی جب تک وسی شخص کے ذاتی ملاقات و تجربہ سے اوس کے رفع کرنے کے وسائل نہ بہم پہونچائے جاوین -

اکثر کوتہ اندیشی - جلد بازی کے سبب سے بلا دلائل ایسی رائے قایم ہوجاتی ہے جس سے دوسرے کی حق تلفی و کتمان صداقت لازم آتا ہے چونکہ وہ رائے غلطی سے محفوظ نہین اسلئے ایسی رائے کو تحقیق و تجربہ کی مضبوط اور سچی دلائل سے تبدیل کرنا عقل و خوش خیالی کا فرض ہے -

آب ہم کو شریف صاحب مکہ کی خدمت مین بلا واسطہ اِس مضمون کے ذریعہ سے باادب اتنا
عرض کرنا ہے کہ جو شکایتین حجاج ہندوستانی کو کم وبیش کسی وجہ سے یا کسی کی وجہ سے ہی کیون نہ
پیدا ہوتی ہون اون پر آگاہی حاصل کرنا لازمی ہے۔ اِصلاح طلب اُمور کی جانب توجہ ہونا اور شکایتون کا
کا تدارک فرمانا فرض اخلاقی اور قانونی ہے۔

آن کا بحیثیت فرمانروائے حجاز اپنے آپ کو محض عرب کا حکمران خیال کرنا دایرۂ حکومت کو تنگ کرنا ہے
حرمین اسلام کی محافظت ہونے کی حیثیت سے اونکو وہ قوت ومرتبہ حاصل ہے جسکے ذریعہ سے وہ روئے زمین
کے اہل اسلام کے دلون پر اگر چاہین تو قبضہ کر سکتے ہین۔ اور یہ وہ قبضہ ہوگا جسکو کوئی قوت یا حکومت
نہ اوٹھا سکے گی۔

مسلمانون اس زمانہ مین بہت سی تفاصیل نہین۔ اونہین ہر ایک صاحب مربی کی ضرورت ہے جو زمانہ کے
تقاضے سے آشنا صاحب فکر اور صاحب حکومت ہو وہ مسلمانون کی حالت زار کو غور سے دیکھے
اور تعلیم تہذیب کی حمایت کرے۔ اسکے ساتھ تجارت وصنعت وحرفت کی اونہین تحریک کیجاوے۔ بلکہ
حتے الوسع اسکے سامان مہیا ہونے چاہئین۔ ایسی تعلیم گاہین۔ جو اونکی دینی و دنیوی ضرورتون
کے لئے کار آمد ہون قایم کیجاوین۔ جو اصحاب اسلامی دنیا مین کسی فن کے ایسے قابل ہون جو روزمرہ زندگی
کی ضرورتون کو رفع کرسکین اون کا انتخاب کیا جاوے جن فنون مین کمی معلوم ہووے اُنکی تکمیل
دیگر ممالک کے اہل علم سے کیجائے۔

پس ان اغراض مین اگر یا سانی کامیابی ممکن ہے تو اوسکے محرک وممد ومربی شریف مکہ ہوسکتے
ہین لہذا وہ گورنمنٹ ترکی سے جسکے سایۂ عاطفت مین مرکز اسلام ہے جہان تمام روئے زمین
کے اہل اسلام صاحب مقدرت کا مجمع ہرسال جمع ہوتا ہے۔ تحریک وسعی کرین تاکہ گورنمنٹ اسلامی
موقع حج پر ایک کمیٹی بطور کانفرنس مقرر فرمائے جس مین ہر ملک کے سربرآوردہ اشخاص ممبر بنائے جائین۔
تاکہ وہ سب ملکر بہبودئ قوم۔ ترقی دین۔ سرپرستی اسلام وآسائش حجاج وراحت زائرین کی تدابیر
سوچین۔ اپنے اپنے خیالات۔ اپنے ملک کے حالات کو اوس کانفرنس مین پیش کرین اور اس کمیٹی کے

فرائض مین امور ذیل داخل ہون۔

(۱) سواحل عرب پر کارخانون کو کہولنا جن مین چمڑے ورگوشت اور ایسی قسم کی وہ اشیا جو محض ضائع و بیکار جاتی ہین کارآمد بنائی جاوین۔

(۲) عرب بدوی و حضری و مہاجرین کے بچّون کو تعلیم دینا۔ اون مین صنعتی و تجارتی و حرفتی فنون کا مذاق پیدا کرنا۔ جابجا حربی مدارس حجاز مین قائم کرنا۔ دینیات مین مسائل ضروری کا سکہلانا۔

(۳) جن بندرگاہون پر پانی کی قلت ہے وہان مشینین پانی کی قائم کرنا۔

(۴) قابل زراعت اراضی کے لئے وسائل تردد دریافت کرنا۔

(۵) معدنیات کی تفتیش۔ نباتات کی تحقیق کرنا۔

(۶) حجاز مین آمدنی کے ذرائع۔ سرمایہ۔ اونکا انتظام۔ اصطلاح خرچ کے متعلق تدابیر۔ ہرسال نتیجۂ کانفرنس کی شکل مین چھپکر باب عالی مین پیش کیجاوین اور اطلاع کے طور پر ہر ممبر کے پاس جو شریک کانفرنس ہوا ہو روانہ کیجاوین۔ کتاب کی شکل مین بھی طبع ہوکر فروخت کیجاوین۔ اس سے بدیہی فائدہ یہہ مترتب ہوگا کہ بے شغل عربون کے لئے ہزارون شغل نکل آئینگے جہان زندگی کی عام ضرورتین پوری ہونے کے لئے قدرت نے انسان کو محروم رکہا ہو۔ وہان تعلیم فنون و صنائع کی طرف توجہ بہت ضروری ہے تجارت و صنعت ہی ایسے ملک کے ذرائع ترقی ہوسکتے ہین جب قدرت کی طرف زراعتی منافع مین کمی واقع ہو تو اوس کی تلافی دیگر ذرائع سے کیجاوے۔

(۷) سب سے زیادہ اوس کمیٹی کے یہہ کام ہو کہ اخوت و محبت کا اثر اسلامی دُنیا مین بتدریج پہونچایا جائے اختلافات مذہبی جو تعصب کے بنا پر ہین اُنکے دُور کرنے مین امکانی کوششین کیجاوین۔

اسکے نتائج یہ نکلینگے کہ قوم زندہ ہوجائے گی۔ قوم کے دل و دماغ شگفتہ ہونگے اپنی ضرورتون کو اپنی ہی سعی سے رفع کرینگے۔ تمام اپنے فرائض کو اچھی طرح انجام دینگے۔ مذہبی عقائد مین ویسے ہی ترقی ہوگی جیسے دنیوی حالت مین۔

حج کا وہ موقع متبرک ہی جہان روحانی تعلیم دینے والے عمدہ اخلاق و تہذیب سکہلانے والے

گو قلیل ہی سہی مگر بہتر سے بہتر ملنے ممکن ہین۔

اِس کمیٹی کی سرپرستی امیر المومنین حضرت سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و پیشوائے دین حضرت شریف مکہ نے فرمائی اور جیسا کہ چاہئے کمیٹی نے بھی اپنے فرائض بجا لانے مین دلی کوششین کین تو پھر دیکھنا کہ مسلمانو کی کیسی کایا پلٹ ہوتی ہے گروہ گروہ اور جوق جوق ایسے مسلمان نظر آئینگے جو اخلاق و شرافت کے زیور سے مزین جنکے خیالات پاکیزہ۔ رائے سلیم و مستقل۔ قوم کے پرزور عنصر۔ مذہب کے سچے حامی اسلام کے دلی بہی خواہ۔ اپنی ذات کے خیر اندیش۔ اپنی گورنمنٹ کی مطیع و وفادار رعایا اور ملک و قوم کے بازو ہونگے۔ جاپان کی مثال پیش نظر ہے جسنے چھبیس سال مین اسی قسم کی کانفرنس سے وہ ترقی حاصل کی جسنے ساری دنیا کو حیرت مین ڈالدیا ہے۔ اور یہ امر ہر طرح قابل امید ہے کہ جو نیک کام حرمین شریفین اور متبرک سرزمین حجاز مین شروع ہونگے اُن کی شہرت و تقلید مسلمانون مین نہایت جلد و باسانی ہوجائیگی۔ اہل اسلام اُن امور کو بڑی مسرت سے قبول کرکے اُنکی تکمیل پر آمادہ ہوجائینگے۔ خدا ہمین اُن آرزوؤن مین توفیق و کامیابی عطا فرمائے۔ آمین

خدیو مصر و دیگر اہل عرب و ترکون کی مدارات

جب بیگم صاحبہ نے اپنی متواتر تحریرات سے مسٹر ڈیوی برٹش کونسل جدّہ کو اس امر پر مجبور کیا کہ جسطرح اور جہان تک ممکن ہوسکے تنسیخ چارٹر جہاز خدیویہ کرادین تاکہ معاہدہ کا روپیہ ہمین نہ دینا پڑے تب برٹش کونسل موصوف نے تنسیخ معاہدہ و معافی کرایہ خدیویہ اسٹمر بحیرہ نامی کی خدیو مصر سے استدعا کی اوّل تو ہماری گورنمنٹ کا حکومت مصر پر خاص اثر ہے۔ پھر اُن مسلمانون کی جبلّی فیاضی کا خود یہ تقاضا تھا کہ بیگم صاحبہ جو ایک ماتحت رئیسہ برٹش گورنمنٹ کی ہین اُن کے ساتھ رعایت کیجاوے ان وجوہ سے خدیو مصر نے از راہ تراحم خسروانہ رقم معاہدہ معاف فرمادی۔ اُسکے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ جب ہم کرایہ کلیتاً معاف فرماتے ہین تو مصارف جو خط و کتابت معاہدہ مین ہوئے وہ بھی کچھ لینا نہین چاہئے۔ یہ رقم تخمینی تین سو پونڈ تھی جو منجانب خدیو مصر بیگم صاحبہ کو معاف کی گئی۔

ایک تحریر کے انتخابی الفاظ جس سے کسیقدر انتشار بیگم صاحبہ کا نسبتہ دربارہ کرایہ جہاز کے چلتا ہے

ہمنے یہان سے چند خطوط اور تار آپکے اور برٹش قنصل صاحب کے نام متواتر بھیجے ہین لیکن اب
تک نہ اُنکا کوئی جواب آیا اور نہ ہمکو یہہ معلوم ہوا کہ قافلہ شامی کی معیت مین ہماری روانگی کے انتظام کے
متعلق کیا کارروائی ہوئی اور نہ اسکی کوئی اطلاع ملی کہ مالک جہاز کو جہاز نہ لانے کی ہدایت وقت پر
آپکی جانب سے ہوگئی یا نہین قافلہ محمل شامی کے آنے کا زمانہ بہت قریب ہی اور آپکی جانب سے کوئی تحریر
یا اطلاع نہ آنے سے ایک گونہ تردد ہے۔ اسلئے جلد کیفیت سے مطلع فرمائیے کہ رفع انتشار ہو۔ فقط

مورخہ بستم ذیقعدہ ۱۳۲۱ھ روز یکشنبہ مقام مدینہ طیبہ (مُہر نواب سلطان جہان بیگم)
معہ علامت دستخط

عثمان پاشا شیخ الحرم مدینہ طیبہ نے جو عنایتین بیگم صاحبہ کے ساتھہ فرمائین اُن کا تذکرہ حالات بیگم
صاحبہ مین درج کیا جاویگا۔ یہان اتنا بیان کر دینا کافی ہے کہ سب سے زیادہ خلوص کے ساتھ جس بزرگ نے
بیگم صاحبہ کی مدارات کین اُن مین اوّل درجہ عثمان پاشا کا ہے۔

عبدالرحمن پاشا قافلہ سالار محمل شامی جو ترکی اخلاق حسنہ کی عمدہ نمونے ہین اونہون نے
جو کچھہ بیگم صاحبہ کے ساتھ سلوک کیا اوس سے مدت العمر بیگم صاحبہ اور اونکے خاندان والے مستغنی نہین
ہوسکتے۔

یہی وہ ترک افسر ہے جس نے خود زخم کہا کر بیگم صاحبہ کی جان و آبرو و مال کی کماحقہ حفاظت کی
مدینہ سے مکہ تک و عرفات و منیٰ مین بہی ہر طرح کی امداد فرماتے رہے۔ اسکے علاوہ ایک قیمتی گہوڑہ صاحبزادہ
عبیداللہ خان صاحب کو عنایت فرمایا اور چند خیمے عرفات و منیٰ مین مفت رہنے کو دئے۔ اپنا
تخت رواں بیگم صاحبہ کو عنایت فرمایا۔ اگر کرایہ پر ایسا تخت رواں لیا جاتا تو پانچسو روپیہ کو بہی میسر آتا۔
شریف علی بے جو شریف عبداللہ مرحوم کے خلف رشید اور شریف حال کے حقیقی بھتیجے ہین اور جنکا اثر
حجاز مین شریف مکہ سے کم نہین اور جو تمام عرب مین اپنی فیاضی و حوصلہ مندی و دلیری سے ممدوح
بنے ہوئے ہین اور جنکے ملنے سے مقام منیٰ مین صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب نے اس بنا پر گریز کیا
تھا کہ وہ ہماری پیشوائی کو نہین گئے۔ اون سے بھی ایک گھوڑی قیمتی پانچسو پونڈ (ساڑھے سات ہزار روپیہ)

کی جو معرفت سلیمان باسم تاجر جدہ کے خریدی گئی تھی۔ صاحبزادہ صاحب موصوف کو وصول ہوئی اوسکی بابت سننے میں آیا کہ پچاس پونڈ روانہ کیئے تھے جسکو یہہ کہکر شریف علی بے نے واپس فرمایا کہ قیمت اگر دینی ہے تو پوری دیجیئے ورنہ آپ اسکو لے ہی چکی ہیں۔ یہ سنکر خاموشی سے کام لیا گیا۔

علاوہ مذکور مدینہ سے بھی ایک گھوڑہ قیمتی ۳۵ پونڈ صاحبزادہ عبداللہ خان صاحب کو حاصل ہوا اسپیروفی معلم جدہ نے آمد و رفت جدہ کے موقع پر دعوتیں کیں اور معلم موصوف کا بھی ایک گھوڑہ قیمتی چالیس پونڈ صاحبزادہ صاحب کو بلا قیمت وصول ہوا۔

غرضکہ صاحبزادہ صاحب و بیگم صاحبہ حصول تحائف میں بہت کچھہ کامیاب ہوئے اور اہل عرب میں سے جس جس سے واسطہ پڑا انہوں نے سلوک و مدارات بیگم صاحبہ میں ہرگز پہلو تہی نہیں فرمائی

بیگم صاحبہ کے اخلاق و برتاؤ ہمراہی نیز اہل جہاز کے ساتھہ

جدہ میں جب جہاز بیگم صاحبہ کا پہونچا تو اہالیان جہاز نے مختلف قسم کی جھنڈیوں سے جہاز کو آراستہ کیا جہاز کے پہونچنے پر توپوں کی سلامی ہوئی اور بیگم صاحبہ کا شاہانہ احترام کیا گیا۔

جدہ میں روانگی ینبوع سے پہلے برٹش وائس قونسل نے احتیاطاً یہہ بات بیگم صاحبہ کے گوشگذار کر دی تھی کہ حسب رواج ملک و عادات مشائخ بدو راہ میں کچھہ انعامات دینے کی ضرورت پیش آئیگی۔ اس رقم کا تخمینہ کرنا اگرچہ دشوار ہے مگر تین چارسو پونڈ کے قریب اس مد میں صرف ہونا ایک لازمی امر ہے۔

اس عرصہ میں وہ شرفائے عرب و شیوخ جو شریف مکہ نے ہمراہی کے لیئے تعینات فرمائے تھے پہونچ گیئے اور وہ بھی جہاز میں سوار ہو گیئے۔ جہاز روانہ ہوکر ینبوع پہونچا۔ وہاں بھی منجانب ترکی افسران کے عمدہ طریقے سے خیر مقدم کیا گیا۔

انہیں شرفا و شیوخ نے اونٹوں کا انتظام کیا۔ ینبوع کے قائم مقام نے چند افسر اور ایکسو ترکی سپاہی معہ توپخانہ کے بہ مزید احتیاط ہمراہ کر دیئے (خیال تو ہو کہ اسکی بابت انکے پاس احکام آ گئے ہونگے)

ینبوع سے دوسری منزل پر قبایل بدوی نے حسب عادت اپنے عوائد (رواجی حقوق) طلب
اور یہ کچھ بیگم صاحبہ کے ساتھ خصوصیت نہ تھی بلکہ بدؤن کا یہ طریقہ عام ہے کہ جو لوگ انعام دینے
کی حیثیت رکھتے ہین اُن سے ضرور حقوق طلب کئے جاتے ہین۔ اسکو وہ قوم راہ مین امن قایم رکھنے
کا اپنا محصول سمجھے ہوے ہے چنانچہ یہ لوگ اپنے حقوق محمل مصری و محمل شاہی کے ہمراہی بھی ادا کرتے
ہین۔ امسال مصری قافلہ کے ساتھہ یہ امر پیش آیا۔ اون سے ینبوع کے مقام پر یہی طلبی حقوق ہوئی
جب اونکی جانب سے حقوق زر پیشین اینده وصول ہوا تو بدوؤن نے قافلہ اُٹھا لینے سے صاف انکار
کر دیا۔ تب ابراہیم پاشا قافلہ سالار محمل مصری کو جدہ آنا پڑا اور اس واقعہ کی اطلاع قسطنطنیہ مین
باب عالی کو اور قاہرہ مین خدیو مصر کو دیگئی۔ خدیو نے جواب دیا کہ اگر راہ مین کوئی اندیشہ یا خطرہ ہے
تو امسال محمل مدینہ جانے نہ پائے۔ باب عالی سے حکم آیا کہ محمل مصری ضرور مدینہ جائے محمل کے ساتھ ترکی فوج
جائے اور عام راستہ جہمین قبایل بدوی سے اندیشہ ہے چھوڑکر دوسرا راستہ جو آٹھ منزل کا ہے
اختیار کیا جاوے۔ اس حکم کی تعمیل ہوئی۔ امسال محمل مصری کو دوسرے راستے سے لیجانا پڑا۔ یہ امر قطعی غلط
شہرت پکڑ گیا ہے کہ مصری مارے گئے یا زخمی ہوئے۔ اس سے زیادہ کوئی بات اہل مصر کے ساتھ
نہین پیش آئی جتنا کہ اوپر بیان ہوا

بیگم صاحبہ کو باوجود اطلاع ہو جانے پرنس والس کونسل سے اُن حقوق کے عطا فرمانے مین
پس و پیش ہوا اُن بدوؤن نے اپنے شعار کے موافق گفتگو مین آزادی برتی۔ صاحبزادہ عبید اللہ خان
صاحب کو یہ طریقہ نہایت گران گزرا۔ اور حقیقت حال یہ ہے کہ جن لوگون کے کان ایسی باتون سے
آشنا نہین اُنکو آزاد گفتگو در یوزہ گر جماعت کی کب خوش آسکتی ہے۔

اسطرف وہ قوم کی قوم جبریہ حکومت کی خوگر نہین نہ طریقہ سیاست و احکام و اقوال مہذب
ریاستون سے باخبر نہ اُمیدوار بودہ پدا نعد کے وعدہ سے واقف بلکہ ہر طرح انعامات لینے کی عادی
ادہر صاحب حکومت رئیس کے لئے جسکو مدت العمر مین کبھی اپنے سے کم رتبہ شخص کی معقول
درخواست اور خلاف مزاج عذر سننے کا اتفاق نہوا ہو اوسکے لئے یہ کیسی انوکھی بات ہے کہ ایک گداگر

قوم- انعام وخیرات کیا مانگتی ہے گویا ایک رزیڈنٹ مطالبہ قیصری وسلطانی کا خواہان ہی-
ریشہ کے دماغ مین شانِ ریاست کے ساتھہ گورنمنٹ ٹرکی کے اہتمام پر بھروسہ- ہمراہی مین جان نثار
جرار فوج حاضر- ذاتی ملازمان مین بھی سپاہی منش اصحاب ساتھہ- پھر فضول خراجات وبیجا طور پر روپیہ
برباد کرنا فطرت مین داخل تہین ان اسباب سے بدوؤن کی کیا پروا کیجاتی اور کیون اون کا کاسۂ طلب بھرا جاتا
اودہر کہنے کو تو وہ مفلس وبے سامان قوم مگر مارنا اور مرجانا انکے لئے ایک دل لگی پھر ایک کثیر التعداد
جماعت کے ممبر قبائلی قانون کے رو سے چنگیز خانی رسم ورواج کے پابند- اسکے ساتھہ ضدّی جاہل
کندۂ ناتراش بنے تو کسطرح آپ سے لطفیان وضدین بڑہنی شروع ہوئین-
وادیہ خیف سے آگے ایک مقام جدیدہ پر اونہون نے چند ہوائی فیر کر کے یہ جتلا دیا کہ ہم عادتاً اس طریق سے
بھی انعام لینے پہ مجبور کرتے ہین- لیکن اس کا بھی کوئی خاص اثر نہوا- پھر بھی یہ کاروان بغیر کچہہ دئے لئے
آگے روانہ ہوا- تیسری منزل پر ایک جم غفیر مشائخ بدوی سدّ راہ ہوا اور چونکہ اونکو کوئی جواب
شافی نہین ملا تھا اسلئے ایکے بار زیادہ زور وشور کے ساتھہ حفاظتِ راہ کے حقوق آتشی زبانون
سے بذریعہ فیر طلب کئے گئے-
ٹرکی سپاہی سینہ سپر ہوکر لڑنے پر آمادہ ہو گئے- مگر اہلِ قافلہ کے ہاتھہ پاؤن پھول گئے ہمراہی
مشائخ درمیان مین پڑے- بعد از گفتگو بسیار مجبوراً مشائخ کو انعامات مرحمت فرمائے جانے کا حکم صادر
ہوا- اب مشکل یہ پیش آئی کہ تعداد وزن بھی وکہانا منظور ہوا- نوٹ یا اشرفی کا دیا جانا قلیل مقدار
سمجھکر نامناسب خیال کیا گیا چونکہ روپیہ کی شکل مین وافر رقم خزانہ مین موجود نہ تہی اسلئے ہمراہیون
سے لیکر روپیہ جمع کیا گیا
چار پانچ ہزار یا اس سے کچہہ کم وبیش انعام کا دینا کئی ہزار بدوؤن کو قرار پایا- دو سال سے آگے
بدوی قبائل اپنی امیدین مشہور خبرون کی بنا پر قایم کئے ہوئے تہے- یہ رقم اونکو کم معلوم ہوئی کچہہ قبائل
نے انعام قبول کیا اور کچہہ ناراضمند ہوکر بغیر لئے چلے گئے اور بعض قبائل کو مدینہ پہونچکر بخشش کی امید
دلائی گئی ہے آخر وعدہ نے پھر اونکی امیدون مین جان ڈالدی- اب چند مشائخ بدوی باامید انعام

قافلہ کے ہمراہ ہو لئے۔

ایک منزل قبل مدینہ منورہ کے چند ترکی افسر معہ کثیر لشکر کے بطور پیشوائی آگئے اسوقت ہر طرح اطمینان ہو گیا کہ اب بدو کچھہ نہیں کر سکتے۔ قافلہ بخیریت تمام مدینۂ طیبہ پہونچا۔ مدینہ سے باہر شیخ الحرم نبوی محافظ مدینہ معہ اعیان و شرفائے مدینہ کے فوج و باجے جنگی کے ساتھہ استقبال کو آئے۔ اور نہایت جتنشام وشان کے ساتھہ شہر میں لیجا کر اوس مکان میں جو شریف صاحب کے حکم سے محلہ ساخ میں تمام ضروری وبتکلّف سامان سے آراستہ ہوا تھا۔ فروکش کرایا۔ صاحب خانہ نے مکان کی درستی و آراستگی میں چھہ سات ہزار روپیہ واللہ اعلم کن امید ون پر صرف کیا تھا۔

۱۳۔ رمضان المبارک کو نزولِ اجلال ہوا سید صافی صاحب خانہ نے بڑی دھوم سے دعوت کی افطاری کھانا سحری معہ کل ہمراہیون اور فوج کے لئے وقت پر پہونچایا گیا۔

دو یا تین دن کے بعد خواہ اس خیال سے کہ کرایہ مکان زیادہ دینا پڑے یا کسی دوسری وجہ سے اسکی اقامت ترک فرمائی چوتھے دن ایک دوسرا مکان چالیس پچاس پونڈ کرایہ پر معرفت سید علی ظاہر جو ریاست کے منصبدارون میں ہین۔ نظام الدین نے کا قریب باب مجیدی اپنے واسطے۔ اور ایک دوسرا مکان سید حمزہ رفاعی کا چوبیس پونڈ کو ملازمان کے لئے لیا گیا۔

مشائخ بدوی جو امید ون پر لگے ہوئے آئے تھے اُن سے ایفائے وعدہ مین تغافل فرمایا۔ وہ ناخوش ہو کر چلے گئے لیکن چلتے چلتے یہہ کہہ گئے کہ بغیر دئے ہمارے حقوق کے ان راستون سے گزرنا دشوار ہے اسکے بعد وہ اشراف و مشائخ جو شریف مکہ کی جانب سے انتظام راہون کے لئے متعین ہیں وہ بھی رخصت کر دئے گئے۔

ان اسباب سے ایسی باہمی مخالفتین قایم ہو گئیں جنہون نے اہل حجاز کے دلون مین یہ بات جما دی کہ بیگم صاحبہ ہماری قوم و ملک مین سے ایک متنفس کی بہی واجب الرعایت نہین۔ اس سے زیادہ بیگم صاحبہ کو واقعہ سدراہی نے کل اہل عرب کیطرف سے بدظن کر دیا اونہون نے یہہ قرار دے لیا کہ انلوگون مین ایک بہی لائق مہربانی اور مستحق الطاف نہین ہے۔

ان اختلاف وضد و نارضامندی سے اون خرابیون کی بنیاد پڑی جنہون نے آخر زمانہ سفر حجاز تک بیگم صاحبہ کو بے لطف و بے کیف رکہا اور اس بدمزگی کے باعث اہل عرب مین سے ایک شخص بھی بیگم صاحبہ کی مداحی کا شرف نہ حاصل کرسکا۔

یہہ اخبارات مدینہ سے مکہ پہونچائے گئے اون کی طفیل مکہ والون مین پہلے سے بیگم صاحبہ کی نسبت خلاف رائے قایم ہوگئی۔ عثمان پاشا شیخ الحرم نبوی نے پہلے بیگم صاحبہ کی دعوت کی جسمین کل اعیان و شرفائے مدینہ شریک تہے۔

چند روز بعد بیگم صاحبہ نے شرفاء مدینہ کو مدعو کیا لیکن دعوت مین مذاق ملک و عادت عرب کا خیال ترک کردیا اسلیئے جو جو شریک دعوت ہوئے ان کو سخت تکلیف ہوئی... ان کوست کی پایا۔ ہندوستانی کہانے جنمین سرخ مرچین بکثرت تہین چہوٹی چہوٹی طشتریون مین سامنے رکہے گئے اور انکے ساتہ ٹہنڈی چپاتیان جو ترک و عربون کے لئے لوہے کے چنے تہے۔ گو دعوت کے وقت اپنے خلق صحیح و طبایع ظریفانہ کی وجہ سے کسی متنفس نے اثر بےلطفی ظاہر نہ ہونے دیا مگر واقعی حال کب چہپ سکتا ہے آخر مین اسکے چرچے شکایت آمیز سننے مین آئے۔

عثمان پاشا نے دعوت و استقبال پرہی اکتفا نہ فرمایا بلکہ پانچ چہہ ہزار کے تحائف بہی عنایت کئے اسکے عیوض مین بیگم صاحبہ نے بہی ایک لیٹب کی ہیچ پیالی۔ ایک لیٹب کا قبضہ شمشیر ایک کمخواب کا تہان دو دوشالہ جنکی مجموعی قیمت تعلقہ راویون نے ایک ہزار کے قریب بیان کی۔ پاشا ے موصوف کو ہدایہ بہیجے جنکو اونہون نے نہایت مسرت و شکرگذاری کے ساتہ قبول فرمایا۔

عام حسنات کے ظہور کے بہت کچہہ لوگ منتظر تہے۔ مگر انکی شجر آمید مین عمدہ ثمر نہ آئے۔ چلنے سے کچہ پہلے لوگون کے کہنے سننے سے حکم دیا گیا کہ ساٹہ آدمیون کا کہانا روزانہ تقسیم کیا جاوے۔ تقسیم کی صورت یہہ مقرر ہوئی کہ کہانے کی دیگ حرم نبوی مین بہیجدی جاوے اور مسجد حرم مین تقسیم ہوا کرے۔

ہر شخص سمجہ سکتا ہے کہ حرم نبوی کی عظمت اس امر کی مانع ہے کہ وہان غربا و مساکین کے باہم کہانے پر مارکٹائی و ہنگامہ برپا ہو۔ علاوہ اسکے مسجد کے قیمتی فرش و جانمازین جو اعلے درجہ کے نفیس ہین انکے خراب ہونے کا بہی کامل یقین تہا۔ چنانچہ ایک دن کے تجربہ مین یہہ دونون خرابیان دیکہکر شیخ الحرم نے

کھلا بھیجا کہ اِس طریقہ خیرات سے بجائے قیام پر تقسیم انسب ہے جس کا نتیجہ یہہ ہوا کہ مصرفِ خیر گو قلیل ہی تھا مسدود کر دیا گیا اور عذر یہ بیان کیا گیا کہ ہمکو خیرات کرنے سے ممانعت کی گئی۔

غرضکہ امیدواروں کی امیدیں اور عام منتظروں کی آرزوئیں آخر تک یوں ہی پژمردہ رہیں چلتے وقت جنکو کچھہ دیا گیا اُن کی تفصیل آیندہ ملے گی۔ قیام مدینہ طیبہ میں ایک دو مرتبہ بعض خیر طلب اشخاص نے خاص خاص موقعوں پر رفع بدنامی کی تدابیر بتلائیں جسپر بیگم صاحبہ نے آشفتہ ہوکر جواب دیا کہ ان کمبختوں کے کاسۂ حرص کے لئے خزانۂ قارون بہی کافی نہیں۔ دوسرے ایسوں کے ساتھہ کوئی رعایت وسخاوت کرنی ثواب نہیں۔ بیچارے خان بہادر عنایت حسین خان تو ایسے مشورہ کے طفیل معتوب ہوئے اور حجاز میں وہ نارضامندی نہ رفع ہوئی

سب سے زیادہ استعجاب سے دیکہنے کے قابل سقّوں کا واقعہ ہے۔ جدہ سے دس سقّے راستے کے لئے نوکر رکھے گئے مدینہ پہونچکر وہ موقوف کر دیئے گئے لیکن تنخواہ کے لئے امیدوار ہو وہ بدانمد کا مقولہ پیش نظر تہا اُن بیچارے مسکینوں کی سخت ردی حالت تہی کوئی اونکی فریاد کی سماعت نہ کرتا تھا۔ اِس دوران میں نائب وائس کونسل مدینہ پہنچ گئے۔ اُنکے سامنے بھی یہ شکایت پیش ہوئی اُنکو پہلے یقین نہ آیا مگر تحقیق کرنے پر معاملہ سچ پایا۔ انہوں نے مہتمم کار صاحبزادہ عبیداللہ خان صاحب کو کہلا بھیجا کہ یہ نہایت رکیک بات ہے کہ سقّے موقوف بھی کر دیئے گئے اور پھر اون کا حق خدمت نہیں دیا جاتا۔ اسپر بھی اُنہوں نے ٹال دیا۔ تب برٹش وائس کونسل نے اُن کی غریب الوطنی اور فاقہ کشی کی حالت پر رحم کھا کر اپنے پاس سے اوس وقت اُنکی تنخواہیں ادا کر دیں سقّوں کو یوں جاکر مصیبت حق تلفی سے نجات ہوئی۔ آخر میں وہ روپیہ بیگم صاحبہ کے حساب میں مجرا لیا گیا۔

جدہ سے مدینہ جاتے وقت بیگم صاحبہ کا مصمم ارادہ واپسی کا براہ ینبوع تھا۔ اِسلئے کرنیل ٹالبٹ سے استدعا کی کہ ینبوع سے جدہ لانے کے لئے کوئی جہاز چارٹر کر دیا جائے۔ مسٹر ڈیوی برٹش کونسل نے جہاز خدیو کا اسٹیمر چند یوم کا ہے دو سو پچاس پونڈ کو چارٹر کیا اور اِس چارٹر کی مراسلت ٹیلیگرام میں اسّی چالیس پونڈ صرف میں آئے۔

اور خود بھی کہ مین خدمت بابرکت کی حاضری کا اعزاز حاصل کیا معہ قیمت گھوڑہ لے پچاس پونڈ اوسکو مرحمت ہوئے جو اوسکے ذاتی صرف کے مقابلہ مین نصف کی مناسبت اور ادائے خدمات کے معاوضہ مین صفر کی حیثیت رکھتے ہین -

جس وقت ملازمان بیگم صاحبہ مکہ کے مکان سے بحکم شریف صاحب علیحدہ کیے گئے - اونہون نے ایک مکان چالیس پونڈ کو کرایہ لیکر واقعات پیش شدہ کی اطلاع مدینہ طیبہ مین بیگم صاحبہ تک پہونچائے - اس خبر نے بیگم صاحبہ کو سخت انتشار مین ڈالا - حالت پریشانی مین اونہون نے متواتر تحریرات شریف صاحب کی خدمت مین روانہ کین غالبًا وہ مضامین صلح جو اور براءت طلب ہونگے - برٹش کونسلیٹ کو بھی اس خبر سے ایک گونہ تردد پیدا ہوا اسلئے کونسلیٹ کی طرف سے ہر طرح کی کوشش کی گئی کہ جہان تک ہوسکے بے لطفی رفع ہو اور آیندہ بدمزگی نہ بڑھنے پائے

تخمینی ڈہائی مہینے بعد مدینہ طیبہ سے بیگم صاحبہ ہمراہی قافلۂ شامی روانہ ہوئین - خیال تھا کہ اس خشکی کی راہ سے بوجہ کم ہوجانے کرایہ جہاز کے کفایت ہوگی اور راستہ مین بحمایت ترکی سپاہ جرارہ ہمراہی محمل کے بدوؤن کے انعام طلبی کی جفا سے امن ملیگا لیکن دونون باتون مین نتیجہ خلاف توقع نکلا -

فی اونٹ دس یا گیارہ اشرفی شامی محمل کے اونٹون کی قرار پائین - اسلئے بجائے ڈہائی سو اونٹون کے ۲۴۰ اونٹ محمل شامی کے عرفات تک اور پچیس۲۵ اونٹ مکہ تک بارہ بارہ مجیدی کو بدوؤن کے کرایہ کیے گئے پندرہ ساندنیان جنپے رکب فی سانڈنی چار اشرفی کو طے پائے مگر راہ مین نہ معلوم کس اتفاق سے بجائے چار اشرفی کے تین اشرفی کرایہ کردیا گیا -

محمل کے ساتھ کے لئے خاص خاص اشخاص چُن لیے گئے - باقی ہمراہیون کو دو دو اشرفی فی کس دیکر ینبوع کی راہ چلتا کیا - اور کچھ ہمراہیون کو مدینۃ الرسول میں رسول مقبول صلعم کے حفظ مین چھوڑ دیا گیا حضرت شاہ ابو احمد نقشبندی جنکے ساتھ بیگم صاحبہ کو ارادت بھی ہوگئی تھی وہ بھی مدینہ مین چھوڑ دئے گئے جو کسیطرح قرض دام لیکر موقع حج تک پہونچ سکے -

باقی جن اشخاص کو دو دو اشرفی دیکر براہ ینبوع روانہ کیا تھا اون مین سے چند اشخاص اپنی مصیبت آمیز

داستان راہ کی تکالیف، پیادہ پائی کی ایذا، بھوک و پیاس کے صدمات کو بڑی دردناکی سے بیان کر کے فرمایا کہ حقیقت میں اس قلیل مقدار خرچ کا ایسے بڑی و بحری طویل سفر کے لیے اقتضا ہی یہہ تھا کہ جو ہوا۔ خود بدولت کو شاہی محمل کی ہمراہی نے بھی اطمینان نہ بخشا۔ تیسری منزل پر مشائخ بدوی عبد الرحمن پاشا محافظ قافلہ کے پاس آئے اور صاف لفظوں میں بیان کیا کہ اگر بیگم صاحبہ ہمارے حقوق نہ ادا کرینگی تو ہم بھی نہ جانے دینگے۔ آپ کے لیے ہماری آنکھیں بچھی ہوئی ہیں محمل سے ہمیں کوئی تعرض نہیں۔

عبد الرحمن پاشا نے فرمایا کہ یہہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ ہم بیگم صاحبہ کو چھوڑ دیں وہ ہماری حمایت و حفاظت میں ہیں اور اسکے ساتھ اپنے پاس سے انعام و اکرام دیکر ان کی آتش غضب و جہالت کو کسیقدر فرو کیا۔ بیگم صاحبہ کو بھی اس گفتگو کی اطلاع دیگئی تو انہوں نے اشتعفتہ ہوکر فرمایا کہ ہماری حفاظت با وصف کثیر التعداد ترکی فوج بھی نہیں ہو سکتی ہے۔ اسکے ساتھ ہی وعدۂ آیندہ کی تو بیداد ارشاد فرمائی گئی۔

چونکہ بدوؤں کو پچھلے مرتبہ مدینہ پہونچکر ناکامی ہوئی تھی اور ایفائے عہد نہوا تھا اسلیئے وہ رضامند نہوئے اور اپنی طبعی جہالت و سرکشی پر آگئے قافلہ پر گولیاں برسنے لگیں۔ ترکی فوج نے قافلہ بھوپال کو اپنے درمیان میں لیا اور سینہ سپر ہوکر لڑنے لگے۔ موقع بہت ہی بے موقع اور کٹھن تھا۔ افسر و سپاہی جابجا پہاڑوں پر چڑہتے اور اترتے تھے اور گھاٹیوں میں پہونچتے تھے لیکن شورش لڑائی کی کم نہوتی تھی۔ بالآخر توپ پہاڑ پر لیجانی پڑی اور اسکے چند فیر کیے گئے تب جاکر بدوؤں نے کہیں جگہہ چھوڑی انہیں بدوؤں کی جانب قریب ستر کے جانیں تلف ہوئیں۔

ترکوں کی جانب سے ایک لفٹنٹ (یوزباشی) فوج جدہ ایک ایجیٹن (بین باشی) فوج محمل شامی کام آئے چار سپاہی ترک زخمی ہوئے ایک سپاہی جان سے مارا گیا۔ خود عبد الرحمن پاشا کے جو لڑائی کے وقت سب سے آگے تھے پاؤں کے ٹخنے میں ضرب آئی مگر خیر گذری۔ ایک قرابت مند پاشا سخت زخمی ہوئے جنکی بابت سننے میں آیا کہ مکہ معظمہ پہونچکر جان بحق ہوگئے۔ چند مسکین حجاج کام آئے۔ گیارہ اونٹ مارے گئے۔ دو گھنٹہ سے زیادہ گولیاں چلیں۔ یہہ سب کچھہ ہوا لیکن قافلہ بھوپالی میں ایک متنفس کو ترکوں نے آسیب نہ پہونچنے دیا۔

بہوپالی تسبیر افگن خان ولاوروں کی احتیاط مقتضائے وقت قابل داد ہے۔ تنفدقون مین پوشیدہ بیٹھے مشکون مین پیشاب کرتے تہے۔ ترکی افسر و سپاہیون کی جوانمردی جانفشانی۔ تجربہ کاری۔ اور دانشمندی کا یہہ نتیجہ ہوا کہ بیگم صاحبہ اور اُنکے تمام ہمراہی ہرطرح محفوظ و سلامت رہے۔ ورنہ بیگم صاحبہ کی بے موقع افراط احتیاط صرف۔ اور وحشی بدوؤن کی طبعی جہالت نے ایذا رسانی مین کوئی کوتاہی و کمی نکی تہی۔

اس مقام کارزار سے چہ منزل چلکر وادیٔہ فاطمہ مین جہان سے مکہ معظمہ چند میل کے فاصلہ پر ہے بیگم صاحبہ نے امیر قافلہ شامی جناب عبدالرحمن پاشا سے فرمایا کہ ایسا مین ہرطرح حاضر ہون جو کچھہ آپ خرچ کرنا چاہین اور جہان مناسب سمجہین مجھے مطلع کرین اوس مین دریغ نہوگا عبدالرحمن پاشا نے ارشاد کیا کہ خدا ہمارے سلطان المعظم خلد اللہ ملکہٗ کو زندہ و سلامت رکہے جو حاجتمندون کی حاجت روا اور مصیبت زدون کے دستگیر ہین اور جنکے صدقہ مین ہم جسقدر چاہتے ہین اور جسکے لئے چاہتے ہین بے دریغ صرف کرتے ہین اور آپ تک ہر موقع پر خزانۂ سلطانی سے بے تکلف جتنا چاہا صرف کیا گیا اور آئندہ بہی صرف کیا جاوے گا۔ آپکے خیال کا شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔

بیگم صاحبہ کو خرچ کرنے کا خیال آیا مگر بدیر آیا۔ چونکہ قول سے فعل مین نہ آیا اسلئے بیکار تہا۔ یہی خیال اگر مدینہ طیبہ مین ایفائے عہد کے لئے آتا یا دوبارہ اپنے عوائد جب بدوؤن نے طلب کئے تہے مقام ملف پر پیدا ہوجاتا تو اس قدر کشت و خون و ہنگامہ آرائی کی نوبت کیون پہونچتی۔ یہان یہہ سوال پیدا ہوتا ہے اور یہ مسئلہ استفتاء چاہتا ہے کہ اُن بے گناہون کا خون جو جابجا بے موقع قتل ہوئے کسکی گردن پر رہا ؎ کیا ہی قتل ہمکو دوستنے اپنے دشمن پر + ہمارا خون ٹھہرے دیکھئے آپ کس کی گردن پر۔ خیر مواخذۂ عقبےٰ تو باختیار خدا ہے لیکن کشتون کی دیت جو از روئے معاہدہ و قانون ذمہ دار پر واجب ہے وہ کون ادا کریگا اور کون ذمہ دار قرار پائیگا۔

بیگم صاحبہ کے مکہ پہونچنے سے چند روز قبل برٹش وائس کانسل مکہ پہونچ گئے تہے اونہون نے درمیانی بے لطفیون کا کامل ازالہ کردیا تہا۔ اسلئے مکہ پہونچنے پر بیگم صاحبہ کی خوب آؤ بہگت۔ تواضع و مدارات ہوئی اور نہایت شان و عزت کے ساتھ وہ قیام گاہ تک لائی گئین جسوقت قافلہ مکہ مین جائے قیام پر پہونچا

تو معزز ہمراہیون تک کی حالت قابل رحم تہی - چہرہ پر ہوائیان اوڑ رہین - لبون پر پپڑیان پڑی تہین شدت تشنگی و گرسنگی نے بیدم کر رکہا تہا - میجر مرزا کریم بیگ صاحب و کپتان قندہاری محمد حسین خان صاحب تہوڑی دیر لیٹ ہمارے پاس آئے اور فرمایا کہ سات پہر ہوگئے کہ منہ مین اوڑکر کہیل تک نہین گئی اس راہ مین بدقت تمام ایک سیر آٹا گران قیمت پر میسر آیا تہا - اس داستان مصیبت نے واقعی سننے والون کو صدمہ دیا آنکے واسطے فوراً کہانا منگوایا گیا ہم جنکے مہمان تہے وہ شریف مکہ کے امام اور انکی خاتون سلطانی حرم سرا مین قسطنطنیہ بہیجے ہین جب اونکو علم ہوا کہ بیگم صاحبہ کے معزز مصاحبان کے لئے کہانیکی ضرورت ہے تو اونہون نے کئی خوان مین مختلف قسم کی ترکی - عربی - ہندوستانی لطیف کہانے بہیجے جنکو دیکہکر دونون صاحبون نے خدا کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ تمام زمانہ سفر حجاز مین آج کہانا نصیب ہوا ہے -

فروکش ہوجانیکے دوسرے دن بیگم صاحبہ نے نواب زادہ صاحبزادہ عبید اللہ خان صاحب کو نیابتاً شریف صاحب و والی مکہ کی خدمت مین ملاقات کے لئے بہیجا اور معذرت کے طور پر کہلا بہیجا کہ اگر مین احرام مین نہوتی تو خود حاضری کی عزت حاصل کرتی - اب انشاء اللہ بعد حج یہ شرف حاصل کرونگی -

مکہ پہونچنے کے دو دن بعد عرفات کی روانگی کا وقت آیا - محمل شامی کے جو اونٹ کرایہ کئے گئے تہے وہ تمام ہمراہیون کے لئے پہلے ہی سے کافی نہ تہے اب تو پچاس ہمراہی وہ زیادہ ہوئے جو مدینۂ طیبہ کی حاضری سے محروم رہگئے تہے اور اس سے زیادہ وہ ہمراہی شامل ہوگئے جنکو براہ ینبوع جدہ ہوکر اجازت روانگی مکہ معظمہ ملی تہی - اس اعتبار سے قریب قریب نصف ہمراہیون کو ضرورت سواری تہی مگر مشکل یہ پیش آئی کہ بباعث کثرت حجاج سالہائے گذشتہ سے کسیقدر زیادہ کرایہ اونٹون کا ہوگیا - بجائے پچیس روپیہ کے اب ستائیس کرایہ کے مقرر ہوئے تہے - یہان کفایت کرایہ کا ہر طرح خیال پیش نظر - پہر منزل بہی کچہہ دور نہ تہی اسلئے بیشتر ہمراہیون کو پیادہ پا مکہ سے عرفات جانے آنے کا شرف و ثواب حاصل ہوا بعض پردہ نشین مستورات جو پیادہ چلنے سے معذور نہین اونکے لئے شغدفون کی کفایت نکالی گئی اور آخر وقت سانڈنیون پر سوار کراکے عرفات روانہ کی گئین حقیقتاً اس سفر مین

جسقدر ایذاؤن پر صبر کیا جاوے اوسی معیار سے ثواب مین بہی افزونی ہوتی ہے۔

منتظمان ہمراہی کی اگر شکایت کیجاوے تو شاید بیجا ہو۔ انتظامات کی یہ ابتری تہی کہ ضروری خیمہ جات وچہولداریان تک ہمراہ نہین جو عرفات ومنیٰ مین کام آتین اسکے لئے اگر شریف صاحب ووالی مکہ وعبدالرحمن پاشا کی مجبوری عنایتین پردہ پوش ہوتین تو غریب حجاج کیطرح شقدفون مین یا قدرتی شامیانہ آسمانی کے نیچے بسر کرنی پڑتی تاہم تکلیف سے نجات ممکن نہ تہی۔ ایسے موقع پر مانگے تانگے کے خیمے یا چہولداریان [illegible] سکتی ہین [illegible] آئین پہر کافی نہ تہین۔ جو ملین وہ فرش وفروش کے لحاظ سے [illegible] سازوسامان [illegible] کی تہین [illegible] عرفات مین بچشم خود اس بے سروسامانی کی حالت کا معاینہ کیا۔

شریف صاحب ووالی مکہ نے [illegible] وقت فرمایا تہا کہ یہ خیمے شامیانے وغیرہ عمدہ کرایہ پر [illegible] مکان ہین۔ باوصف اس کہنے کے [illegible] پوسیدہ وخراب خیمے وچہولداریون پر اکتفا فرمایا عرفات کے بعد منیٰ مین [illegible] قیام کیا گیا [illegible] مقام [illegible] مکانات وکمرے آراستہ ووسیع باسانی میسر آسکتے تہے [illegible] حجاج تک کو تقسیم کیا گیا اگر بیگم صاحبہ [illegible] اوقات [illegible] کو صرف [illegible] فرمایا۔

اگر چاہا جاتا تو گو پہلے سے کوئی انتظام نہین کیا گیا تہا تاہم اوس وقت مکانات کا مل جانا دشوار نہ تہا زیادہ سے زیادہ یہ نسبت کرایہ گران دینا پڑتا ہم اس بارہ مین بیگم صاحبہ پر ہرگز کوئی الزام قائم کرنا نہین چاہئے۔ یہ خرابی منتظمان ہمراہی کی کہی جاسکتی ہے۔ اگر ایسا بہی کیا جاتا تہا کہ بیگم صاحبہ سے معقول پیرایہ مین اونکے معتمد اہلکار عرض کرتے اور وہ پہر بہی اپنی اس تکلیف پر اصرار فرمائے جاتین بیگم صاحبہ بوجہ پردہ نشینی خاص ضرورت کے وقت بہی کہین آتی جاتی نہین ہین عام طور پر انکی جانب سے [illegible] صاحبزادہ عبیداللہ خان قائممقامی کی عزت حاصل کرتے اونکی وہی رعایت کیجاتی جو بیگم صاحبہ کی ہونی چاہیے منیٰ مین ایک دربار ہوتا ہے جسمین فرمان سلطانی پڑہا جاتا ہے اوسمین تمام ارکین وافسران ومعززین شریک [illegible]

ہوتے ہین - دربار منعقد ہوچکا تھا بسبب آخر ہین صاحبزادہ صاحب پہونچے ہمرکابی ہین مرزا کریم بیگ
تھے شریف صاحب نے صاحبزادہ صاحب کو اخلاقاً اپنے پہلو مین جگہدی - بعد اختتام دربار صاحبزادہ
صاحب بہمراہی برٹش والیئن کونسل کے والی صاحب سے ملنے گئے - قریب ہین اور چند شرفاء اور عمائد مکّہ کے
خیمے تھے - اُن سے بھی ملنے کے لئے کہا گیا - اسپر صاحبزادہ صاحب نے فرمایا کہ یہہ لوگ ہماری پیشوائی کو
مکّہ سے باہر گئے تھے جواب ملا نہین - آپ ملنا اُن سے شایان اخلاق کے منافی خیال کیا گیا اور اپنے خیمے
کو واپس چلے گئے - جب اور اصحاب اُن سے ملنے گئے تو بیٹھنے کے لئے فرش تک نہ بچھا ہوا تھا - جلدی جلدی
چاندنی و پلنگ کی چادرون کا دھوپ بچانے کی غرض سے سائبان تانا گیا - پلنگ کی دریون کے
جوڑ لگا کر نیچے فرش کیا گیا - یہ غنیمت ہوا کہ فرش پر ایک کلابتونی عمدہ کام کی جھول بچھائی گئی
مگر تکیون کی بدنمائی نے جنکے غلاف جابجا سے پھٹے ہوئے تھے اور جنپر تیل کے دھبے لگے ہوئے تھے
اوس کا مدار بالا سے فرش کی خوبی کو بے رونق کردیا تھا - حقیقت مین منتظم و صاحب تمیز اصحاب کی کمی تھی -
اور جو تھے وہ ایسے بیدل تھے کہ ہر کام سے جی چُراتے تھے - غالباً مدینۂ منورہ مین تصیبر المہام عنایت حسینخان
بہادر کو جو کسی مشورہ کی بنا پر سفر مندگی اوٹھانی پڑی تھی اوسی وجہ سے ہر شخص ایسا خائف تھا کہ
سب نے بلکہ معمولی انتظام سے بھی سبکدوشی اختیار کرلی تھی - دراصل یہ بات ملازمان کی بداخلاقی مین داخل
اور اپنے آقا کی خیر خواہی و دلی نمک حلالی کے صریحی منافی تھی -

ابراہیم پاشا سپہ سالار محمل مصری و یوسف آفندی وغیرہ افسران فوج مصر بہت عرصہ تک بیٹھے رہے
مگر نہ کسی نے قہوہ کو پوچھا نہ چاء آئی - اِن لاپرواہی و مراسم عرب و اسلام کے خلاف بداخلاقیون پہ
آشفتہ ہوکر اِن اصحاب نے اپنی کبیدگی بھی ظاہر کی اور فرمایا کہ کیا ہندوستانی ایسی معمولی مدارات بھی
اپنی شان کے خلاف سمجھتے ہین یا ہندوستان مین ایسے مواقع پر بھی تواضع کا رواج نہین - اسیطرح
بہت چیدار دلی و کوچوان و سائیس وغیرہ شریف مکّہ کے مبارکباد کو حاضر ہوئے جنکو صاحبزادہ صاحب
کی طرف سے انعام کی اُمید دلائی گئی مگر وہ حکم محتاج منظوری جناب بیگم صاحبہ تھا اِسلئے اوس وقت معرض
التوا مین رہا - خود بدولت بیگم صاحبہ نے اپنی ذات خاص و چند ہمراہیون کے لئے پانی کا ٹھیکہ دیدیا تھا

باقی ہمراہی جو اس سبیل عنایت سے محروم رہے وہ منیٰ مین میدان کربلا کا خواب دیکھ رہے تھے۔

قیام منیٰ مین صاحبزادہ صاحب و بیگم صاحب کو مکہ مکرمہ طواف وسعی کی غرض سے جانا پڑا بیگم صاحبہ نے شب کو مکہ مین قیام فرمایا اور یہہ قیام جائز نہ تھا۔ اِسپر شریف صاحب نے وقت ملاقات ارشاد کیا کہ آپنے خلاف ورزی حکم شریعت کی آپ پر دَم دینا (قربانی کرنا) مع اُن تمام ہمراہیون کے جو مکہ مین اس دوران مین شب کو رہے۔ لازم ہے۔

منیٰ سے مکہ چار میل سے زیادہ نہین۔ اِس تھوڑے سفر مین بھی ہمراہیون کو بھوک و پیاس کی تکالیف سے نجات نہ ملی اُن ہمراہیون مین اکثر نے ہمسے بیان کیا کہ عید کو بھی ہمنے ماہِ صیام کا ثواب حاصل کیا راہ مین جب تکلیف گرسنگی نے بیچین کیا تو چنون پر فاقہ شکنی ہوئی واپسی منیٰ کے وقت پیدل تو بکثرت تھی ہی زیادہ یہہ بات ہے کہ ایک ضعیفہ ہمراہی کو جو پیدل چلنے سے مجبور تھی اوسکو چند مرد جوان چادر مین ڈالکر لئے جا رہے تھے۔

بواسطے چندے اب مکہ مین قیام ہوا۔ پردہ کے تشدد مین خاص اہتمام مدنظر رکھا گیا جو لوگ دربار دہلی مین بیگم صاحبہ کی شرکت اور حضور لارڈ کرزن کے سامنے قلمدان پیش کرنا اور ادبًا جھکنا دیکھہ چکے تھے اِن مین بعض مکہ مین بھی موجود تھے وہ انکو اِس ادا پر تصنع کا گمان اور اہل عرب کو اسلامی پردہ کا لحاظ رکھکر اور اِس حالت کو دیکھکر اور واقعہ دربار دہلی کو سنکر تحیر تھا اب کچھہ خیر و خیرات مثل مدینہ منورہ کے شروع ہوئی۔ مگر یہان مدینہ طیبہ سے کسیقدر بڑہا چڑہا افسوسناک انتظام تھا۔ ملازم تھوڑی سی روٹیان اندر مکان سے لاتے۔ دروازہ پر فقرا کا بڑا ہجوم ہوتا۔ اونہین وہ روٹیان کیا کفایت کرتین اسلیئے خیرات مین ٹیون سے بدرجہا زیادہ لات گہونسے ملتے۔ فقراء مین کم نصیب وہ تھے جنکی قسمت مین محرومی تبرک کے ساتھہ لات گھونسے ہی آتے تھے۔ عوام ان بے عنوانیون کو رئیسہ کی کفایت شعاری پر محمول کرتے اور ہم اِس سے مہتمم تقسیم کنندگان کی بیرحمی و بدنظمی کا نتیجہ نکالتے تھے اِن ہی اسباب نے نیکیون پر حجاب ڈالے اور بے عنوانیون کی شہرت دی۔ بیگم صاحبہ کو تو ضرور کم و بیش ثواب بھی حاصل ہوا ہوگا مگر منتظمان کے نامۂ اعمال پر کرام الکاتبین نے اچھی طرح سیاہی ڈالی ہوگی۔

اس موقع پر ایک واقعہ سے وہان کے تمام خیالات کا اندازہ ہوتا ہے جس دن جناب بیگم صاحبہ
بھوپال نے اپنی داخلی بیت اللہ کا قصد ظاہر فرمایا اور وہ کسی وجہ سے ملتوی رہا اوس شب کو نواب
مہتاب آرا بیگم زوجۂ ہز جسٹس فیدرصدا اپنے فرزند و دختر کے داخل حرم ہوئین۔ اتفاق سے آنکے ہمراہی
مین حاجی عاشق محمد خان رئیس ملتان بھی تھے جنکو لوگ نواب کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ یہ شہرت
پہلے سے ہو چکی تھی کہ آج شب کو بیگم صاحبہ بھوپال حاضر حرم محترم ہونے والی ہین۔ آپ جو نواب
مہتاب آرا بیگم پہونچین تو دربان در بیت اللہ کو خیال ہوا کہ بیگم صاحبہ بھوپال معہ اپنے صاحبزادہ کے
آئی ہین۔ عبد القادر پسر شیبی جو اوس موقع پر موجود تھے اونہون نے مہتاب آرا بیگم کی داخلی مین تامل کیا
جب تک ان کا شبہ رفع نہ ہولیا اس وقت تک بیچاری نواب مہتاب آرا بیگم کو داخلی بیت اللہ کا شرف
نصیب نہو سکا مگر عاشق محمد خان نے اپنے نواب مشہور ہونے کے صدقہ مین خوب دھکے کھائے کیونکہ عام
حاضرین کو اصلیت نہ معلوم ہوسکی صبح کو عاشق محمد خان نے اپنے قصۂ شب کا بیان کیا کہ مین نے
صاحبزادہ صاحب کے دھوکے مین اسقدر رات کو دھکے کھائے ہین کہ اب تک خستہ ہو رہا ہون اس
واقعہ سے وہان کے لوگون کی نارضامندی کا کسیقدر پتہ چلتا ہے۔

بیگم صاحبہ نے کل غلاف کعبہ کی خواہش ظاہر کی جب اسکی قیمت پندرہ سو پونڈ (ساڑھے بائیس ہزار)
معلوم ہوئی تو صرف دوسو پونڈ (تین ہزار روپیہ) کا غلاف بذریعہ برٹش وائس کانسل خریدنا چاہا۔
اونہون نے شیبی کلید بردار کعبہ سے کہلا بھیجا کہ آپ دوسو پونڈ کا غلاف بیگم صاحبہ کو بھیجدیجیے شیبی
نے اسکی تعمیل کی اوس وقت صرف پچاس پونڈ (ساڑھے سات سو روپیہ) کا خریدا۔ باقی لینے سے
انکار کر دیا جسقدر غلاف نہین لیا گیا اوس کی قیمت درمیانی صاحب کو مجبوراً دینی پڑی۔ اس موقع پر
میجر کریم بیگ جو بیگم صاحبہ کے ہمراہی مین تھے خوب رہے جنکو ۳۵ پونڈ کا غلاف ایک صاحب حوصلہ
شخص کی بدولت مفت ہاتھ آیا۔

اکثر اہل مکہ کو بہت کچھ امیدین تھین مگر ان کی آرزوئین مایوسی کے حدود سے علیحدہ ہونے
پائین بلکہ جو لوگ پہلے سے وظیفہ خوار و منصبدار ریاست کے نام سے دعاگو تھے ان کی تخفیف ہی مدنظر ہوئی

ایک بزرگ کا حال تو ہمین بخوبی معلوم ہے جنکا منصب تخفیف مین ڈال دیا گیا تھا جو بڑی کوشش سے
بحال رہا مطوفون نے خدمات انجام دینے مین بڑی جانکاہی کی دن ورات معہ اپنے تمام خاندان کے حاضر رہا۔
اوسکی نسبت عام خیال ہے کہ اب کئی سال تک وہ اپنی حالت درست نہ کر سکے گا۔

حرم محترم مین ایک مرتبہ شیخ شعیب نے کسی بھوپالی سے کہا کہ بیگم صاحبہ کو اہل عرب کیساتھہ سلوک فرمانے
مین کیون تامل ہے خدا جس قوم مین سے بڑہاتا ہے اوس قوم کے حقوق ضرور ہوا کرتے ہین اور اہل حجاز
تو سب سے زیادہ مستحق رعایت ہین۔ اس نیک تحریک پر وہ جواب دیا گیا جو ایک غیر مسلم بھی نہ دیتا۔ اسپر
شیخ شعیب نے برافروختہ و برہم ہوکر فرمایا کہ اگر عظمت حرم نہ مانع ہوتی تو اس بدخیالی کا وہ جواب دیا
جاتا جسکو سنکر لوگ عبرت پکڑ لیتے۔

اب زمانہ واپسی قریب آیا۔ چلنے کی تیاری شروع ہوئی لیکن ادائے کرایہ مکان کا کچھہ تذکرہ نہین تب
تقاضے کی نوبت آئی۔ زبانی طلب سے گزر کر تحریرات شروع ہوئین۔ چونکہ مدینہ طیبہ کے مکان اول کا کرایہ
نہین دیا گیا تھا اسوجہ سے تقاضے مین مبالغہ ہوا۔ شریف صاحب نے ارقام فرمایا کہ مین اپنی ذاتی مدرسہ
کا کرایہ ہرگز نہین چاہتا وہ آپ کو مفت دیا گیا لیکن جس مکان مین آپ کے ملازم پہلے آکر مقیم ہوئے
پھر دوبارہ جس کی آراستگی و صفائی آپ کی وجہ سے کرائی گئی اور اوس مین آپ اب تک مقیم ہین۔
اُسکا کرایہ بہرصورت آپ کو دینا واجب ہے کرایہ ایکہزار پونڈ دینا ہوگا اس سے کم کرایہ پر ایسے مکان
مکہ مین ملنے ممکن نہین (کرایہ کا رواج وہان سالانہ نہیں) جیسے ہندوستان مین پہاڑون پر دستور
ہے لہذا وسعت و آراستگی پھر موقع و موسم کے لحاظ سے حقیقت مین یہہ کرایہ چندان نامناسب نتھا)
تصفیہ کرایہ کی غرض سے برٹش وائس کونسل درمیان مین ڈالے گئے۔ بیگم صاحبہ نے اُس خط کی نقل
جو شریف صاحب نے برٹش وائس کونسل کے پاس طلب و تقاضاء کرایہ مین لکھا تہا طلب کی۔ اور یہ لکھا
کہ رو آج معلوم ہوا کہ شریف صاحب کا کوئی خط آپ کے پاس آیا ہے جسمین اونہون نے آپکو درمیان مین
ڈالکر کرایہ مکان جس مین ہم مقیم ہین طلب کیا ہے اسلئے آپ براہ مہربانی اوس خط کی ایک نقل اپنی تحریر
کیساتھہ ہمارے پاس بہیجدیجیئے تاکہ کرایہ مکان مذکور کا تصفیہ ہو جائے فقط

مورخہ ۲۳ ذی الحجہ ۱۳۲۲ مقام مکہ معظمہ عبدالرؤف
مہر سلطان جہان بیگم

جہان تک ہمکو علم ہے نقل خط بھیجدی گئی۔ اِسکے بعد درستی انتظامات و نیز دیگر وجوہ سے برٹش وائیس کونسل کو بیگم صاحبہ سے دو دن پہلے جدّہ چلا آنا پڑا۔ پھر کرایہ کا قصہ شروع کر دیا گیا۔ واقعات بتلا رہے ہین کہ بیگم صاحبہ کو کسی عنوان کرایہ مکان دینا منظور نہ تھا چنانچہ اونہون نے ایک ایک تار بنام مسٹر ڈیوی برٹش کونسل متعینہ جدّہ کے لکھکر ٹیلیگراف آفس مین بھیجا جسکا مضمون قریب قریب یہ تھا۔ کرایہ مکان دینے کے لیئے ہمارے پاس کافی روپیہ موجود نہین آپ اس کا انتظام کر دیجیئے ہم بھوپال سے بھیجدینگے اور یہانہ ہی بہہ شکایت تھی کہ مکان بلا مرضی ہماری تجویز کیا گیا اور کرایہ بھی زیادہ ہے۔ تار والی مکّہ کے نوٹس مین لایا گیا تو اُنہون نے تار کو روک دیا اور کرایہ اپنی گورنمنٹ کیطرف سے ادا کر دیا۔ غرضکہ بعد عدم کرایہ مکان بیگم صاحبہ جدّہ کو روانہ ہوئین ایک شب بحرہ مین قیام ہوا۔ اہل بحرہ بھی ہر طرح محروم رہے۔ قافلہ بھوپالی سے او نہین وہ بھی نہ ملا جو مساکین حجاج سے لیا جایا کرتا ہے۔ دوسرے دن قافلہ بخیریت تمام جدّہ پہونچا چونکہ ڈہائی تین سو آدمی تیس چالیس گھوڑے کئی گدہون کا فوراً جہاز پر سوار ہونا وقت طلب سمجھا گیا اِسلیئے ایک دو دن شہر مین قیام کرنے کا قصد ہوا مگر کوئی انتظام پہلے سے یہہ تہا کہ کہان ٹھہرنا ہوگا۔ جب سواری بیگم صاحبہ جدّہ پہونچگئی تو اوس وقت یہ تجویز قرار پائی کہ عمر نصیف افندی جو جدّہ کے نامور امراء و تجّار مین ہین اور شریف مکّہ کے وکیل بھی ہین اُنکے مکان پر ٹھہرنا چاہیئے۔ سواری مکان کے دروازہ پر ٹھیرائی گئی۔ چونکہ عمر نصیف آفندی مکّہ مین تھے۔ اور کوئی خبر پہلے سے بیگم صاحبہ کے قیام کی اُنکے مکان پر نہ تھی۔ اِسلیئے غلام دربان نے ٹھیرا لنے سے صاف انکار کر دیا۔ اِس اثناء مین قائمقام جدّہ جو سلطنت ترکی کے سب سے بڑے حاکم ہین آگئے اونہون نے خادم سے فرمایا کہ بیگم صاحبہ کو مکان مین جانے اور ٹھیرانے سے کیون مانع ہو۔

غلام نے جواب دیا کہ دو حیثیتین ٹھیرانے کی ہو سکتی ہین۔ ایک بطور مہمان۔ اسکے لیئے مراسم مہمان نوازی عرب لازم ہین جو بوجہ ہونے کسی اطلاع کے ادا نہین کیئے جا سکتے اور نہ اس عجلت مین تمام قافلہ کے لیئے کوئی سر انجام ممکن ہے۔ اگر ایسا مہمان داری سے مین قاصر ہون تو میرے آقا پر وہی الزام لگایا جائیگا جسکی وجہ سے بیگم صاحبہ مشہور ہین۔

دوسرے بطور کرایہ دار کے اسکی بابت صرف اتنا عرض کر دینا کافی ہے کہ بیگم صاحبہ کسی طور پر کرایہ مکان دینا اور کسی کا حق خدمت بخوشی ادا کرنا پسند ہی نہیں فرماتین۔ اس میرے بیان کی شہادت مین کرایہ مکان مکہ کا واقعہ اور سقون کے حق خدمت کا مدینہ منورہ تک لیجا کر خود نہ ادا فرمانا روشن مثالین ہین۔ ان صورتون مین بھی محض بپاس خاطر و تعمیل ارشاد آپکے اجازت دیدون تاہم مجھے اپنے آقا کی ہدایت تو لازمی ہے اور وہی نہین ملی لہذا آپ مجھے اپنے عدم تعمیل حکم پر معذور خیال فرماوینگے۔ (اس واقعہ سے غلام کی آزادانہ گفتگو پر تعجب و بیگم صاحبہ کی شہرت پر افسوس ہوتا ہے) اثناء گفتگو مین برٹش کونسل و وائس کونسل پہونچ گئے۔ اونہون نے جب سواری کے رکنے اور مکان مین نہ ٹھیرائے جانے پر اطلاع پائی تو چاروناچار سب کو براہ راست بندرگاہ پر لے آئے۔ بیگم صاحبہ کو معہ چند ہمراہیون کے تو فوراً جہاز پر پہونچا دیا باقی اور ساتھی دریا کے کنارے مقیم ہوگئے۔ ساتھیون مین سے بھی کسی نے مکان کرایہ نہ لیا یا کرایہ کے دقت کی وجہ سے کسی نے نہین دیا۔ شب کو بیگم صاحبہ کے لئے احمد بسیونی معلم نے کھانا پکوا کر جہاز پر پہونچایا۔ ہندوستان سے آتے وقت بھی معلم مذکور نے بڑی دھوم سے دعوت کی تھی۔ باقی ہمراہیون نے اپنا بندوبست شہر مین کیا۔

پھر مرزا کریم بیگ صاحب جو گورنمنٹ انگریزی مین باوقعت اور اب امپیریل سروس کے اعلےٰ افسر بھوپال مین ہین اونکے ساتھ ایک معمولی خدمتگار نہایت بدتہذیبی سے پیش آیا جسکا اونہین سخت صدمہ ہوا۔ اونہون نے جہاز پر جاکر اپنے وقار کا اظہار اور اس ادنیٰ خدمتگار کی بدزبانی کی شکایت صاحبزادہ صاحب سے کی لیکن نتیجہ کا پتہ نہ چلا۔

میجر صاحب نے اس افسوسناک واقعہ کا اظہار ملال انگیز لفظون مین خود مجھسے بھی کیا جسپر تسکین کے طور پر مینے عرض کیا کہ آپکو خدمتگار کی بات کا زیادہ خیال نہ کرنا چاہیے۔ شریف کی بڑی پہچان یہ ہے کہ چھوٹے سے دب جائے اور بڑے کو دبالے۔

اب تک جو کچھ واقعات ظہور مین آئے اون مین کوئی بات ریاست کی شایان شان یا حجاز مین نیک یادگار چھوڑنے والے نہ تھی اس خیال سے بعض خیر اندیش و خواہان نیکنامی دوستدارون نے یہ رائے

دی کہ جو غلّہ ضرورت سے زیادہ یہان آگیا ہے اور جدہ مین پڑا ہوا ہے اوس کا واپس لیجانا تو بیکار ہے لہذا مناسب یہ ہے کہ غربا و مساکین ہند جو امسال بکثرت آگئے ہین اور اپنے ناعاقبت اندیشی کے طفیل سختیان فاقہ کی ایذا ہین اوٹھا رہے ہین اونکو خیرات دیدیا جائے اس خیر سے بڑی خوبی یہ پیدا ہوگی کہ جو خراب شہرتین صحیح یا غیر صحیح عوام مین پہیل گئی ہین اونسب پر خاک پڑجائیگی۔ خدا جانے یہہ صلاح نیک کیون قابل توجہ نہ سمجھی گئی۔ عام غربا کو دینا درکنار اپنے ہمراہی مساکین بہی قابل رحم نہ خیال کیے گئے۔ بلکہ وہ تمام غلّہ جس مین گندم۔ نخود۔ نمک۔ گہی اور چند قسم کی دالین تھین نیلام کر دیا گیا۔ حاجی فاضل خلف حاجی عبد اللہ عرب نے جو ایجنٹ کمپنی جہازات حاجی قاسم کے ہین گیارہ ہزار روپیہ قیمت لگائی مگر آخر مین مسمی احمد لسیونی معلّم کو تیرہ ہزار روپیہ پر چہہ ماہ کے وعدہ پر دیدیا گیا۔ اس واقعہ کو عام نگاہون نے نامحمود سمجھکر نہایت استعجاب سے دیکھا اور حد سے بڑھکر شان ریاست کے منافی خیال کیا۔ احمد لسیونی ایک ہوشیار و چالاک آدمی ہے اور ساتھہ ہی فیاض بہی ہے جو ملتا ہے صرف کر ڈالتا ہے۔

عمرا خان والی چترال نے ان حضرت پر کونسلیٹ جدہ مین ساٹھہ ہزار کے کرنسی نوٹون کی چوری کا دعوے کیا تھا جو عدم ثبوت مین خارج ہوا۔ یہ عام خیال تھا کہ ایسے خریدار سے قیمت مال کی وصول ہونی ذرا دقّت طلب ہے۔ اس خیال کا کسیقدر ظہور ہو چلا تہا جس سے وہ شبہ متجبر بہ یقین ہو گیا۔ نمک بلا ادائے محصول جدہ مین داخل ہوا تہا۔ احمد لسیونی کی خریداری پر یہہ سوال کھلا وہ ضبط ہو کر آٹھہ پونڈ اور جرمانہ ہوا گہی کی نسبت سُننے مین آیا کہ وہ مضر صحت ہو گیا ہے۔ اُسکے تلف کرا دینے کی بابت رائے ہے لیکن فیسر کی ہے گندم کی بابت خود احمد لسیونی نے ہمسے بیان کیا کہ اونہین گہن لگ گیا ہے۔ مین نے بیگم صاحبہ کو اُسکے خیرات کرا دینے کی بابت بذریعہ تحریر تحریک کی ہے۔ غرضکہ اس رویداد سے نتیجہ بآسانی اخذ ہو سکتا ہے کہ یہہ خوش معاملہ و فضول خرچ خریدار تعمیل معاہدہ کی کس حد تک پابندی کریگا۔

۱۲- مارچ ۱۹۰۴ء کو بیگم صاحبہ اکبر نامی جہاز پر جدّہ سے ہندوستان کو روانہ ہوئین۔ چند ہمراہی معہ پانچ گھوڑے اور دو گدہون کے چھوڑ دیے گئے۔ ان کے علاوہ تئیس یا اکیس ہمراہی اور بھی رہگئے جنہون نے اپنے حالات کی عرضداشت برٹش کونسلیٹ جدّہ مین پیش کی اور اپنے اقوال و افعال سے رنجیدہ

کی نیکنامی کو نقصان پہونچایا۔

بیگم صاحبہ کی نیکیون اور خوبیون پر جو زیادہ حجاب پڑگئے اوسکے باعث اکثر یہی ساتھی ہوئے ہمراہیون مین بہت کم ایسے حضرات تہے جو اپنے افعال و حرکات کو اپنے آقا کی عدم توجہی یا افراط انتظام پر محمول نکرتے ہون بیشتر ہمراہیون سے سُننے مین آیا کہ نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ کے زمانہ سے نواب شاہجہان بیگم صاحبہ مرحومہ کے عہد تک جو شخص ریاست سے حج کو جانا چاہتا اوسکو نو ماہ کی تنخواہ عطا ہوتی تہی اسکے علاوہ بہی کچھ زاید روپیہ مرحمت ہوجاتا تہا۔ مگر موجودہ عہد مین بجاے نو ماہ کے تین ماہ کی تنخواہ عنایت ہوتی ہے۔ اب جو ہمراہی آئے ہین اونکے لئے تین درجہ قایم ہوئے ہین۔

اوّل درجہ والون کے لئے ڈہائی سو روپیہ[۲۵۰]۔ دوم درجہ دو سو روپیہ[۲۰۰]۔ سوم درجہ ڈیڑہ سو روپیہ[۱۵۰]۔ حقیقت مین یہہ مقدار خرچ سفر حجاز کے لئے کسی اعتبار سے کفایت نہین کرسکتی تہی۔ چونکہ نئے پُرانے ملازمان مین سے دونون قسم کے اہلکار اس بیان کے راوی ہین لہذا ہمکو اس بیان کی صحت و عدم صحت پر زیادہ جرح کرنے کا کوئی منصب نہین۔ البتہ یہہ ہم کہہ سکتے ہین کہ جب نمکخواران قدیم و جدید کے خیالات اپنے آقا کی نسبت اس قسم کے ہون تو اغیار سے کسی امر کی کیا شکایت کیجا سکتی ہے۔

مدینہ طیبہ مین اکثرون کو کچھہ نہ کچھہ عطا ہوا مگر مکہ معظمہ مین فاتح البیت قایمقام فاتح البیت۔ نائب الحرم۔ ائمہ و خطباء۔ شیخ الخطباء۔ شیخ الفقہاء۔ مدرسین۔ رئیس المدرسین۔ خدمت المسجد۔ اغوات الحرم۔ مفتیان مذاہب اربعہ۔ فقہاء۔ معلّمین اطفال۔ مہتمم مدرسہ داودیہ۔ مہتمم مدرسہ صولتیہ۔ مہتمم مدرسہ حمیدیہ پاشا۔ مساکین رباط التجارت۔ رباط الیمنیہ۔ اربطہ الشریف۔ اربطہ النساء اور نیز تمام شرفاء مکّہ۔ غرضکہ کیا عرب اور کیا ہمراہی اور کیا تمام حاجیت مند و متمنی سب ہی تو بیگم صاحبہ کی فیاضی سے محروم و مایوس رہی۔ اسکا پتہ یون چلتا ہے کہ بیگم صاحبہ صندوق ہائے سامان تحایف و خیراتی کو جدہ مین چہوڑ گئی تہین۔ اُنکو مکّہ مین منگوانے سے آخر تک قاصر رہین۔ عرب مین اُن تحایف و خیراتی صندوقون کا راستہ بستہ رہا۔ کرایہ مکان تک دینے کے لئے روپیہ موجود نہ تہا۔ ان وجوہ سے مکّہ مین نقد و جنس دونون کے عطا فرمانے سے مجبوری کا استنباط ہوتا ہے۔ بہرحال ان اسباب سے بیگم صاحبہ کو بہی عربون کی دلی نارضامندی

ویسی خیر اندیشی۔ واقعی تحسین سے محروم رہنا ایک حد تک ضروری تھا۔ تاہم عربون نے جو کچھ کیا وہ اونہین نیک مزاج صاحب اخلاق۔ بزرگوارون کا حق ہے۔ صرف اہل عرب نے اپنا ممدوح تو بیگم صاحبہ کو نہین بنایا مگر اُنکے ساتھہ مدارات و احترام اور حسن سلوک مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین ہونے دیا۔ اہل عرب کا بیان تھا کہ بیگم صاحبہ نے جو روش جائیز و اختیار فرمائی اوسکے لئے وہ مساکین ادبار والے غربا موزون تھی جو دوسرون کے سہارے عرب تک پہونچے۔ ایسے خاتون محترم صاحب حکومت و اہل ثروت کے لئے وہ ستایان تھا جس کی بدولت نواب قدسیہ بیگم صاحبہ مرحومہ و نواب کلب علیخان صاحب مغفور کے نام نامی اب تک مشہور رہین۔

(ہم نے اُن رکیک خبرون سے جو حاسدانہ و مخالفانہ پہلو سے محفوظ نہ تہین اپنے مضمون کو آلودہ نہین ہونے دیا) سخاوت کے ساتھہ حُسن خُلق و تواضع کی جتنی ضرورت ہے دوسرون کے ساتھہ احسان کرنے مین دولت کی اوس قدر ضرورت نہین۔ اچھے برتاؤ معمولی داد و دہش کو باوقعت بنا دیتے ہین۔ جیسے اسمال وزیر مراکو۔ اُمرا ایران و لکھنؤ کے ملا صاحب نے ناموری پیدا کی۔ رانی نان بارہ کی بہی نیک شہرت ہوئی۔ یہ نیک اشخاص اوسط حالت مین لوگون سے سلوک ہوئے مگر ملاقات کے وقت بکشادہ پیشانی پیش آتے تھے۔ دینے کے موقع پر انکسار فرماتے تھے۔ اُن کی اس تواضع پر لوگ اونکے لئے اپنی آنکھین بچھاتے تھے۔

دولت کے لئے ایک دانشمند کے تین اصول ہین۔ جسقدر ہوسکے روپیہ پیدا کرو۔ جسقدر بچ سکے بچاؤ۔ اور جسقدر دے سکتے ہو دیدو۔ خودنما آدمی کا مذہب یہ ہے کہ روپیہ پیدا کرکے آرائش و بیجا تکلفات مین صرف کیا جاوے۔ فیاض کا مذہب بندگان خدا کے ساتھہ سلوک کرنا ہے۔ بخیل روپیہ کا جمع کرنا دین و ایمان جانتا ہے۔ مہاجن قرض دینے کو اپنا مذہب سمجھتا ہے۔ عیاش روپیہ سے کاربان خریدنا ہے۔ شراب خوار کا مذہب ہے کہ ہوش و عزت کو کھوکر رسوائی خریدی جائے۔ قمار باز روپیہ کو کھو دینا بہتر جانتا ہے۔ عقلمند کا مذہب ہے کہ روپیہ پیدا کرکے کار نیک و مفید موقعون پر کام مین لایا جائے۔ مولانا روم فرماتے ہین

قبلۂ شاہان بود تاج و کمر	قبلۂ ارباب دنیا سیم و زر	قبلۂ صورت پرستان آب و گل
قبلۂ معنی شناسان جان و دل	قبلۂ عاشق وصال بیزوال	قبلۂ عارف جمال ذوالجلال
قبلۂ حرص و ال باشد ہوا	قبلۂ قانع توکل بر خدا	

بعض قومین دولت کی پرستش کرتی ہین ۔ بنی اسرائیل نے سونے کا بچھڑا بنا کی پرستش کی یونانی جیوپٹر کو سونے کی گائے بناکے پوجا کرتے تھے ۔ ہندو لکشمی کو پوجتے ہین ۔ یہ انسان کی دنائت طبع ہے اور صفات حسنہ کے خلاف کر روپیہ کی ایسی عظمت کیجاوے ۔ اسلام ان باتون سے سخت بیزار ہے ؎

یہان سُود تو حرام ہے اور فرض ہے زکوٰۃ

روپیہ ایسی چیز نہین جو جمع رہ سکے کسی نہ کسی مصرف مین آتا ہے اور ضرور آئے گا ۔ خواہ بکحلال خدام کو انعام و اکرام مین دیدیا جائے یا خائن ملازم کھا جائین ۔ یا عزیزو یگانون کے نیگ لگے یا اغیار کی نذر ہوجاتے ۔ یا کیمیاگر دہوکا دیکر لیجائین ۔ یا مکار حال فقرا کے بہیس مین آکر ہتیا لین ۔ یا فواحش مین حظّ نفسانی کے لیے برباد کیا جاوے یا موقع دربار پر صرف ہوگیا ہو یا کسی نائب سلطنت کی تشریف آوری کی مسرت مین اپنی شان و شوکت دکھائی گئی ہو ۔ یا حکام کی تعمیل ارشاد مین کام آئے یا ترقی ملک مین صرف کیا جاوے ۔ یا محلات و عمارات تعمیر ہون یا باغ و چمن لگائے جائین یا راہِ خدا مین صرف ہوکر توشۂ آخرت و قندیل راہ عدم ہو ۔ غرضکہ صرف ہوا در بہر ہو ۔ نیک مواقع کی صرف پر شہرت ہوتی اور اسکے ضد مین تشہیر

جب انسان راہِ خدا مین قدم رکہنا ہے تو بہت سے اہل استحقاق پیدا ہوجاتے ہین اور قوم کے حقوق گران خیال کئے جاتے ہین ایسے موقع پر خداجس قوم مین سے بڑہائے اوسکے حقوق کو نظر انداز کرنا کفران نعمت ہے ۔ دولتمندون پر غربا نوازی واجب ہے پہر ایسے ملک والون کے ساتھہ جنکی بسر اوقات محض حسنات حجاج و کریم النفس بزرگوارون کی بخشش پر منحصر ہو ۔ جو ملک ابتداے آفرینش سے اب تک سنگلاخ زمین و ریگستانی میدان مین اپنا آپ نظیر ہے ۔ جہان کی کمی پیداوار مشہور ۔ سبزی و نما والی کوہستان کے باشندے حیرت انگیز فسانہ خیال کرین ۔ جو ملک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی برکت دعا سے

زندگی بسر کر رہا ہو- ایسے اہلِ ملک کے ساتھہ سلوک و رعایت کرنا حقیقت مین فیاض حقیقی کے احسانات کا شکر بجا لانا ہے- ورنہ اور طور پر خدا کو ہماری شکرگذاری کی کیا حاجت منعم حقیقی کی عنایات کا بدلہ محض یہہ ہے کہ اوسکی حاجتمند بندون کے ساتھہ احسان کیا جاوے ؎

بتلائی گئی راہ ہمین حق کی ادا کی	تاکید بہت آئی ہے وعدہ کے وفا کی	اخبار مین مذکور ہے تعریف سخا کی
لاکہون ہی فضیلت ہین بیان صدق و صفا کی	غمخواری اقران بہی حدیثون سے ہے ظاہر	واجب ہوئی ہر شخص پہ مسکینونکی خاطر

محض بیکسون کی مدد فرض انسانی ہی- عطا و بخشش وہ نعمت ہی جس سے مقدور بہر یاب ہوتے ہین اور لینے دینے والے دونون مسرور ؎

اسلام کی الفت حمیت پہ بنا ہے	کوسون ہے پرے بخل سے رحمت پہ بنا ہے	آپس کے موافق یہ مودت پہ بنا ہے
مردانہ رہو حق کی شجاعت پہ بنا ہے	منظور بھلائی ہے بنی نوع بشر کی	خواہش نہین ہرگز کسی انسان کے ضرر کی

نواب کلب علیخان صاحب مرحوم نے اپنی فیاضی کی بدولت حجاز مین درجہ امتیاز حاصل کیا اور آج تک اُنکی فیاضی زبان زد خلائق ہے اونکے سفر حجاز کے واقعات کی ہمنے خاص طور پر تحقیق و تلاش کی- اونمین دو واقعہ خاص شان رکھتے ہین-

ایک یہہ کہ جسدن نواب صاحب مرحوم مکہ پہونچنے والے تہے تو تمام شرفاء و عمائد اونکی پیشوائی کو دور تک گئے اُن عمائد کے بچے کئی میل سے نیزے بازی کرتے سیف و تلوارین ہلاتے فنون سپہگری دکہاتے شہر تک اُنکو لائے- جب لب آبادی پہونچے تو نواب صاحب نے فرمایا کہ ان بچون کی محنت و محنت کا صلہ میرے پاس کچہہ نہین- ان نوعمرون کی مردانہ اداؤن نے مجھے ایسا گرویدہ بنا دیا ہے کہ ان پر سے قربان ہو جانے کو دل چاہتا ہے- یہ کہکر حکم دیا کہ دس ہزار روپیہ ان بچون پر سے تصدق کر دیا جائے فوراً اس کی تعمیل ہوئی- ابتدائے آبادی سے قیام گاہ تک برابر روپیہ بچھاور ہوتا ہوا آیا- اس واقعہ نے تمام اہلِ مکہ کو نواب صاحب کا شیدا بنا دیا- اور جسکے کانون تک یہہ خبر پہونچی وہی نواب صاحب کا ثنا خوان بن گیا- اس ذریعہ سے غربا و مساکین کو بہی معتد بہ نفع پہونچا-

دوسرا واقعہ قبایل بدوی مین اونکے ممدوح بننے کا سبب ہوا-

ایک منزل مین نواب خلد آشیان کے کاروان سے بدو ایک اونٹ کھول لیگئے جسپر چودہ ہزار روپیہ

لدا ہوا تھا۔ ترکی سپاہی تعاقب کرکے بدوؤن کو معہ اونٹ کے گرفتار کرلائے نواب صاحب کو اِس
سارے واقعہ کی اطلاع دی گئی سپاہیون کی مستعدی اور باخبری کی بہت تعریف فرمائی اور ساتھ
ہی وہ اونٹ معہ کل روپیہ کے اونہین بدوؤن کو جو کھول کرلے گئے تھے بخشدیا اور ایک ہزار
اوسکے علاوہ یہہ کہکر اور عنایت فرمایا کہ میرے ہمراہ جسقدر روپیہ ہے وہ سب انہین لوگون کے
دینے کو لایا ہون۔ اِس اعتبار سے وہ اپنا حق لیگئے تھے۔ اب جو گرفتاری وغیرہ کی ایذا اونہون نے
اوٹھائی اوسکا صلہ یہہ ایکہزار روپیہ پیش کیا جاتا ہے۔

اِس غیر معمولی رعایت اور نئی فیاضی نے تمام قبایل بدوی مین شہرت پیدا کرکے اونکے آسمان
ناموری مین چار چاند لگا دیئے۔ آسکے بعد کسی منزل مین ایک کبل کا کھٹکا اور ایک حبہ کا نقصان نہوا
ہر منزل پر خود بدوی قبایل آ آکر نگہبانی کرتے اور اپنے یہان کی چیزین لالاکر نذر گذرانتے۔ نواب
صاحب بہی اُن کی قدر افزائی فرماتے اب تک نواب صاحب مرحوم سلطان الہند کے نام سے عرب مین
مشہور ہین۔ جسطرح انسان کی صورتین اور نقشے ایک دوسرے کے مختلف ہین۔ اسیطرح خیالات وباطنی
سیرتین بہی جدا ہوا کرتے ہین کسیکو قسام ازل نے حُسن صورت کی نعمت عطا فرمائی کسیکو خوبی سیرت
کی بخشش یہا دولت سے مالا مال کردیا۔ جسطرح حُسن ظاہری جو خوش قسمتی کی ایک روشن دلیل ہے اختیار سے
باہر ہے۔ اِسیطرح وہ صفت جو کشادہ دلی وفراخ حوصلگی سے تعلق رکہتی ہے اختیاری نہین۔
ہمت۔ سخاوت۔ رحم۔ محبت۔ شجاعت جملہ اخلاق حسن لازمۂ شرافت انسانی ہین۔ دل مین رحم
ہو تو بخشش کی نوبت آتی ہے۔ دل مین کرم ہو تو سخاوت کا ظہور ہوتا ہے۔ دل مین قوت وشجاعت
ہو تب میدان کارزار کا میلان پیدا ہوتا ہے۔ جو کیفیت دل کی ہوتی ہے اوسکی مناسبت سے
حرکات صادر ہوتے ہین۔ جن صفات سے جو انسان فطرتاً محروم رکہا گیا ہے اوس کی کتنی ہی خوبیان
سمجہائی جائین لیکن اوسپر عمل کرنا اُسکی طاقت سے خارج ہے۔
عُقلا کے نزدیک روپیہ صرف کردینا حفاظت جان وآبرو۔ اور نیکنامی وناموری کے لئے اولیٰ تر ہے
محبوب کیلئے نہ جان وآبرو سے درگذر ہوتی ہے۔ نہ مال سے دریغ۔ پس راہ خدا وراہ محبوب خدا مین جو صرف

اوس سے بہتر اور لون مصرف خیر ہوسکتا ہے۔

روپیہ کے صرف سے انسان کے دو مقصد ہوا کرتے ہین۔ نمود دنیا۔ یا سعادت عقبیٰ۔ اِن مقاصد کے لحاظ سے حرمین شریفین ہی وہ متبرک و مشہور مقامات ہین جنسے بڑھکر مسلمانون کو اور کوئی جگہ میسر نہین آسکتی ہے۔ فوائد عقبیٰ کے لئے تو یہ بالیقین کامل ہے کہ وہ صلہ ملیگا جسکی تمنا ہر عابد و زاہد انسان کو بیچین کئے ہوئے ہے اور جسکی مثال دنیا مین خواب و خیال ہے۔

اب رہی دُنیوی ناموری اُسکے لیۓ اتنا کہنا کافی ہے کہ خیرات کرتے دیر نہین ہونے پاتی کہ ہر حصہ دُنیا کے اہل اسلام کو اُسکا علم ہوجاتا ہے۔ ہندوستان سے قطع نظر اور دیگر ممالک مین کیسا ہی بڑا کام آپ کیون نہ کرین مگر وہ ایک محدود مقام سے آگے شہرت نہ پکڑے گا۔ یہ بات حرمین شریفین کے ساتھہ ہی خصوصیت رکھتی ہے نیکی ختم نہین ہونے پاتی کہ تمام ممالک کے مُسلمان نیکی کرنے والے کی واقف و ہمدرد ہوجاتے ہین اور یہہ ذریعہ اسلامی دُنیا مین اوس نیک شہرت کے پہونچنے کا سہبت آسانی سے نکل آتا ہے — لہذا اغراض دینی و دنیوی کے حصول کا مرکز یہی مقدس سرزمین ہے۔

حضرات۔ نہ نواب کلب علیخان رہے نہ اون کا روپیہ۔ مگر اونکی داستان فیاضی — نوشیروان عمر دکہ نام نکو گذاشت کے مصداق باقی رہگئی اور قیامت تک باقی رہے گی۔ ہمنے بھی باین خیال کہ نوشتہ بماند سیہ بر سفید اپنے مُلکی خوش خیال فیاض رئیس مرحوم کے اِن ستودہ خصائلیون کا تذکرہ فرض انسانی سمجھا کسی مرحوم بزرگ کو نیکی کے ساتھہ یاد کرنا۔ یا ممدوح بنانا۔ مرحوم کی خوبیٔ خصائل اور مورخ کی نیک نیتی و راستیٔ بیان کی عمدہ شہادت ہے

ہندوستانی مُسافران حجاز کی مالی و اخلاقی و جسمانی حالت

ہندوستانی مُسافران حجاز مین کیا بلحاظ استطاعت اور کیا باعتبار اخلاق۔ اور کیا بنظر قوائے جسمانی بیشتر اصحاب کی حالت کا تقاضا ہوا کرتا ہے کہ وہ اوس ملک مین پہونچکر تکالیف کا زیادہ احساس کرین کیونکہ حدوان العمر صاحب مقدور فیصدی ایک بہی نہین جاتا اور نہ موجودہ زمانہ کے تعلیم و تربیت یافتہ حضرات کا ادہر میلان خاطر ہے۔

اہلِ مقدرت ہر پہلو سے پہلو تہی کرتے ہین۔ یہان کے اشتغال دلچسپ وفضول اخراجات موقع ہی نہین دیتے جو ایسے سفرِ فرض قندیل راہ آخرت کا خیال آئے۔ البتہ یہان بیجا دولت لٹانے مین ویسے ہی دلیر و سخی ہین جسطرح اوس وقت تھے جبکہ قوم کی حکومت اور گہر کی ثروت تہی۔ سلطنت و امارت عجیب پردہ پوش چیزین ہین جنسے تمام عیوب چھپ جاتے ہین۔ مگر زمانہ تنزل مین فضول عادات لہو ولعب کے اشتغال کا زہریلا مادہ مرض متعدی کی طرح اعضائے قوم۔ اور کم از کم ارکان خاندان کو ضرور تباہ و برباد کرکے رہتا ہے۔

عنفوان مین جنکو خدا نے دولتِ دُنیا سے بے نیاز کیا ہو اونکا سفرِ حجاز کیطرف رُخ کرنا بالکل خلاف توقع و تعجب انگیز امر ہے۔ زمانہ عروج شباب مین ایسے خشک و پھیکے سفر مذہبی کیجانب دلی میلان کا ہونا خرق عادت سے کم نہین۔

اس عمر مین تو ہراو بھرتی ہوئی طبیعت کو وہ تحریکین اوبھارتی ہین جو جوانی کے تقاضے ہین جوانی مین شباب کی خواہشون سے بچنا اگر ناممکن نہین تو دشوار ضرور ہے

نوعمری کے اشتغال کی حسرت بڑہاپے تک بیچین رکہتی ہے گو نتیجہ حرکات شباب ہمیشہ بختِ عاشق کی طرح اولٹا پڑتا ہے پس ع ای حسن توبہ آن زمان کردی * کہ ترا طاقت گناہ نماند ۔ کے مصداق خیال کے اشخاص یا وہ حضرات جنکو شرع نے مکلف نہین بنایا۔ اگر گئے تو اون کا ایذا سے محفوظ رہنا یا تکلیف سے بچنا کیونکر خیال مین آسکتا ہے۔

ان بزرگوارون کو نشیب و فراز سفر سے اگر آگاہ کیا جاوے اور سیدہا راستہ بتلاکر صلاح دی جاوے کہ یہ سفر اس صورت مین جس طرح آپ لوگ جارہے ہین خطرہ و ایذا سے خالی نہین تو صلاح کار گو خیر اندیش ہے مگر حاج کا نیک ملعون و کافر کے خطاب کا مستحق اور لعن وطعن کا مستوجب ہے مگر اغراض معنوی ایسے حضرات کے دوسرے ہوا کرتے ہین۔ اس مضمون کو ہند کے سعدی شمس العلما مولانا حالی نے کیا خوب ادا فرمایا ہے ؎

قریب موسم حج فرض لیکے اک دیندار	چلا بہ نیت حج گھر سے سوئے بیت اللہ

کہا یہ اوس سے اک آزاد نے کہ اے حضرت
کیا ہے آپ پہ شارع نے جبر یا اکراہ

کہ قرض لیکے چلے ہین حضور سوئے حجاز
وطن مین چھوڑ کے اطفال کو بحالِ تباہ

نہ نان و نفقۂ فرزند و زن سے خاطر جمع
نہ زاد و راحلہ کا ساز و برگ خاطر خواہ

سُنا یہہ اور بہت ترش ہو کے فرمایا
کہ روکتا ہے مسلمان کو حج سے اسے گمراہ

وہ بادشاہ کہ جو دشمنون کو دیتا ہے
نگین و خاتم و طبل و نشان و تخت و کلاہ

خبر نہ لیگا وہ کیا اپنے مہمانون کی
پہنچتے جو کہ ہین طے کرکے بر و بحر کی راہ

جنہین فراغت و تنگی مین ہے اُسی سے امید
جنہین سلامت و آفت مین ہے اُسکی پناہ

وہ سُنکے بولا کہ ناخواندہ مہمانون کو
اُمید لطف کی رکھنی ہے میزبان سے گناہ

ذلیل ہوتے ہین جو بِن بُلائے جاتے ہین
طفیلیون کی نہین دعوتون مین عزت و جاہ

یہ سُن کے شیخ نے دیکھا اِدھر اودھر کہین
ہو مدعی نہ مجلس مین یہان کوئی ہمراہ

بُلا کے پاس پھر آہستہ اُس نے فرمایا
ابھی زمانہ کی چالون سے تو نہین آگاہ

قدم پہنچتے جہان تک ہین پختہ کارون کے
جوانِ خام کی وہان تک نہین پہنچتی نگاہ

خدا کے کام ہین مبنی تمام حکمت پر
فتوح جن مین ہے دُنیا و دین کی خاطر خواہ

نماز و روزہ ہو یا ہو طواف و عمرہ و حج
حصول جیسے کہ ہوتا ہے اُن سے قربِ الٰہ

اسیطرح یہ وسیلے معاش کے ہین تمام
نہ جن مین چاہیے محنت نہ کوششِ جانکاہ

مگر سلیقہ و تدبیر شرط ہے ورنہ
ہزارون پھرتے ہین حجاج سادہ لوح تباہ

یہ کہنے سُننے کی باتین نہین ہین برخوردار
وگر نہ علم معیشت وسیع ہے واللہ

ایسے حضرات مرض متعدی کیطرح دوسرون کے لئے ایذا و تکلیف کے باعث ہوتے ہین۔ حجازہ کے تمام محصولات جنکو یہ اشخاص نہین ادا کرتے وہ سب اہل مقدور اصحاب کے ذمّے ڈالے جاتے ہین۔

یہی وہ لوگ ہین جنسے عظمت و احترام حج مین فرق آتا ہے اور یہی وہ بزرگوار ہین جو انحراف قانون الہی کرتے ہین۔ صبر ہوتا اگر یہ شکایتین اسی حد تک ختم ہو جاتین مگر اس سے زیادہ افسوسناک یہ بات ہے کہ عرب مین اہل ہند کے ذریعے سے وہ جرایم شروع ہو گئے ہین جنکا پہلے وہان وجود نہ تھا اور اہل عرب جن سے ناآشنا محض تھے۔ ہم اپنے ذاتی علم و تجربہ سے کہتے ہین اور اپنے اس بیان کی تائید مین متعدد شہادتین رکھتے ہین کہ امسال جدہ و مکہ مکرمہ مین اہل ہند سے وہ ناملایم افعال سرزد ہوئے ہین جنکے تذکرہ سے اسلام کی سبکی اور اہل اسلام کی توہین ہوتی ہے۔ کئی جیب کاٹنے اور ٹکٹ جہازات کی چوری کی علت مین سزا و سرزنش کے مستوجب قرار پائے

عربون نے ان حرکات کی بنا پر ہماری برٹش گورنمنٹ پر الزام تغافل قایم کیا۔ اہل عرب کو یہ شکایت تھی کہ ایسی باخبر گورنمنٹ اون لوگون کو جو حج کے اہل نہین ہین اجازت دینے مین کیون لاپروائی فرماتی ہے۔ ہمنے اس کا جواب یہ دیا کہ ہماری گورنمنٹ کو معاملات مذہبی مین روک ٹوک کرنے سے عام مسلمانون کی نارضامندی کا اندیشہ ہے۔ اسلئے برٹش گورنمنٹ نے اس معاملہ مین خاموشی و چشم پوشی کو ہی قرین مصلحت سمجھا ہے۔ اسپر عربون کی تسکین نہوئی اور پھر یہ اعتراض کیا کہ ایسے اشخاص کو جو آمدورفت کا بار بہی نہ اوٹھا سکین مطلق العنان مرنے کے لئے چھوڑ دینا رعایا پرور انصاف دوست گورنمنٹ کا کام نہین۔ جس حالت مین کہ حکم خدا و ارشاد رسول کی تعمیل مین روک تھام کی جاوے تو یہ مسلمانون کی نارضامندی کا سبب ہوسکتا ہے یا ناخوشی کا۔

زمانۂ سابق مین ہندوستان کے فرمانروایان اسلام مین سے ایک بادشاہ نے۔ امیر حجاز سے درخواست کی تھی کہ حرمین شریفین کی کوئی خدمت میرے سپرد کی جاوے۔ اسپر اوس زمانہ کے حاکم حجاز نے لکھا کہ آپ ساکنین ہند کو حجاز آنے سے روک دین تو یہ سب سے بڑی خدمت حرمین شریفین کی ہو سکتی ہے۔

اس جواب کے منشاء سے صاف ظاہر ہے کہ جو لوگ حجاز آئین وہ مفلس نہون۔ بہرحال بادشاہ حجاج کے شوق کو قایم رکھنا چاہے گا تو اُن کی امداد ہر طرح کرے گا اور جس حالت مین سب حسب استطاعت

آئینگے تو اہلِ حجاز کو ہر طرح نفع پہونچے گا۔
چنانچہ تمام گورنمنٹین ٹرکی و روس و فرانس و مصر وغیرہ اِن اُمور کا خاص لحاظ رکھتی ہین یہ گورنمنٹین اپنا فرض جانتی ہین کہ واپسی مین اونکی رعایا کو نکوئی دقّت پیش آسئے اور نہ ضروری موقعون پر صرف کرنے سے وہ قاصر رہین۔

ا مغربی رعایائے فرانس علاوہ سرمایہ کے سب واپسی ٹکٹ جہاز لیکر آنے پاتے ہین۔ گورنمنٹ فرانس زمانۂ حج پر جہازات کو حجاج کے لئے نامزد کردیتی ہے۔ جو حجاج مراکو۔ الجزائیر وغیرہ کو لاتے اور لیجاتے ہین اُن حجاج سے ایک ضمانت نامہ چلنے سے پہلے اِس مضمون کا لے لیا جاتا ہے کہ جو کچھہ انکو ضرورت پیش آئے وہ جدہ مین فرنچ کونسل سے لے لین مگر ممالک اسلامی مین اپنے حرکات سے فرنچ گورنمنٹ کو بدنام نکرین جو روپیہ اسطرح فرنچ کونسلیٹ جدہ سے وصول کیا جاتا ہے وہ ضامن ادا کرتا ہے۔
۲۔ تمام رعایائے روسیہ بخارے وغیرہ کو بغیر اطمینان اِس امر کے کہ سفر حج کے لئے کافی سرمایہ اون کے پاس موجود ہے اجازت نہین دیجاتی اور نہ رعایائے روسیہ مین کا کوئی متنفس بلا استطاعت کے ارادہ سفر حجاز کرتا ہے۔ اِس کا پتہ اس طرح چلتا ہے کہ چند سال سے رعایائے روس بکثرت حج کو آتی ہے مگر آخر مین شاید فیصدی ایک شخص کو بھی یہ شکایت پیدا نہین ہوتی کہ واپسی وطن کے لئے وہ قاصر رہتا ہو۔
۳۔ ایرانی سب سے زیادہ متموّل آتے ہین اور ایسا تو شاید فیصدی ایک ہی نہوتا ہوگا جسکے پاس کم از کم پچاس پونڈ نہون۔ اور کرایہ اونٹون کا عام لوگون سے بدرجہا زیادہ دیتے ہین۔ ۱۳۱۹ھ ہجری مین ینبوع سے مدینہ طیبہ تک فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا ساڑھے بائیس روپیہ مقرر تھا مگر اہل عجم نے نوّے روپیہ فی اونٹ کرایہ ایک جانب کا دیا اونہین اِس زیادتی کرایہ کی کوئی شکایت نہ تھی۔ اُن مین نصرت الملک یمین الملک مصباح العسکر وغیرہ بہت سے اصحاب کا ہمارا چہہ منزل تک ساتھہ رہا۔ وہ لوگ نہایت کشادہ دلی سے خرچ کرتے تھے۔
۴۔ جاوے (رعایائے ہالینڈ) قریب قریب سب واپسی ٹکٹ لیکر آتے ہین اور پھر بھی ہر شخص کے پاس چالیس پونڈ سے کم سرمایہ نہین ہوتا۔

مصری باوجود اسکے کہ حجاز سے بہت قریب کے رہنے والے ہین تاہم واپسی ٹکٹ لیکر آنے پاتے ہین اور اسکے سوا چالیس [40] پونڈ سے ساٹھ تک ہر ایک شخص اپنے پاس سے طریہ رکھتا ہے۔ ترکون مین ہر ایک متنفس کم از کم پچاس پونڈ اپنے ساتھہ لاتا ہے پھر ان کے ساتھہ یہہ خاص رعایت ہے کہ واپسی مین پانچ فیصدی قاعدہ سے زاید یا کرایہ کے جھازات سلطانی مین بھیجدئے جاتے ہین اور اگر اسکے بعد بہی کچھہ رہجاتے ہین تو اونکو ایک دو جھاز اکر لیجاتے ہین ایسے موقع پر اگر غیر ممالک کے مساکین بہی بیروت۔ استنبول اور نیز ممالک روس کو جانا چاہین تو وہ بھی اس رعایت سے مستفید ہو سکتے ہین۔

لہذا تمام دیگر ممالک کے حجاج کو نہ جھوٹ بولنے کی ضرورت پیش آتی ہے نہ کوئی روپ بھرنا پڑتا ہے نہ کسی کے روبرو ہاتھہ پہیلانے کی حاجت ہوتی ہے۔ نہ آداب حج کے لحاظ سے تجمل کر کے فضیلت کو کھوتے ہین نہ مساکین کی فہرست مین نام درج کراتے ہین اور نہ انکے مردون کی مٹی خراب ہوتی ہے۔

ہندوستانی حجاج کی حالت یہ ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے ہتیہ اونہین صلاح دیجاتی ہے کہ خوب سوچ سمجھکر اس سفر کو گوارا کرین گورنمنٹ سے کوئی توقع وامید امداد کی نہ رکھین باوجود اس اطلاع کے بغیر کامل اندیشی محض بے سر و سامان چل کھڑے ہوتے ہین۔ اس صورت مین اپنی غلطی کا خمیازہ بہی اونہین اوٹھانا اور بہروپ بہرنا ضرور پڑتا ہے۔ کامران پہونچنے سے پہلے ہی اکثر تو افلاس کے ہاتھون گیروا لباس پہنکر فقیرانہ صورت بناتے ہین اور کچھہ ان کے دیکھا دیکھی دنی الطبع لوگ اس رنگ مین رنگ جاتے ہین تاکہ فیس قرنطینہ کامران سے مستثنے ہو جائین۔

ترکون کی سچائی یہہ ہے کہ جس نے اپنے آپ کو ایک دفعہ زبان سے مسکین کہدیا وہ فیس قرنطینہ سے بری کر دیا گیا اوسکو ایک سند دیدی جاتی ہے جسکی رو سے وہ تمام ممالک ترکی مین ہر محصول سے مستثنے سمجھا جاتا ہے۔

امسال جس جہاز مین ہم تھے اوس جہاز کے حجاج مین سے اکثر نے اپنا اسباب و روپیہ جہاز مین چھوڑا کچھہ لوگون نے دوسرے ساتھیون کے حوالہ کیا۔ کچھہ نے اپنی کمرون مین پوشیدہ رکھا محض اس خیال سے کہ فیس قرنطینہ نہ دینی پڑے جس کی تعداد دس روپیہ ہوتے ہین۔ کثرت سے لوگ ایسی

جھوٹھہ وفریب کی کارروائی کے مرتکب ہوئے اور نصف کے قریب حجاج مساکین قرار دیئے گئے۔
ایک ہمارے دوست اپنے جہاز کی ایک روایت بیان کرتے تھے کہ ایک شخص جو مسکین قرار دیا گیا تھا اوسکی گٹھری بخوردینے کی جگہہ رکھی گئی جس مین چارسو۴۶ ساٹھہ روپیہ تھا۔ایک ترک سپاہی نے اُس کو اوٹھا لیا سپاہی اوس گٹھری کو معہ روپیہ کے لئے ہوئے کیمپ حجاج مین یہ کہتا ہوا آیا کہ یہہ روپیہ مسکین کا ہو تب اُن حضرت کو خبر ہوئی گھبراکر بولے کہ یہ گٹھری میری ہے وہ اونکو فوراً دیدی گئی اور باوجود صاحب استطاعت ثابت ہونے کے اون سے فیس قرنطینہ کا مواخذہ نہ کیا گیا اور نہ اون کی حمیت نے اجازت ادائے فیس کی دی۔اس واقعہ سے دونوں ممالک کے لوگوں کی خیالات کا اندازہ ہوسکتا ہے۔
اس سال اٹھارہ ۱۸ ہزار حجاج کے قریب ہندوستان سے گئے۔جس مین سے تقریباً آٹھہ ۸ ہزار ایسے تھے جنھوں نے نہ فیس قرنطینہ کامران ادا کی اور نہ محصولات جدّہ و کرایہ کشتی و مزدوری حمالان کا دیا۔
کامران کے صرف کا بار تو ترکی گورنمنٹ نے برداشت کیا مگر جدّہ کے اخراجات مساکین۔صاحب استطاعت حجاج ہند کے ذمے ڈالے گئے۔یہی وجہ ہے کہ امسال کرایہ کشتی وغیرہ مین بہت زیادتی تھی جس کی خاص شکایت ہے۔
جدّہ مین حج سے پہلے بکثرت اشخاص ہمین ایسے ملے جنکے پاس ڈیڑہ دو روپیہ سے زائد نہ تھا انہین اکثر ہمسے مدد کے خواہان ہوئے جنکی حتی الامکان مدد وسعی کی گئی۔اس قسم کے سیکڑوں حجاج ملے جو جاتے وقت نانِ شبینہ تک کو محتاج۔جنکی جان خطرہ مین اور دوسروں کے لئے وبالِ جان تھے۔
ایک شخص عبدالغفور نامی ایک چھوٹے دو دو اندھوں کو لئے ہوئے بحرہ و مکہ کے درمیان ملا۔اندھوں نے عبدالغفور سے کہا کہ اب پیدل نہین چلا جاتا کوئی سواری تلاش کرو۔تھوڑی دیر مین ایک اونٹ مل گیا ایک اندھے نے ایک اور شخص سے جو اونٹ پر سوار جارہا تھا (غالباً یہ انہین کے ہمراہیوں مین سے تھا) کہا کہ ہمین کرایہ دیدو مکہ پہونچکر تمہین دیدیا جائے گا مگر اُسنے انکار کیا۔ہم نے خیال کیا کہ اندھوں کے پاس روپیہ ضرور ہے مگر اس خوف سے کہ مبادا کوئی دیکھ لے ظاہر نہین کرنا چاہتے لہذا ہم نے اور نواب وقارالملک نے وہ کرایہ دیدیا۔اس واقعہ کے چند منٹ بعد عبدالغفور نے فریاد

شروع کی کہ ہم لٹ گئے ہمارے پاس اٹھارہ اشرفیان تھین راستہ مین شب کو بدوؤن نے چھین لین
ان کمبخت اندہے بے ایمانون نے ہمین برباد کیا۔ یہ سُنکر ایک شخص نے کہا کہ ظالم کیون جھوٹ بولتا ہے۔ کل
خود تو نے بیان کیا تہا کہ مین مجبور و لاچار ہون میرے پاس کچھ نہین ہے اور اس وقت اپنے لٹ جانے کی
داستان بیان کر رہا ہے تجھے اس متبرک سفر مین ایسے صریح دروغگوئی سے شرم بھی نہین آتی اسکے
بعد پھر عبد الغفور نے کچھ جواب نہ دیا۔

اس بیان سے ہماری غرض یہہ نہین ہے کہ عرب مین قطعی لوٹ مار نہین ہوتی۔ ہوتی ہے اور نہ ہونا تعجب
ہے لیکن جس قدر شکایتین سُنی جاتی ہین اون مین بہت بڑا حصہ اس قسم کی شکایتون کا بھی اضافہ ہوکر
شامل ہوجاتا ہے۔ اگر یہ بے بنیاد شکایتین نہ مشہور کیجاوین اور اسکے ساتھہ ترکی افسران حجاز تہوڑی
سی سیاست کو کام مین لائین (جیسے کہ حال مین ذرا سی بدوؤن کے ساتھہ سختی عمل مین لائی گئی ہے
جس کا بدیہی نتیجہ یہ ہے کہ جدہ و مکہ کے درمیان تنہا ایک آدمی آتا جاتا ہے) تو شکایتون کا دائرہ بہت
ہی محدود ہوجائے۔

مساکین کے علاوہ کچھہ حضرات مشایخ کے بھیس مین جاتے ہین یہ لوگ بھی بجائے فضیلت حاصل
کرنیکے صوفیہ کرام کی توہین کرتے ہین۔ مکہ مکرمہ مین پہونچتے ہی ہم خیالون کی تلاش ہوئی کسی ہم مذاق
کے مکان پر مجلس سماع ترتیب دی گئی معتقدون سے چندہ فراہم ہوا۔ ذکر مین قوالی متبرک مین چار کا دو

	دیکھا تو بیٹھا رہا ہے تبرک شراب کا		جلاسہ جانکلے ہم جو عُرس کی محفل مین مست کے

ایک ثقہ راوی نے ہم سے بیان کیا کہ زائرین مین سے ایک حضرت نے عرب بچون کی قراءت مکہ معظمہ مین
سُننے کے بعد ارشاد فرمایا کہ اب اس کی تفسیر ہونی چاہئے (تفسیر سے مراد مخصب خدا کا دہی قوالی تہی)
لذات نفسانی مین کس درجہ انہماک ہے کہ بیت اللہ مین پہونچکر بھی وسوسۂ شیطانی نہین چھوٹتا۔
اور کلام پاک کی تفسیر (نعوذ باللہ) راگ سے کی جاتی ہے۔ یہ بات تو سید مرحوم سے بھی نہ بن پڑی۔
اگر کسی غیر مذہب والے سے مسلمان ان الفاظ کو سُن پاتے تو مارنے مرنے کو موجود ہوجاتے مگر یاد خدا
کا بہانہ ایسا معقول اور درویشی کا لباس وہ پاکیزہ بہروپ ہے کہ تمام دنیا کے خلاف شرع باتین اور

خلاف تہذیب اقوال اور ناشائستہ حرکات سرزد ہون مگر کیا مجال کہ ارادت مندون کے
عقیدہ مین فرق آئے۔ معتقدین ہر برے سے برے فعل کو حسن کرامت مین داخل سمجھے ہوئے ہین۔
اس یزدان پرستی کے قربان جائیے کہ بے راگ رنگ کے خدا یاد ہی نہین آتا بلا تشبیہ راگ کا شر
بام حقیقت کا زینہ ہے۔

اس مقدس گروہ مین جو نااہل شامل ہوگئے ہین اون مین بعض سے وہ ناگفتہ بہ حرکات سرزد
ہوجاتے ہین جنکے طفیل دوسری قومون کے سامنے سچے مسلمانون و نیک خصایل بزرگوارون کو شرمندہ
ہونا پڑتا ہے اور مخالفون کو اعتراض کا موقع ہاتھ آتا ہے مگر اسکا ذمہ وار نہ اسلام ہے نہ نیک خصایل مسلمان

چند قصے بطور نمونہ کے یہان بیان کیے جاتے ہین

ایک حضرت درویشی لباس پہنے مشائخی رنگ مین رنگے ہوئے بارادۂ حج بیت اللہ بمبئی پہونچے۔
بمبئی مین ایک غیر مسلم مالدار خاندان کو جس مین کم و بیش سو آدمی ہونگے اسلام کی جانب رجحانِ دلی
تھا اور کل خاندان کی خواہش تھی کہ وہ اسلامی عقاید و فضائل سے با خبر کیا جاوے اور جو شبہات
مذہب کے بارہ مین اونہین بے چین کیے ہوئے ہین وہ رفع کر دیے جاوین۔

اوس نیک خیال خاندان کے اصحاب تک یہ حضرت کسیطرح پہونچ گئے اُن لوگون نے اپنے ارادے
کی تکمیل کے لیے ان کے ملنے کو بہت غنیمت سمجھا۔ ان سے ارادتمندانہ پیش آئے۔ ایک وسیع مکان ان کو
کرایہ پر لے دیا پچاس روپیہ ماہوار انکی تنخواہ مقرر کر دی۔ اور اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ اگر مشیت خدا ہے تو
ہم لوگ بھی آپکے ذریعہ سے دولتِ ایمان و شرفِ حج حاصل کرینگے۔ بر تقدیر اگر ہمارا جانا حج کو نہ ہوا
تو آپکو ضرور پہونچوا دیا جاوے گا۔

اب ان ذات شریف مقدس مآب پیر و پیشوا نے بالعوض اس اخلاق و مہمان نوازی کے جو حق نمک
ادا کیا اسکے خیال سے زمین پاؤن کے نیچے سے نکل جاتی ہے۔

نا اہل موقع پاکر اوس خاندان کی ایک جوان لڑکی سے وہ حرکت کر بیٹھا جس کا چھپانا اوس ناکتخدا لڑکی
کے امکان سے باہر ہوگیا اور وہ عیب چند دن مین حمل کی صورت پکڑ کر بغیر ظاہر ہوئے نہ رہ سکا۔

اب ہر صاحب حیا مسلمان اوس نیک دل صاف باطن خاندان کی روحی ایذا کا اندازہ فرمائے کہ اوس خاندان والون کے دلون پر کیا چوٹ لگی ہوگی۔ اسلام و اسلامیون کے بارہ میں اُن کا اور اُنکی قوم کا کیا خیال قائم ہوا ہوگا۔

دوسرا واقعہ ایک کرامت مآب شاہ صاحب کے فرزندِ اکبر کا عجیب پُر لطف ہے جسکو ہم سے ایک معتبر راوی نے اپنے علم سے بیان کیا۔

یہہ خاندانِ صوفیہ کے چشم وچراغ ایک شوہردار عورت پر مفتون ہوئے اوس عورت کی ماں مرچکی تھی اوسکی نانی زندہ تھی اوسکو لالچ دیکر رضا مند کیا وہ اپنی نواسی کو اوسکے شوہر کے یہان سے اپنے گھر لائی۔ یہان عورت کو بھی فریب دیکر اپنی جانب مایل کرلیا۔ وہ عورت مصنوعی بیمار بنی اور اس حیلہ سے چند روز تک وہ شوہر سے جدا رکھی گئی اس دوران میں درویش زادہ کا افسون عورت پر پورا چل گیا۔ اتفاق سے محلہ مین کوئی ضعیفہ مرگئی اِس چالاک درویش زادہ نے یہ کمال کیا کہ اپنی محبوبہ کے نام سے اُس متوفیہ کو دفن کرایا اور محبوبہ دلنواز کو اوس کی نانی کے گھر سے علیحدہ کردیا شوہر بیچارہ کو اوسوقت خبر کی گئی جب یہ تمام تجہیز وتکفین کی کارروائی ہوچکی۔ اُس وقت سے جبکو عرصہ ہوچکا وہ شوہردار عورت جو اسطرح فریب سے لائی گئی اور جسکو شرعًا طلاق نہین ہوئی اور جسکا خاوند ہنوز زندہ ہے اُن بزرگ زادے کے لیے شیر مادر ہو رہی ہے۔

تیسرا واقعہ۔ ایک بزرگ جنکے معتقدون کی تعداد کثیر ہے اور جنکی عظمت بڑے بڑے امرا کرتے ہین اُن کی بابت ہمارے ایک معزز مخدوم کا یہ بیان ہے کہ مین اُن سے ایک دفعہ ملنے گیا۔ مُرید جو دربانی کی خدمت انجام دے رہا تہا اوس نے اندر جانے سے روکا اور کہا کہ اس وقت حضرت وظیفہ مین ہین جاؤ پھر آنا (اور یہ ہمیشہ ہوا کرتا تہا کہ جب کوئی آتا یہی حیلہ کردیا جاتا کہ حضرت اِسوقت مراقبہ مین ہین یا وظیفہ پڑھ رہے ہین) ہمارے مخدوم فرماتے ہین کہ مین اُن حضرت سے خوب واقف اور بے تکلف تہا۔ مین نے مُرید کی ایک نہ سُنی وہ بکتا رہا اور مین اندر چلا گیا وہان جاکر عجیب پُر لطف جلسہ دیکھا کہ شاہدان طناز کے ساتھ گرمِ صحبت ہین۔ بوس وکنار کا شغل اور دلداری ودلجوئی کا ذکر ہو رہا ہے۔

یہہ ایسے حضرات کے تذکرے ہین جنکو بڑے بڑے لوگ نظرِ ادب سے دیکھتے ہین -

اِس مغالطہ کا سبب یہ ہی کہ اِس گروہ مین کوئی معیارِ قابلیت درکار نہین باسانی ہر ایک شخص کی کہپت ہو جاتی ہے بیفکری سے عمدہ عمدہ کہانے میسر آتے ہین - اِن کی حرکات جا و بیجا سے چشم پوشی کی جاتی ہے - لہذا نقصانات چند در چند پیدا ہو رہے ہین - بزرگانِ دین کی توہین ہوتی ہے - ملک کی دولت برباد جاتی ہے - بیکار و بیدرون کا ایک جمِ غفیر ترقی پذیر ہے جنکے ذریعہ سے ناواقف سیدہے سادہے انسان فریب مین آکر نقصان مال و آبرو اوٹہا رہے ہین - یہ کسقدر صدمہ کی بات ہے کہ غریب - یتیم - بیوہ - اپاہج - معذور وغیرہ تمام مستحق محروم رہتے ہین اور جو نفع اوٹھاتے ہین - وہ ہٹے کٹے - سنڈے مسٹنڈے غیر مستحق احسان فراموش جنکو دینا معصیت ہے کیونکہ اِس مالِ مُفت کے طفیل وہ ہمیشہ کفرانِ نعمت آلہی کرتے ہین - اخلاقی - قانونی - شرعی جرائم کے ارتکاب کی فکر مین رہتے ہین - اچھے اخلاق - عمدہ عادات - خوبی چال و چلن - ہمدردی انسانی - اخوتِ اسلامی - مذہب کی عظمت سب بالائے طاق انکے بجائے کبر و نخوت - بغض و حسد - دروغگوئی - خودغرضی بدمعاملگی - لذّت نفسانی خواہشات شہوانی مین مبتلا ہین - قرآن مجید جو لازوال دستور العمل ہے اُسکے تمام احکام کو معطل گردانا ہے - البتہ نقش مثلّث مستطیل - مربع - مشمّث پہل وغیرہ جنمین اُقلیدس کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور ہوتی ہے - دافع امراض - ردِّ بلّیات - ذریعہ اولاد - موجب ترقی - اسباب بہبودی قرار دے رکہے ہین - الفاظ مہمل حُبّ و بغض کے عمل ہین - راہِ شریعت چھوڑکر ہوائے نفسانی کی پیروی ہو رہی ہے - شاہد پرستی و بادہ مستی نے مدہوش بنا رکہا ہے - اُصولِ اسلام کی کھلی کہلی مخالفت کی جاتی ہے

اسلام مین جس خوبی سے ذات و صفات باری تعالےٰ پر یقین ہے اور جس طریقہ سے خدائے واحد ذوالجلال کی پرستش کو جاری کیا وہ اسلام کا ہی حصّہ ہے - شرکت فی التوحید سے بڑہکر کوئی جُرم اسلامی نہین - نیکیان اور مذاہب مین بھی ہین مگر جس بات سے تمام مذاہب پر اسلام کو بہتری و بزرگی حاصل ہو وہ خالص توحید ہے -

[illegible]ت پر تین چیزون مین کامل یقین و عمل کرنے کا اسلام اصرار کرتا ہے - وحدت فی الذات [illegible] - وحدت فی العبادت -

وحدت فی الذات سے یہ مراد ہے کہ کسی دوسرے شخص یا شے کو قادر مطلق کے ساتھہ شرکت ہے (وحدہ لاشریک لہ ہے) نہ کوئی اوسکے مشابہ ہے۔ وحدت فی الصفات کے یہ معنی ہین کہ جو صفتین خدائے پاک کی ہین وہ نہ دوسرے مین ہین نہ دوسرے مین ہوسکتی ہین نہ دوسرے سے متعلق ہوسکتی ہین۔

وحدت فی العبادت سے یہ غرض ہے۔ نہ کسی دوسرے کی عبادت کرنا نہ کسی دوسرے کو لائق عبادت سمجھنا اور نہ وہ افعال جو خاص خدا کی عبادت کے لئے مخصوص ہون کسی دوسرے کے لئے بجالانا۔ جیسے سجدہ کرنا۔ روزہ رکھنا نماز پڑھنا۔ لیس کمثلہ شئ و ایاک نعبد وایاک نستعین سے پوری پوری تصدیق اسکی ہورہی ہے۔ اِس سے صاف ظاہر ہے کہ صنم پرستی۔ آتش پرستی۔ ستارہ پرستی۔ قبر پرستی وغیرہ غیر اللہ کی پرستش کو شرک جاننا۔ خدا کو وحدہ لاشریک لہ اور محمد مصطفے صلعم کو رسول برحق یقین کرنا۔ پانچ وقت کی نماز۔ رمضان کے روزے۔ مال مین زکواۃ۔ عمر بھر مین بشرط استطاعت ایک دفعہ حج کے جانیکو فرض سمجھنا۔ محض حفاظت جان و مال و مذہب کے لئے لڑنا۔ چونکہ تمام مذاہب مین ضروری ہے لہذا اسلام مین بھی جائز ہے۔

شراب وجملہ منشیات وسود۔ چوری وزنا وغیبت وغیرہ حرام۔ ہمسایہ مین گانے کی بھنک پڑجائے تو مصداق سرود خانہ ہمسایہ کے کوئی مضائقہ نہین۔ ورنہ ناجائز۔ رقص ومزامیر کو بھی اسی قبیل سے سمجھنا چاہئے۔ اچھی صورت پر نظر پڑجائے تو درود پڑھکر فوراً آنکھہ پھیرلے سہ

پڑھین درود نہ کیون دیکھکر حسینون کو	خیالِ صنعتِ صانع ہے پاک بینون کو

غرضکہ جملہ امرِ الٰہی کی بجاآوری۔ نواہی سے اجتناب بہترین اصول دین ہین۔ اگر ان احکام کی بجاآوری مین افراط وتفریط ہوئی تو بس اسلامی قانون کے مجرم اور اسکے عوض مین تعزیر شرعی کے مستوجب ہونے مین کلام نہین۔

اب اہل نظر وصاحب تحقیق بزرگوار انصاف فرمائین کہ کہان تک قانون اسلامی کی پابندی ہورہی ہے نظرِ تعمق سے دیکھا جائے تو اسلام سے پہلے جو حال یہود ونصارےٰ کا تھا اور جس جہالت وبیدینی۔ لہو لعب۔ راگ ورنگ مین وہ گرفتار تھے اونکے قدم بقدم چلنے مین نہ خوفِ گمراہی ہے نہ تکلف۔

اگر انہین حرکات کا اتباع وسیلۂ مغفرت وحصول جنت قرار دیا جاوے تو مسلمانون سے بدرجہا بہود ونصارے ودیگر کفار اپنے دعوی دار جنت ہونے کا ثبوت پیش کر سکینگے مگر ؎

نہین کچھین اک ذرۂ عقبی مین سو	عبادات ارباب کفر وجحود	مجوسی ہون یا صابی یا یہود	نصاری ہون یا مشرکان ہنود
	خلاف پیمبر کسے رہ گزید	کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید	

شریعت آلہی مین ہر جرم کے لئے لقدر مناسبت سزا تجویز فرما دی گئی ہے۔ جرایم صغیرہ کی لیے استثنا کے طور پر معافی کے احکام بہی درج ہین۔ اوسی کا نمونہ شاہی قانون مین پایا جاتا ہے لیکن جو شخص خفیف جرایم (صغیرہ) پر بہی اصرار کرتا ہے تو اوس کا فعل ادنی گناہ سمجھکر کبیرہ کی حد تک پہونچ جاتا ہے اور کبیرہ حد کفر تک پہونچا دیتا ہے۔ کسی جرم شریعت پر اصرار وکد کرنا حقیقت مین قانون آلہی کی ترمیم وانحراف ہے۔ ایسے شخص پر اطلاق کہلی کہلی بغاوت کا عاید ہوتا ہے اور باغی کے لئے جو سزا مقرر ہے وہ قانون دنیاوی مین ہی دیکہہ لیجئے جو ادنی نمونہ قانون الہی کا ہے۔

غور سے دیکھئے تو کوئی دینی یا دنیوی غرض ان سے نفع نہین ہوتی۔ ہر ادنی سے ادنی آدمی کوئی نہ کوئی ضرورت رفع کرسکتا ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس گروہ مین کتنے بزرگوار ہین جو ہمارے درد کی دوا یا ہماری حاجتین روا فرما سکتے ہین۔ اوس پر ستم یہ ہے کہ رفتار زمانہ سے بیخبر ہین۔ لہٰذا ہر بجز کاہلی اور زوال دولت کوئی فائدہ اسلامی یا قومی ان سے وابستہ نہین۔

اصلی ملال یہ ہے کہ ان مقدس بزرگوارون سے جو فی نفسہ قابل ادب وعزت ہین اور جنکی عظمت ہر خوش عقیدہ مسلمان پر واجب ہے بدگمانیان پیدا ہو چلی ہین۔

زمانۂ سابق مین درویشون کی بابت جو عام خیال تہا اوس کا پتہ ذیل کی حکایت سے چلتا ہے۔

شاہان اسلام مین شاہد عالمگیر کا ذکر ہے کہ اونکے حضور مین کسی باکمال بہروپیہ نے چند بار طرح طرح سے اپنے ہنر کا اظہار کیا مگر اس دانشمند بادشاہ نے نہ دہوکا کہایا اور نہ کچھ انعام دیا۔

ایکدن کا تذکرہ ہے کہ بہروپیہ کسی نجومی کے بہیس مین ایسے موقع پر آیا جبکہ بادشاہ کسی مہم کے خیال مین سخت متفکر بیٹھا تہا۔ اس حالت مین اوس کا آنا بادشاہ کو گران گذرا اور غضبناک ہوکر فرمایا کہ امید

اگر تو نے اپنی کمال سے ہمین مغالطہ دیا تو تجکو سزائے سخت دیجاویگی۔ اس حکم کا بہروپیہ پر بہت کچھ اثر ہوا۔

چند روز کے بعد بادشاہ کو بذاتِ خاص اس مہم پر جانا پڑا۔ کسی منزل پر ایک کوہستانی مختصر آبادی مین مقام ہوا۔ قاعدہ ہے کہ عالمِ تفکر مین طبیعت کا رجحان خدا کی طرف زیادہ ہوا کرتا ہے۔ اور ایسے موقع پر ان دیکھی جو [illegible]ر کا میلان ضرور پایا جاتا ہے۔

اس منزل کے باشندگان دیہہ سے معلوم ہوا کہ دامنِ کوہ مین کچھہ عرصہ سے ایک تارک الدنیا درویش کا گذر ہے۔ بادشاہ مشتاق ہوکر معہ اپنے خاص ارکان کے اُن بزرگ کی خدمت مین حاضر ہوا۔ دیکھا تو فی الحقیقت عجیب نورانی صورت ہے بادشاہ نے ارادتمندانہ طور پر عرض کیا کہ آپ میری فتح کی خدا سے دعا مانگین۔ درویش نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اگر تیری نیت بخیر ہے تو خدا تجکو فتحیاب کریگا۔

اسکے بعد بادشاہ کے اشارہ پر خدام نے کچھہ خوان زر و جواہر کے نذر گذرانے۔ لیکن درویش نے یہہ کہکر کہ یہہ میرے کس کام کے ہین۔ ان کا حاجتمندون کو دینا زیادہ ثواب ہے لینے سے قطعی انکار کیا درویش کے اس ادائے استغنا نے بادشاہ پر خاص اثر ڈالا۔

بادشاہ کو اُس مہم مین کامیابی ہوئی۔ واپسی مین اوسی مقام پر درویش کی تلاش کی گئی دریافت سے پتہ چلا کہ حضرت کے بعد ہی وہ بزرگوار بھی کہین چلے گئے۔ اثنائے گفتگو مین ایک گوشہ سے نکلکر بہروپیہ نے مودبانہ عرض کیا کہ وہ درویش مصنوعی یہی غلام تہا۔ یہہ سُنکر بادشاہ اپنے پچھلے قول کو یاد کرکے محجوب ہوا اور فرمایا کہ جسقدر ہم اوس وقت تجکو دیتے تہے کبھی بھی نہ دینگے۔ جب کیون تو نے لینے سے کیون انکار کیا اسپر بہروپیہ نے عرض کیا کہ خداوندنعمت جن بزرگون کی مین نے نقل کی تہی اونکو اگر خزانۂ قارون و سلطنتِ ہفت کشور بہی عطا فرمائی جاوے تو اوس کا لینا اونکی شان کے منافی ہے۔ اگر مین اون خوانہائے جواہر کو لے لیتا تو مقدس گروہ کی صریحی توہین ہوتی ؎

عرفا کیسے اس ست کے ہوئے ہین ذیشان	جنکی قبرین ہین پامال فروزندہ زر و سنان	مرگئے پیر بھی ہین زندہ وہ سے سوا قیصر سان
سیکڑون مرگئے فرعون ہزارون ہامان	مرقدِ کیست کہ امروز زیارتگاہ ست	رونق ہر کہ پس از مرگ بماند شاہ ست

اس تذکرہ سے ہمارا مقصد یہہ ہے کہ صاحبِ کمال بزرگوار دولتِ دنیا سے اگر استغنا نہ فرمائین تو اونکی

ذلت ہے۔ آجکل عام درویشون کا یہ حال ہے کہ ہر کس وناکس کے سامنے ہاتھہ پہیلانے مین مضائقہ نہین
کرتے اور پیشہ ور برہمنون کی طرح ایک ضعیفہ بیوہ کے مال مین بہی اپنا حِصہ قایم کرنا قانونی حق سمجھتے
ہین یہ طریقہ مردانِ خدا کے شان کے یقیناً منافی ہے غرض پرستی ودُنیا طلبی سے صوفیہ کرام کو کیا تعلّق۔
مگر مردانِ خدا کے علاوہ عام اہلِ اخلاق اور صاحب ہمت انسانون کے لئے بہی ایک سخت توہین ہے۔
ہمین ۲۰ سال سے زیادہ ہوچکا کہ ہم مشہور مزارات مقدس کی حاضری موقع عرس پر اپنی سعادت سمجھتے ہین۔
بہت کم ہندوستان کے مزارات ہونگے جہان جاکر سلام پڑہنے کا شرف ہمین نہ حاصل ہوا ہو۔
زمانۂ عرس کی حاضری سے ہماری غرض علاوہ امید حصول برکت کے جو صاحبِ مزار کی خصوصیت
تقدس سے نزول انوار الہی کا ہونا کچہہ بعید نہین۔ یہ بہی ہے کہ ایسے موقع پر شاید کسی اہلِ باطن بزرگ
کا گذر ہوجائے اور اونکے فیض برکت سے روحانی نفع حاصل ہو۔ اب تک تو ہمین مایوسی ہی ہوئی ہے۔
ایک دن کا ذکر ہے کہ ایک بزرگوار کے موقع عرس پر ایک حضرت توانا وتندرست عمدہ باریک رنگین
لباس پہنے کارچوبی کی قیمتی بلند کلاہ زیبِ فرقِ اقدس کئے۔ آنکھون مین گہرا سُرمہ لگائے۔ باچہون تک
پان کھائے زیب دہ انجمن ہین اور اردلی مین کثیر الالفار معتقدون و مُریدون کا دستہ صحبت مین۔
چند پرپوش شاہان مجازی ارادتمندانہ بیٹھے ہوئے توتہلے رہتے ہین۔
یہ رنگ دیکھکر ہمین خدشہ گذرا کہ خدایا اس حالت کو شان تصوف وفقر سے کیا لگاؤ ہے۔ اگر یہی فقیری
ودرویشی ہے تو حکومت وریاست پر تین حرف۔ ہمین متحیرانہ دیکھکر ایک قہاری تیور اور متکبرانہ لہجہ سے
فرمایا کہ کیا دیکھا (انکی نسبت شہرت ہے کہ حضرت کی آنکھ مین موہنی وتسخیر ہے جسکو ایک دفعہ دیکھہ لیا وہ
مسخّر ہوگیا) ہمنے عاجزانہ الفاظ مین عرض کیا آپ کو کیا نظر آیا۔ فرمایا خاک نہین۔ اسپر ہم نے جواب دیا کہ
اندہے کو اندہے نے دیکھا نظر کیا خاک آتا۔ یہ کہکر ہم آگے چلتے بنے۔
ایک اور بزرگوار ہین جنکی مدارات اور ملنساری خارج ازبیان ہے۔ اور اگر دُنیا داری کے حیثیت سے
دیکھا جائے تو اُنکے ظاہری اخلاق وبرتاؤ کا دعوی بہت کم انسانون کو ہوسکتا ہے۔ ہمین اونکی بہت
مین خصوصیت کے ساتہہ نیاز حاصل ہے عام لوگون کو اونکے تقدس کا جس مرتبہ لحاظ ہے حقیقتاً وہ عوام

کی غلطی ہے البتہ دُنیوی معاملات مین وہ خاص خوبیان رکھتے ہین (الدّنیا ذو ولا یحصل الّا بالزود)
کی بہت عمدہ مثال ہین۔

غرضکہ جس قدر حضرات سے ملنے کا اتفاق ہوا اور جس قدر ہمارے علم مین ہین اُن مین سے ایک بزرگوار کو ایسا نہ پایا جو محض خدا کے واسطے بندگان خدا کے خیرخواہ ہوں یا جنکی خدمت مین بیٹھکر طبیعت گداز قریب قریب سب ہی تو اغراض ذاتی و حظ نفسی مین مُبتلا پائینگے۔ اور یہہ کہنا تو شاید بیجا ہوگا کہ درگاہوں کے متوسلوں مین اکثر حضرات ایسے نکلینگے جنکے حرکات و افعال سے بازاری اشخاص کو بھی استعجاب ہوتا ہے ہمنے تحقیقات و تجربہ کی بنا پر اپنی معلومات کے ذخیرہ کو سو سے زاید ایسے حضرات کے ذاتی و صفاتی کمالات سے بڑھا پایا ہے جنپر اخلاقی الزام کے سوا دُنیا کے کسی تعزیری قانون کے سخت سے سخت جس جرم کو چاہیں لگا دیجیے پھر بھی اونکی شان اُس سے بلند ہی نکلے گی۔ مصلحت اجازت نہین دیتی کہ اُن حالات سے ان اوراق کو آلودہ کیا جائے جو کچھہ لکھا گیا یہ بھی ایک حد تک معصیت سے بری نہین۔

ہمین بمبئی مین ایک ہندو نیک عورت مسماۃ جانکی کی فیاضی و ہمدردی حجاج کے ساتھہ دیکھکر حیرت ہوگئی حاجتمندون کی مدد کرنی اس نیک طینت رحمدل عورت کا شعار ہوگیا ہے۔

امسال جب اس خیر مجسم عورت کو معلوم ہوا کہ گورنمنٹ نے حجاج کے وطن پہونچانے مین چشم پوشی فرمائی ہے (اس عدم امداد حجاج سے غالبًا گورنمنٹ کا یہ منشا تہا کہ آیندہ کے لئے حجاج کو اچھی طرح تنبیہہ ہوجائے تاکہ وہ اپنے ہی بھروسہ پر سفر حجاز فرض سمجھین) اوس وقت جانکی نے اپنے اثر وسعی سے چندہ فراہم کرنا شروع کیا۔ شب کو جسقدر چندہ جمع ہوجاتا۔ اوس کی صبح کو اوسیقدر حجاج کو اونکے وطن کا ٹکٹ ریل دلوا دیا جاتا۔ ایک دفعہ ستّرہ حاجی اور دوسری مرتبہ تینتیس حاجی روانہ کئے گئے مجموعی تعداد ایسے حجاج کی ڈیڑھ سو تک بیان کی جاتی ہے۔ چند مرتبہ ساٹھہ سے لیکر سو تک حجاج کو پلاؤ و قلیہ اسلامی کھانے اوسنے کھلائے۔ ہندؤون نے اعتراض کیا کہ تمنے مسلمانون کو اپنے یہان کے کھانے پوری کچوری کھلوانے سے کیون پرہیز کیا۔ اوس نے جواب دیا کہ جب تک اُنکے ہی مذاق کا لحاظ نہ رکہا جاتا تو مسلمانونکو مسرت نہوتی مجھے تو بندگان خدا کی خوشی منظور ہوا کرتی ہے۔

اگر اِس ہندو غریب عورت کی نیکی کا موازنہ بیگم صاحبہ بہوپال سے کیا جاوے تو زمین و آسمان کا تفاوت ہے
اُنہون نے مدینۂ طیبہ مین عربون کے مذاق کا خیال دعوت کرنیکے وقت ترک کیا۔ اِسنے اپنے مذہب کے
خلاف اہلِ اسلام کی خوشی مدنظر رکہی۔ وہ مسلمان والیۂ ملک ہوکر اپنے ہم وطن محتاج کی ملکِ غیر مین
بیکس چھوٹ جانے سے متاثر نہوئین۔ اِس غریب ہندو بیوہ نے چندہ فراہم کرکے کس مپرسی کی مصیبت سے
نجات دلواکر مسلمانون کو مرہونِ احسان کیا۔ مسلمان اگر ایسے موقع پر بہی اظہار احسان مین تخیل کرین
تو اونکی تنگ خیالی ہے۔ اِس سے ظاہر ہے کہ خدا نے اپنی مخلوق مین نیکی و کرم کے عطا فرمانے مین کسی
قوم کی خصوصیت نہین رکہی۔ حقیقتاً اُسکے الطاف کسی فرقہ و مذہب سے مخلوص نہین۔ ہر ایک قوم مین
کچہہ نیک صفات انسان ایسے پائے جائینگے جنکو دوسرون پر تفوق کا واجبی حق حاصل ہے۔ اگر ہمارے
یہان کے درویش اِس عورت سے بہی ہمدردی کا سبق نہ لین تو ہماری بدقسمتی ہے۔ بوجہ اونکی شان
تقدس و ادب کے زیادہ عرض کرنا سوءِ ادبی ہے۔

مگر اتنا کہے بغیر چارہ نہین کہ جنکے دلون مین انسانی ہمدردی۔ قومی بہلائی۔ ملکی خیرخواہی اور اسلام
کی محبت کا احساس نہین اور اخلاق ظاہری مین سے بہی کوئی صفت جس جماعت مین نہ پائی جاوے
تو وہ کیونکر محبوب و ممدوح ہوسکتی ہے۔ عوام الناس مین سے ہر کس و ناکس کا اس محترم گروہ مین داخل
ہونا اور منصور بنکر نعرۂ انا الحق لگانا خرابیان پیدا کررہا ہے۔ اِس لئے نہایت دلسوزی سے عرض کیا
جاتا ہے کہ موجودہ رنگ مین یہ فرقہ مبارک بہت کچہہ اصلاح و توجہ کا محتاج ہے مگر اسکی احسن تدابیر و
اصلاحین سوچنا بڑے لوگون کا کام ہے۔

ہمین یہ بہی خوف ہے کہ جو بے ادبیان و گستاخیان و حرکات خلاف شرع مزارات مقدس پر ہوتی ہین
اُن کی وجہ سے پاک روحون کو بے چینی و ایذا پیدا ہوتی ہوگی کہین اون پاک نفوس کی بیچینیان سکوت و
حدودِ حلم کو نہ چہوڑ دین اور شانِ جلالی مین غضبناک ہوکر قہار مطلق کے غضب کو مشتعل نہ کردین اور وہی
حال ہو جیسے کہ ؎ لوطؑ کی قوم کو دے شہپرِ جبرئیل الولٹ

اِس قسم کے مشایخ مین بیشتر نے حج بدل کا پیشہ اختیار فرمالیا ہے مسلمانون مین یہہ ایک نیا مرض پہیلا ہے

ظاہر ہے کہ حج بدل کے لئے جو حضرات جاتے ہین اون کا سارا بار بھیجنے والے کے سر ہوا کرتا ہے اسلئے بہت
کم ان مین ایسے ہوتے ہین جو اپنا لٹ جانا بیان نہ کرین - اس مین اون کا نفع ہے - چونکہ بھیجنے والے مالدار
ہوتے ہین - اسلئے جو کچھہ بھی یہہ حضرات اپنا نقصان بیان کرتے ہین وہ اونکو دینا پڑتا ہے تاوقتیکہ
وہ رقم جو لٹ جانی بیان کیجاوے نہ مل جاے حج کا ثواب کیونکر دیا جاوے - یہ اچھی خاصی تجارت ہے
بڑا نقصان یہ ہے کہ یہہ لوگ حجاز کی جو روائیتین بیان کرتے ہین وہ صحیح نہین ہوتین - عوام پر ان کے قول
وفعل و وضع ولباس کا خاص اثر ہوا کرتا ہے اسلئے یہان اون روایتون کا نتیجہ خراب نکلتا ہے - حجاز مین
بھی بجز ذاتی غرضون کے کسی مفید کام سے واسطہ نہین رکھتے بلکہ کوئی دوسرے شخص کو قومی خدمات
کرتے دیکھتے ہین تو حتے الامکان مارج ہوتے ہین - یہان تک کہ جو اہل ہند کی عزت افزائی کا فکر کرے - دوسرون
کے اغراض وایذا کے رفع کرنے کی سعی عمل مین لائے - اپنے بھلائی مین دوسرے کی بہتری نکلتی ہو تو وہ
بھی انکو ناگوار غرضکہ کیسی ہی قابل قدر خدمات ہون اونکے واقعات بدل کر ایسے پہلو بیان کئے جاتے
ہین جو ایک مخالف کا منشاء ہوا کرتا ہے صلہ مین زبان سے قلم سے خدمات کرنے والے کی دل شکنی کرلی
افضل نیکی سمجھی جاتی ہے بس نیکی کے عام خیال مٹا دینے کو بھی اپنے سفر کے اغراض مین داخل کرلیا گیا ہے
یہ بڑی سد راہین ہین جو اہل ہمت لوگون کو شکستہ دل بنا کر عزم نفع رسانی و خدمات حجاج مین ناکامی
پیدا کر رہی ہین - اب دنیا مین ایسے نفوس قدسی شاذ و نادر ہین جو قومی بھلائی کرین اور لوگ اون کو
برائی سے تعبیر کرین پھر بھی وہ خوشدل وسرگرمی سے اون خدمات کو انجام دیئے جاوین - اس زمانہ مین یہ
بات سرسید احمد خان مغفور علیہ الرحمتہ کی ذات پر ختم ہو گئی -
مشائخ ومساکین کے علاوہ جو مالدار اصحاب جاتے ہین اون مین اکثر خبر رس ہوتے ہین کچھہ وہان جاکر
خبر رس بن جاتے ہین - یہان دولت کا ممنوع حرکات مین برباد کرنا ثواب عظیم ہی کیون نہ فرض کیا جاوے
مگر حجاز مین پیسون کا صرف ہو جانا خزانہ قارون کا تلف ہونا خیال کیا جاتا ہے -
یہان ایک خط کی بجنسہٖ نقل درج کی جاتی ہے جو دربارہ کرایہ مکان جدہ کے ہے جس سے خیالات حجاج
کا پتہ چلتا ہے :- " منجانب حکم بی بی صاحبہ (یہہ بھوپال کی ایک خاتون ہین) - موسومہ شیخ احمد لصیبونی صاحب

السلام علیکم وعلے امن اید یکم - کل متواتر تقاضا دربارہ فیصلہ کرایہ مکان مثل رشنت فقط بان عزرائیل
وارد آتا تھا کہ جسکے سننے وتشدد سے کسیقدر خون خشک ہوا لہذا مبناصی جان چار مکان تلاش کرائے -
اچھے سے اچھے ایک منزلہ سے پانچ منزلہ تک کرایہ فی کس ایک آنہ یومیہ قرار پایا اور دوسرا قاعدہ ایک روز سے
ایک ماہ تک سہر اہیان کے قیام رکھو ایک گنی دینا ٹھیرا - برخلاف ضابطہ عام کرایہ بیت ہرا فی کس چارانہ یومیہ
طلب ہوتا ہے - ہم اس افزونی کرایہ کا بار نہین اوٹھا سکتے - مثل دیگر کرایہ مکانات کے حاضر کر سکتے ہین ہمارا
برتاؤ موافق دیگر یکسان نہین چاہئے - کسو مطلب یہ سے اور طور بہی آپکو فائدہ ہوا اگر اوسپر بہی خیال کیا جاوے
تو ایک گونہ تشدد مین جمیت لازم آتی ہے کیونکہ ہل جزاء الاحسان الا الاحسان یا آدمی سے محبت نہین
روپیہ سے محبت ہو تو محض دارین مین اس قسم کا روپیہ بے شود ہے انما اموالکم فتنہ اور اگر اوسی تعداد
پر اصرار ہے تو روپیہ ہمارے نزدیک کم ہے بسبب کمی آپسے روپیہ قرض لیا اور چند ایام امروز فردا مین آپنے
ٹہلائے عقلمند کے نزدیک اُن ایام کا کرایہ ہمپر واجب نہین ہوسکتا پس اگر آپ یہ سمجھین کہ جو روپیہ دیا ہے
اوسکو مثل (لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء) کا مضمون حایل کرکے پورا کیا چاہیئے تو یون نہین بلکہ بعوض
کرایہ مکان کے خلاف آئین دیگر مکانات جبراً قہراً لیا جاوے - لو سامان ہمارا کرایہ مکان مین مستغرق کرکہو
اور تا حصول ٹکٹ جہاز ایک دو روز کو مکان تلاش کردو آج ہی اس وقت تا آمد جواب تحریر ہذا منتقل
کرتی ہون - براہ مہربانی جواب بعجلت اچھا برا لکھین کہ ارادہ دل عمل مین آوے - فقط - سورخہ ۹ محرم ۱۳۲۲ھ

راقمہ حکم بی بی قلمی عبدالاحد خان (ملاحظہ شد)

(ہم اس مضمون خط پر کچھ ریمارک کرنا نہین چاہتے ناظرین رسالہ ذرا سے غور و تامل مین منشاء و معنی
عبارت سے خود نتایج نکال لینگے)

ایک صاحب جنکی مالداری کی تصدیق ایک لاکھ روپیہ سے زیادہ ہوئی - اوہنون نے اوس شغدف پر
جسپر اونکی والدہ ضعیفہ سوار تہین دری یا چٹائی یا ٹاٹ وغیرہ کا حفاظت آفتاب کے لیے سایہ نہین کیا
وہ بیچاری جدہ سے مکہ تک تمام راستے طپش آفتاب کی ایذا اوٹھاتی ہوئی گئی مکہ سے جدہ واپس آن کر
وہ بیکس بی بی بیمار پڑی - اپنی مان کو بیمار چھوڑکر خود بدولت مدینہ چلے گئے - اونکی غیر موجودگی مین اوس

ضعیفہ کا انتقال ہو گیا۔ سلطان مجل ملک ریاکا رئیس تہا ۔ منی بہی اپنی ماں کو بدی وہ حسین تہا ۔

ایک اور حیدرآبادی جو والیسی ہندوستان پر جہاز مین ہمارے ہمسفر تہے اون سے دو آنہ کسی عرب نے حساب مین زیادہ لے لئے تہے اِس بنا پر وہ تمام اہلِ حجاز کے شاکی تہے اور آخر سفر تک اونکو اس نقصان کا ملال رہا۔ انہین لوگون کی شان مین کسی شاعر نے لکہا ہے ؎

اہلِ مقدور وہ ہین کبھی جو بس
یون ہی خالی بتاتے ہین دہتکار

صورتون پر پرستی ہے پھٹکار
ہو نہ روٹی نصیب شام تلک

جھوٹے ہاتھون نہ کبھی کو مارین
نام بھولے سے لین جو وقت نہار

افسرانِ جہاز کثافت لباس وگندگی کی وجہ سے بہت ذلت کا برتاؤ ایسے مسافرون کے ساتہ کرتے ہین اور اون کو انسان ہی نہین جانتے ہین۔ شاید اِس سے کسیکو انکار ہو کہ عموماً ہندوستانی حالت سفر حجاز مین جہان تک ممکن ہوتا ہے کثیف وخراب کپڑے ہی استعمال کرتے ہین۔ اور یہہ دیباچہ ذلت وتمغہ نفرت ہے۔

ہندوستانی تجّار نے ایک نئے قسم کی تجارت حجاز مین جاری کر رکہی ہے وہ اپنے مال کو عمداً یا لاپرواہی سے لٹ وا دیتے ہین۔ اِس مین فائدہ یہ ہے کہ گورنمنٹ ترکی مال غارت شدہ کے معاوضہ ادا کرنے پر مجبور ہے۔ غارت شدہ مال کی جسقدر قیمت چاہی لکہا دی۔ اِس حیلہ سے دو تین مہینہ کے اندر اندر قیمت مال مع منافع خاطرخواہ کے بلا دردسر وصول ہو جاتی ہے۔

مشتاق احمد نامی نومسلم جنکو ہندوستان سے حجاز گئے ہوئے بہت زیادہ زمانہ نہین ہوا جب حجاز گئے تہے تو اونکی پاس پانچسو روپیہ سے زیادہ سرمایہ نہو گا جو ٹہیکہ وغیرہ کے ذریعہ سے چند روز مین ایک اسلامی ریاست سے حاصل ہوا تہا جن بزرگوار نے اونکی مدد فرمائی تہی اون سے ہمین اچہی طرح پتا دریافت ہوا ہے مشتاق احمد کی نسبت یہ خبر اوڑہی گئی کہ اونکا تیس ہزار کا مال امسال جدہ کے راستہ مین لٹ گیا یہان لحاظ طلب یہ امر ہے کہ جو شخص چار پانچ سال ہوئے پانچسو روپیہ لیکر ہندوستان سے عرب گیا ہو۔ بر تقدیر وہ تمام وکمال بلکہ المضاعف بہی سرمایہ آسکے پاس راہ مین ہو گیا ہو۔ اور اوس سرمایہ سے اوس نے تجارت شروع کی ہو تو اس قلیل مدت مین اتنا مالدار ہونا قیاس مین آسکتا ہے کہ تیس ہزار کا مال ایک موقع پر اوس کا لٹ جائے

[illegible] پہنچا کر دوست [illegible] کسی مالدار حاجی کا قافلہ لوٹنے کرانچی بڑی رقم حاصل کی ہو تو بات ہی دوسری ہے ورنہ واقعی حالات کا اقتضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ اس گپ کو کسی اعتبار سے بھی صحیح مانا جائے۔
اِس قصہ کو ایک معتبر شخص نے ہم سے جسطرح بیان کیا وہ سُننے کے قابل ہے۔ امسال ایک بجز پیکا ر ہندوستانی نے اپنے گہر کا کچھہ زیور مشتاق احمد کے سپرد کرکے ہدایت کی کہ کسٹم ہوس جدہ میں لغرض ادائے محصول ایکہزار قیمت زیور کی لکہا دینا۔ اِس ہدایت پر پورا عمل کیا گیا۔ اتفاقاً وہ مال مکہ جانے وقت لُٹ گیا اَب صاحب مال کو سخت پریشانی ہوئی۔ کیونکہ محصول بچانے کی وجہ سے قیمت کم لکہائی تھی اور تہا وہ کسیقدر زیادہ کا لیکن گورنمنٹ ٹرکی نے دو ہزار روپیہ اس مال کی بابت ادا کیا گو صورت موجودہ میں انصافاً ایکہزار سے زیادہ نہ ملنا چاہیے تہا ہندوستان میں تو ایسی روئداد پر اولٹی سزا ہوتی۔ یہ گورنمنٹ ٹرکی کی رحمدلی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ جو حقیقت میں قانونی مجرم ہیں رعایت وعنایت کیجاتی ہے۔ یہ امر زیادہ محتاج توجہ برٹش گورنمنٹ ہے کہ جو تجار ہند اپنی فریبی کارروائی سے گورنمنٹ ٹرکی کو زیر بار کرتے ہیں اونکے معاملہ میں ضرورت سے زیادہ احتیاط عمل میں لانے کی ہدایت کونسلیٹ جدہ کو فرمائے کہ وہ تفتیش وتحقیقات ایسے لوگوں کے معاملات کی جو معاملہ کے صاف نہیں ہیں غور سے کرے اگر جزوی کارروائی میں ان کا جہوٹ ثابت ہو تو عمل قانونی میں رحیمانہ برتاؤ نہ کیا جاوے۔ کم از کم وہ تدارک ضرور ہونا چاہیے جو ہندوستان میں حسب تعزیرات ہند عمل میں لایا جاتا ہے۔

جن لوگوں کے اخلاق بہت خراب ہوگئے ہیں۔ تا وقتیکہ اونکو خوف قانون نہو گا جس سے دغابازی و بے ایمانی کے بُرے نتائج بہگتنے پڑتے ہیں۔ اُنکی اخلاقی اصلاح کی امید نہیں۔ بُرے افعال کی روک عبرت انگیز سزاؤں سے ہوتی ہے۔ انسان بُرائی سے پرہیز اور جرائم سے گریز قانونی دہشت کے سبب زیادہ کرتا ہے۔ اِسلیئے یہ امر بہت کچھہ برٹش کونسلیٹ جدہ کی توجہ کا بھی محتاج ہے۔

غرضکہ کیا مساکین۔ کیا مستاجر۔ کیا مال دار۔ اور کیا تاجر سب ہی تو گورنمنٹ ٹرکی کے نقصان پہونچانے اور حجاز کے بدنام کرنے پر آمادہ رہتے ہیں۔ اور اپنی بداخلاقیوں۔ فریبی کارروائیوں۔ ناواجب حرکات نامناسب طور سے وہ مثالیں قایم کرتے ہیں جس سے ہماری قوم کے بداخلاق آدمی کو بھی [illegible]

یہہ ہماری بدنصیبی کی روشن دلیلین ہین کہ ایسے مقدس مقامات و متبرک سفر مین بھی ہمارے اخلاق

عادات - حرکات - معاملات مین نہ خوبی پیدا ہوتی ہین نہ خیالات گندگی سے محفوظ رہتے ہین - ایسے

عظیم الشان مجمع مین ہمارے لئے یہہ قحط الرجال تہا کہ نگاہین بے چین ہو ہو کر ہمدرد اہل ملک کو ڈہونڈتی

تہین مگر نتیجہ مایوسی تھا - ایک ہمدرد آشنا پر نظر نہ پڑتی تہی جسکو دیکہہ شخصی تکالیف کا سناکی - ذاتی

اغراض مین مبتلا - مگر ہمارے ہم ملکون کے لئے (یہان مُراد ہندوستانیون سے ہے) دلسوز معدوم - خیر طلب

مفقود - بہر تحمل و دستگیر - محبتین ناپید - خیالات پست - طبیعتین کاہل - پس اخلاق و مروت و کریم النفسی و سخاوت و

مستعدی و تحمل - ہمت و صبر و مہمان نوازی و رفیق پروری - کہ یہ اوصاف ایک مسلمان اور نیک دل انسان

مین ہونے لازمی ہین اور جنکو ستودہ خصائل سے خاص تعلق ہے اور جو اسلامی قانون کے مضبوط

اصول ہین - اور یہی اوصاف ہندوستانی عازمان سفر حجاز مین شاذ کا حکم رکہتے ہین - ان اخلاق

پر جس سے سننے یہی سُنئی کہ اہل عرب مین محبت نہین - مروت نہین - اہل حجاز مین دلداری نہین -

دلجوئی نہین بسبب اس کا ظاہر ہے کہ اونکے اخلاق و مروّت کو مان لیا جاوے تو خود بُری بنتی ہین - کوئی بُرا

بہی اپنے آپ کو بُرا بنانے گا - یہی بات سمجہہ مین آجائے تو بُرا ہی کیون رہے - اگر بُرائی معلوم بہی ہو جاوے

تاہم اپنی زبان سے کوئی کیون تسلیم کرنے لگا - اسلئے سیدہی سی بات یہہ کہدی جاتی ہے کہ اہل حجاز اچہے

نہین مگر حقیقت مین یہہ معصیت ہی کہ محافظان بیت اللہ و ساکنان دیار نبوی ؐ کے افعال و خصائل کو دغابازی

و مکاری کی خراب عینک سے دیکہا جاوے اور جسقدر خراب معنی ہمارا حسد و تعصب قایم کر سکتا ہے وہ عائد

کئے جاوین اونکی اطوار و افعال پر نکتہ چینی کرنے یا کوئی الزام لگانے سے پہلے ذرا اپنے گریبانون مین مُنہ ڈالنا

چاہیئے - ضعف عقیدہ - واقعات کی غلط فہمیان - مبالغے - حسد اور پہر وہ شہرتین جو خود غرضیون سے

پہیلائی جاتی ہین سب کو بہی پیش نظر رکہنا چاہیئے -

یہہ کیا کہ اپنے عیوب تو سراپا ہضم اور اونکی نکتہ چینی بڑے پیمانہ اور بُرے پیرایہ مین ظاہر کر کے تحقیر کیجائے

اقتضائے عقل و لوازمہ شرافت اسکے ساتہہ عظمت و ادب مانع ہے کہ ساکنان حرمین شریفین زاد اللہ شرفہما

و آل نبی ؐ و اولاد علیؓ پر الزام لگانے مین خوف کرنا چاہیئے - اونکے ادب و احترام کے ثبوت مین صرف حضرت

خانۂ خدا و خانۂ محبوب خدا کافی ہے یہ امر غور طلب ہی کہ اہل ہند اپنے اخلاق و برتاؤ کی بنا پر غیر ملک
والون کے کہان تک واجب الرعایت اور مستحق عنایت ہین حالیکہ ہم مین نہ دوسرون کی ایذا کا احساس
نہ فیاضانہ اطوار کی جانب میلان، نہ برائیون کے مٹانے کا خیال، نہ خود غرضیون سے نفرت۔ نہ انسانی
ہمدردی۔ نہ قومی غمخواری۔ نہ اسلامی خیر طلبی ہے۔ اگر ہے تو محض خود مطلبی اور خود غرض شخص سے کسی کو
بہی انس نہین ہوسکتا۔
اچھے برے سب جگہہ ہین، مگر اتنا فرق ہے کہ عرب مین سید ہے سادے ہین۔ سچے اور اچھے اکثر اور ہم مین
چالاک و برے بکثرت۔
وہ فطرتًا با مروت و مہمان نواز ہوتے ہین اور ہم اگر کسی کی مدارات کرتے ہین تو کوئی غرض پہلے مد نظر
رکھ لیتے ہین۔ ہمارا دعوی ہے کہ وہان خوبیان زیادہ ہین بڑی ضد ہمسے اور عوام سے اسی بات مین ہی۔
کہ ہمین سے کوئی حضرت فرماتے ہین کہ وہان طلاق کے رواج نے کسیکو با عصمت نہین رہنے دیا۔ گہونگٹون
مین وہان کی مستورات (نعوذ باللہ) نظر بازیان کرتی ہوئی نکلتی ہین۔ ہم کہتے ہین۔ یہ کہنا اسلام کے
بہترین اصول کی توہین ہے اسکے ساتھ ہمکو اپنے ذاتی تجربہ کے ذریعہ سے جو بدنتائے دراد کی سیاحت
مین حاصل ہوا ہے اس بات پہ اصرار ہے کہ ہندوستان کے ہر حیثیت سے بدرجہا زیادہ وہان کی مستورات مین حیا
و عصمت ہی اور وہان کے مراسم کا اقتضا بہی ہی کہ وہان مستورات صاحب عصمت زیادہ ہون۔
طلاق و تفریق کے رواج نے ایک بڑی خرابی و خانہ داری کا انسداد کر دیا ہے۔ رسم طلاق و طریقۂ
ازدواج ثانی زنا و حرام کے لئے پوری سپر ہین۔ گہونگٹون مین نظر بازی کا بیان محض خبث باطنی یا طبعی
بدخیالی کی بنا پر سراسر اتہام ہے۔ وہان جس خوبصورتی سے پردہ کا رواج ہے اور جو پردہ پوشش
لباس ہی شاید روئے زمین پر اس سے بہتر کسی حصہ دنیا مین ہوگا۔ جن حضرات نے یہ اتہام لگایا ہے
وہ ایک اعتبار سے معذور بہی خیال کئے جا سکتے ہین۔ البتہ انہون نے اپنے ملکی رسم و رواج۔ اپنی وطنی
حکومات اپنی چال و چلن سا اپنی ذاتی خیالات پر رائے زنی کی ہوگی مگر ہند و عرب مین بحر و قلزم۔ رسم و
رواج۔ زبان و لباس کے فاصلے سد راہ ہین۔ اس لحاظ سے زمین و آسمان کا فرق ہی۔ اس بحث کو ہم یہین تک

چہوڑتے ہین۔ زیادہ چہیڑنا نامناسب خیال کرتے ہین۔

کسی کا قول ہی کہ وہان گرانی ہے تمام اشیا مہنگی ملتی ہین۔ اوّل تو اس کی شکایت خدا سے کی جائے۔ کہ خانۂ خدا کیون ایسی جگہ تجویز فرمایا جہان قدرتی طور پر سامان معیشت کم ہین۔ تاہم ہندوستان کی پہاڑی مقامات سے ہرگز زیادہ گرانی نہین بلکہ ارزانی ہے۔

کوئی کہتا ہے کہ مطوفون نے برتاؤ حجاج کو تکلیف دہ ہین۔ اس شکایت کو ہم تسلیم بھی کرلین پہر بہی ہندی مجاوران مزارات سے بطرح مطوف صاحب اخلاق و بامروت ہین۔

کسی صاحب کا مقولہ ہی کہ وہان کے باشندے سخت طبیعت وبدمزاج ہین۔ ہماری راے ہین یہانکے رحیم مزاج نیک طینت اور وہان کے کڑے طبیعت اور بدمزاج مساوی کہے جا سکتے ہین۔ اور وہان کے نیک مزاج اصحاب کے اخلاق وخوبیان تو بیان سے مستغنی ہین۔

یہ تو اکثر کا بیان ہے کہ وہان کرایۂ شتران زیادہ ہے اور دن بدن زیادہ ہوتا جاتا ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ یہان ہجوم زہبی اور تیز سیلون کے موقع پر جو شرح کرایہ ہوتی ہے اور ہوتی جاتی ہے۔ اس مناسبت کا لحاظ رکہا جائے تو اغلبًا یہ کرایہ کی شکایت ہی محض بے وقعت نکلے۔

کوئی صاحب فرماتے ہین کہ فرمانروا ے حجاز سخت ظالم اور انتظام حجاز حد سے زیادہ خراب ہے۔ ظلم کی فہرست وخرابی انتظام مین وہی افزونی کرایہ بیان ہوتی ہے۔ ہم کہتے ہین کہ ہندوستانی چھوٹے و بڑے روساء سے قطع نظر کیجئے۔ ایک معمولی بااختیار اہلکار ہندوستانی کے مظالم وسختیون کی برابری مین کُل اہل حجاز کو خفت اوٹھانی پڑے گی۔ اسی معیار سے خرابی انتظام مین بہی وہ ملک وصاحب ملک کوئی درجۂ فضیلت نہ حاصل کر سکے گا۔

لبطور اختصار یہ فہرست پیش کرکے ہم عرض کرتے ہین کہ یہ ہماری کس درجہ بدنصیبی ہے کہ ایسے متبرک مقامات پر پہونچکر ہم ستودہ اخلاقی۔ ونیک خیالی کی نعمت سے محروم رہتے ہین۔ یہ ایک افسوسناک بات ہی کہ ہم نہ وہان کی اصلاح طلب امور پر متوجہ ہوتے ہین نہ ذرائع تحقیق ہم پہونچاتے ہین بلکہ ان سب کے عوض شکایتون کا طومار ساتہہ لاتے ہین۔ یہان آکر جو جی مین آیا بلا خیال مآل کار بے تکان مجذوب کی بڑ کی

طرح کھڈ ڈالا۔ اصلی غرض اِس بیان سے نہ دل مین پہلے کچھہ ہوتی ہے نہ بیان کے وقت مدنظر رکھی جاتی ہے۔
جس سے یہ سمجھہ مین آ سے کہ مقصد کیا ہے اور آخر چاہتے کیا ہین۔
بہین بڑی دقت اُن بزرگوارون کے سمجھانے مین پڑتی ہے جوان مجذوب نا عاقبت اندیش یا اُن
منشرات کے بیان مین جو واقعات سے صحیح نتائج نکالنے کی قدرت نہین رکھتے۔ اصولِ موضوعہ یا علوم
متعارفہ کیطرح محل شک اپنے ذہن مین نہین آنے دیتے۔
چاہیئے ہے کہ وہان کے شکوے و شکایت کی بجاے اصلاح کی تدابیر سوچی جائین اُن تدابیر کے عملدرآمد مین
کافی سعی فرمائی جاے مبیدہے سادے بیان مین مہذبانہ طریقہ پر راستی وصفائی سے سچی شکایتون کا اظہار
کیا جائے۔ بیان مین مخالفت یا خود غرضی کی جہلک نہ آنے پائے تو اسپر خیال ہو اور ضرور ہو۔ اور اسکا
اثر ہوا اور بہر ہو۔ جب بادشاہ کو دخل ہو گا اور مخالفت کی بو پائی جائیگی تو وہ اسوقت شبہہ مین پڑجائینگے
اور کوئی نتیجہ نہ نکلے گا۔
سچی کوششین اور نیک نیتی کی تحریکین ایسی چیز نہین کہ دل سے کیجاوے اور اوسکا اثر نہ پیدا ہووے
یہ ہماری شامت اعمال کا احسان ہے کہ نیک و بد کی تمیز ہم مین باقی نہین رہی۔ اسلامی برکتین اور سچی
ہمدردیان و نیک خیالات آب روے محبوب مین جنکے دیکھنے کی ہلالِ عید کیطرح تمنا کیجاتی ہے۔
خوش خلقی و مروت اہل حجاز کا ایک واقعہ یہان بیان کیا جاتا ہے جسکی مثال پیش کرنے کا دعویٰ
کوئی مہذب سے مہذب و خوش اخلاق قوم بہی بمشکل کر سکے گی۔ زمانہ قیام مدینہ طیبہ مین ایک ہندوستانی
نا شہ بتلا ئے اسہال تہا۔ ایک دن بعد الفراغ ضروریات اوسے اپنی جائے قیام سے شہر مین کسی دوسری
جگہہ جانے کا اتفاق پیش آیا اوسکے ساتہہ ایک رفیق بہی تہا۔ کچھہ دُور چلا تہا کہ قضائے حاجت نے بیچین
کیا۔ راہ مین کوئی جگہہ رفع حاجت کے لئے نظر نہ پڑی۔ اور بے چینی کی کیفیت اس حد تک پہونچ گئی کہ قریب
تہا کہ پاخانہ خطا ہو جائے اِتنے مین ایک مکان کا پہاٹک کہلا۔ ایک چادر بپر فہ پوش نکلی۔ اِس موقع کو
اِن ہندوستانی صاحب نے بہت غنیمت سمجہا اور فی الفور دہلیز مین جا کر کیواڑ کی آڑ مین رفع ضرورت
کے لئے بیٹھہ گئے۔ لونڈی۔ یہ حالت دیکھکر اولٹے پاؤن مکان مین واپس گئی۔ اندر سے ایک لوٹہ پانی

سکا اور چند ڈہیلے لاکر منہ پہیرکر زائر کے قریب رکہدیئے اور خود بازار چلی گئی۔ اس بات سے زائر کو اطمینان ہوگیا کہ ہماری یہہ حرکت ناگوار نہین گزری۔ بفراغت تمام رفع ضرورت کی۔ جب یہ فارغ ہوکر باہر نکلے تو اندر سے صاحب خانہ آیا جو عمدہ لباس پہنے تہا۔ اُسکو دیکہکر یہہ دونون زائرین گہبرائے اور بہت منت و لجاجت سے اپنی ناگزیر ضرورت کا اظہار کیا۔ صاحب خانہ نے نرم الفاظ مین کہا کہ آپ پریشان نہون۔ میری غرض آنے سے یہہ ہی کہ آپ تہوڑی دیر کے لیئے اندر مکان کے قدم رنجہ فرمائین۔ یہہ آپکی تکلیف میری سعادت ہی۔ میرے مکان کا ہر حصہ زائرین کا سبب تجملا ہی آپ حضرات اوس ذات گرامی کے مہمان ہین۔ جس محسن خلائق نے جنگلی باشندون کو مہذب و صاحب مروت بنا دیا۔ اس سے زیادہ ہماری کیا خوش نصیبی ہوسکتی ہے کہ زائرین روضئہ اقدس رسول کریم کی کوئی خدمت ہم بجالائین۔ یہہ سنکر دونون زائر اندر مکان کے گیئے۔ وہان دسترخوان پر انگور و انار و چند قسم کی شامی مٹہائیان وغیرہ موجود تہین جن مین سے حسب خواہش زائرین نے کچہہ کہایا۔ بعدہٗ صاحب خانہ جو ایک شہر کی افسر تہا ان ہندیون کو اونکے قیام گاہ تک پہونچا گیا۔ اس واقعہ سے وہان کے مسلمانون کی حسن مروت و خوبی اخلاق و خوش عقیدت کا اندازہ ناظرین فرمالیں۔ ہندوستان مین تو اس حرکت پر مداخلت بیجا اور نہ معلوم کن کن الزامات مین دعوی کیا جاتا اور قبل رجوع نالش کے خود ہی اچہی طرح مرمت کرلیجاتی۔

گو زمانہ حال کی سی وہان نہ تعلیم ہے نہ تہذیب۔ نہ قانون صحیح نہ تمدن درست۔ ملک کی کمی پیداوار یون ہی کیا کچہہ کم مصیبت ڈہاتی ہے۔ اُسپر یہ آفت کہ سات سال سے بارش نہین چشمے خشک ہوگئے۔ کنوون مین پانی نہ رہا۔ اگر یہ واقعات ہندوستان جیسے سرسبز و شاداب ملک مین جہان ہزارون ذرائع بہم رسانی آب کے مہیا ہین۔ ایک سال بہی کبہی پیش آجاتے ہین تو قیامت نازل ہوجاتی ہے۔ مقامی غربا کے علاوہ بیکا نیر۔ جودہ پور۔ اودے پور وغیرہ کے کنگلون کا ٹیڑی دل ہندوستان کے جس شہر مین پہونچ جاتا ہے وہ شہر او جاڑ۔ بازارون مین نکلنا دشوار۔ چیزین بیچنا مشکل ہوجاتا ہے۔ جرائم کی تعداد بڑہجاتی ہے۔ علانیہ ڈاکہ پڑنے لگتے ہین۔ دن دہاڑے راستے لٹتے ہین۔ بکثرت رہزنیان ہوتی ہین۔ باوجود قانون بردہ فروشی کے ہزارہا بچے بک جاتے ہین۔ سیکڑون غیر مذہب والون کے بیدام غلام بنتے ہین۔ اگر

کسی سال کلیر شریف کی نہر یا اجمیر شریف کے اناساگر مین پانی کی قلت ہو جاتی ہے تو پہر وہان کی میدانی سے اوس مصیبت کو دریافت کیجئے کہ کس قیامت کا سامنا ہوتا ہے۔

حجاز کی حالت دیکہکر خدا کی شان نظر آتی ہے۔ قدرتی ریگستانی ملک پہر آفت سماوی سے دائرہ معاش تنگ۔ قوم کی قوم مین درشت خوئی۔ طبیعت مین تیجوفی۔ عادت مین آزادی۔ حرکات مین خود مختاری اور یہ اوصاف انکو وراثتاً آباو اجداد سے ترکہ مین ملے ہین اور اونکی فطرت کا جزو بن گئے ہین اسکے ساتہہ آئے دن کی قبائلی خانہ جنگیون روز کی مصیبتون نے اونہین کو دوسرو نکے لئے بہی بے رحم بنا دیا ہے مگر اُن مین مکاریان۔ ریاکاریان۔ دغابازیان۔ غرور وتکبیر بیجا نمود و نمائش نام کو نہین۔

۱۔ عموماً تمام عرب خصوصاً بدوی قبائل نہایت سادہ مزاج ہے۔ اور معاشرت کا سیدہا طریقہ مدت دراز سے اُن مین رائج ہے۔ سب کا چال چلن قریب قریب یکسان ہے۔ اپنی ہر ضرورت مین کفایت شعاری۔ اور جو کچہہ مل گیا اوسپر قناعت کرنا۔ اونکی طبیعت کا اعلیٰ جز ہے۔

۲۔ مہمان نوازی مین نہایت فراخ حوصلگی کرنا اُن کا قومی خاصہ ہے اور تمام شرافتِ انسانی کا لب لباب اور جملہ حسنات و اوصاف حمیدہ مین اسکو افضل ورمسافرون و مہمانون کی مدارات مین فیاضی دکھانا اخلاق وتعظیم کے ساتہہ پیش آنا بڑا فرض انسانی خیال کیا جاتا ہے۔ اِن اوصاف مین جسکو مقرا پاتے ہین اوسکو حقیر جانتے ہین۔

۳۔ رفیقون کے ساتہہ شفقت پیش آنا۔ ساتھیون کی خبر گیری کرنا۔ نیک اوصاف مین داخل ہے اس جانب سے جو لاپرواہی کرتا ہے اوسکو نہایت بُری نظر سے دیکہتے ہین۔

۴۔ بیکس مساکین کی مدد تمام حسنات مین برتر سمجہی جاتی ہے اور جو شخص اس نیکی مین جس درجہ زیادہ امتیاز رکہتا ہے اوسے بقدر اوس کی تعریف کیجاتی ہے۔

۵۔ اپنی عزت کا لحاظ اور ایفائے عہد کا خیال تمام فرائض و ذمہ داریون مین ممتاز سمجہا جاتا ہے۔ اِن اوصاف مین اُنکو وہبی فخر حاصل ہے اور یہ صفات اونکے قبائلی قانون کے اعلیٰ اُصول ہین۔ یہ مسلّمہ ہے کہ دُنیا کی کوئی مہذب قوم وفائے عہد مین اُن سے برتری وہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتی۔

۶۔ شہری عرب خصوصاً مکی و مدنی نہایت خوش تمیز۔ خوش لباس۔ خوش خوراک ہین مستورات شہری کو خانہ داری کا خاص سلیقہ ہے۔ وہ جس ستھرائی کے ساتھہ مکان اور جس صفائی کے ساتھہ بچون کو رکھتے ہین اس سے انکی خوش پوشاکی و صاحب تمیز ہونے کا بخوبی پتہ چلتا ہے۔

۷۔ اسکے علاوہ علی العموم اہل عرب خوش بیان اور نرم زبان بہی ہین۔ چہوٹے چہوٹے بچون کی باتون سے انکی فصاحت و لطافت بیان کا حال معلوم ہوتا ہے بدوون مین جو کچہہ کمی ہے وہ علم کی ہے۔ جہالت کا ان مین ایسا عیب ہے جو انکے بہترین اوصاف و اُنکی خوبیون کو ظاہر نہین ہونے دیتا۔ بجز اس ایک عیب کے باقی اخلاق و مروت مہمان نوازی۔ و رفیق پروری کا مین وہ جسقدر چاہین دعوے کر سکتے ہین۔

اہل ہند مراسم عرب کی تائید ہی سے پہلو تہی نہین کرتے بلکہ وہان کے رواجی قوانین کی ترمیم کر سکتے ہین جس کا لازمی اثر یہہ ہے کہ خود بہی تکلیف اوٹہاتے ہین اور دوسرون کو بہی ایذا پہونچاتے ہین اسکا نتیجہ یہہ نکلتا ہے کہ دنیوی آسائیشین تو یون گئین۔ اب کچہہ تو اوس تکلیف کی بنا پر اور کچہہ طبعی تحریک سے (بجائے شکر گزاری نعمت حج و زیارات حرمین شریفین حاصل ہونے پر) مرکز اسلام کی شکایتین اپنی خود غرضیون کی ناکامی پر اپنے بہائیون کی برائیان۔ دوستون کی دلداری سے پہلو تہی اپنا جنس کی غمخواری سے دست برداری کیجاتی ہین۔ دین کا فیصلہ بہی یون ہوا۔ اب بجز خسر الدنیا والآخرہ اولئک ہم الخاسرون کے کیا باقی رہگیا۔

بے بضاعتی و اخلاقی و طبعی کمزوری کی بدولت جو دقتین اپنے آپ مہیا کی ہوئی ہون اون کا الزام اورون پر لگانا الضاعف کا خون کرنا ثواب کھونا اور اپنے آپ کو مجرم بنانا ہے حقیقت مین مرکز اسلام ایمان کی کسوٹی ہے۔ کہوٹا کہرا صاف معلوم ہو جاتا ہے۔

ہندوستان کے قریب قریب ہر بڑے حصہ سے جیسے پنجاب۔ بنگال اودہ۔ مغربی و شمالی وغیرہ مین بمبئی تک کم و بیش دو ہزار میل کا سفر ہے۔ بمبئی سے جدہ تک بحری مسافت آمد و رفت مین چہہ ہزار میل سمجہہ لیجیے پہر حجاز مین خشکی کا سفر سات آٹہہ سو میل سے کم نہین۔ اس حساب سے تقریباً نو ہزار میل سفر بری و بحری مسافران حجاز کو طے کرنا پڑتا ہے۔ اس دور و دراز سخت و صعب سفر کے لئے جو مختلف مواقع

پر اخراجات پیش آتی ہین - یا آ سکتے ہین - اُن کی مقدار تخمینی ہر ذی ہوش اپنے ذہن مین خود قایم کر سکتا ہے - ہندوستان مین جہان کا سفر بہ اعتبار سے آسان ہے مزارات مقدس پر جا کر زائرین کو جو صرف کرنا پڑتا ہے اوس کو ملحوظ رکھکر بہی ایک تخمینی تعداد خرچ کی قیاس کی جا سکتی ہے اِسکے بعد وہ اعلان جو منجانب گورنمنٹ آف انڈیا در بارہ اخراجات سفر حجاز شایع ہوا ہے اوسمین تخمینی تعداد قریب قریب پانچسو روپیہ کے درج ہے - اُسکو پیش نظر رکہنا چاہئے -

اِس جگہ امیدواران خطاب خانصاحب - و خان بہادری و راے بہادری وغیرہ پر ایک سرسری نظر ڈالنا نامناسب نہین ہے یہ دُنیوی اعزاز اونکو کیا کیا دقتین اوٹہا کر اور کس قدر مالی بار گوارا فرماکر اور کن خوشامد پیرایہ کو عمل مین لاکر نصیب ہوتا ہے -

برسون حکام ضلع کی فرمانبرداری مین اظہار اطاعت کرنا مختلف موقعون پر کثیر چندہ دینا ہر احکام کی بجا آوری مین مستعدی دکہانا - پیشی کے اہلکارون کی خاطر و تواضع - اردلی کے چپراسیون کا انعام و اکرام - اسی قسم کے سیکڑون اسراف و خوشامدین کی گئی ہونگی - جب جا کر کہین خطاب خانصاحب یا خان بہادر حاصل ہوا ہوگا -

اِسکے ساتھہ ایک یہ بہی بات بیان کرنے کے قابل ہے - اگر کوئی شخص ایک خفیف جرم مین ماخوذ یا حاکم کا معتوب ہو جاتا ہے تو اوس جرم سے برائت یا خوشنودی حاکم حاصل کرنے مین سیکڑون اور بعض اوقات ہزارون روپیہ صرف کر دینے مین دریغ نہین کرتا اور پہر بہی حسب خواہش کامیابی نہین ہوتی آپ سفر حجاز کو دینی و دنیوی دونون پہلوون سے دیکھیے پبلک مین تو حاجی کا معزز خطاب باعظمت بنا دیتا ہے - رہی دینی بہتری اوسکے لئے مذہبًا یقین کامل ہے کہ تمام سابقہ سیہ کاریون اور خطاؤن پر فیصلہ عفو جاری ہوگیا - اُولٰئِكَ جَزَآؤُهُم مَّغْفِرَةٌ مِّن رَّبِّهِمْ - اسکے ساتھہ - وَبَشِّرِ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَنَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ وَلَهُمْ فِيهَا أَزْوَاجٌ مُّطَهَّرَةٌ وَهُمْ فِيهَا خَالِدُونَ - یہہ

---

۱ یہی لوگ ہین جنکا بدلہ اونکے پروردگار کیطرف سے مغفرت ہے ۱۲ ۲ جو لوگ ایمان لاے اور اُنہون نے نیک عمل کیے اُنکو خوشخبری سُنا دو کہ اُنکے لیے باغ ہین جنکے تلے نہرین بہہ رہی ہین ۱۲ ۳ اور وہان اُنکے لیے بیبیان ہونگی پاک و صاف اور وہ اُن مین ہمیشہ رہینگے ۱۲

کتنی بڑی خوشخبری اور عیش دائمی کی سندین ہاتھ آتی ہین۔

ان دینی و دنیوی کامیابیون و نعمتون و عظمتون کے عیوض پانچ سو روپیہ کی کیا حقیقت و وقعت ہے۔
اگر اس قدر روپیہ لیجانے کی استطاعت نہین ہے اور گورنمنٹ کی صلاح و ہدایت پر کاربند ہونے مین قاصر ہین
تو دوسرے ملک مین مفلس ہو جانے اور عالم مفلسی مین جو تکالیف پیش آتی ہین اونکے برداشت کرنیکے لئے
آمادہ و مستعد رہنا چاہئے۔ اب یہ کہنا کہ پہلے حج تین سو روپیہ مین ہوا کرتا تہا یہہ بالکل سچ ہے مگر یہہ جواب دینا
ہوگا کہ جہازون مین پہلے فی حاجی کتنی جگہہ ملتی تہی اور کس کشمکش سے حاجی سوار کرائے جاتے تھے۔ اس کے
جواب مین تامل ہوگا۔ ہم سے سُنئے کہ جب تک قانون حجاج نافذ نہین ہوا تہا کوئی جگہہ کی قید نہ تہی اب
سولہ فٹ جگہہ ہر حاجی کو ملنا لازمی ہے۔ جہازون کی پیمائش ہوکر ہر جہاز کے لئے ایک تعداد قرار دیدی
جاتی ہے اس معینہ تعداد سے اگر کچھہ آدمی زیادہ بٹھا لئے جاوین تو فی کس پانچ سو روپیہ جرمانہ کی سزا
قانوناً مقرر ہے۔ اسکے علاوہ سارا قصور تو اسباب آرام و عیش کا ہے۔ دن بدن لوگون کے لئے سامان
آرام ترقی کر رہے ہین پہلے جہان ایک پیسہ مین آدمی گذر کرتا تہا اب ایک روپیہ مین شکایت باقی رہجاتی ہے
پس حج کی فرضیت من استطاع الیہ سبیلا کی صورت مین ہے۔ جان رکھنا ہر حال مین فرض ہے پہر
بہی اگر شوق بیت اللہ و بیت الرسول لیجاتا ہے تو ایذاؤن پر صبر کرنا۔ تسلیم و رضا سے کام لینا
انتہاے محبت ہے۔ دوست کی طلب اور دیار محبوب کے اشتیاق مین جو تکلیف پہونچے اوسکو راحت
سے تعبیر کرنا چاہئے۔ شکوہ و شکایت قانون محبت مین شدید جرائم ہین۔

ہم والیان ملک و امراء کے لئے بغرض آسانی سفر حجاز ایک یادداشت یہان درج کرتے ہین اگر
کماحقہ اس کی پابندی کی گئی تو غالباً سفر حجاز مین شکایتین پیدا ہونے کا موقع ہی نہ پیش آئیگا۔
یہ یادداشت عام حجاج کو بہی مفید ہوگی۔

۱۔ قبل از روانگی برٹش کونسلیٹ جدّہ سے خط و کتابت ہونا چاہئے اگر وقت اتنا نہو کہ جواب جدّہ
سے مل سکے تاہم روانگی کی اطلاع اور تخمینی تعداد ہمراہیون کی معہ اونکے رتبے و حالت کے لکھہ بھیجنا چاہئے

۲۔ چلنے سے پہلے ایک بجٹ طیار کیا جاوے جس مین ہر ایک قسم کے اخراجات تخمینی مدنظر رکھکر صرف کا

اندازہ تجویز وطے ہونا چاہئیے ایسے بجٹ کی تیاری اوس شخص کے سپرد کی جاوے جو سفر کا تجربہ رکھتا ہو
روشن خیال و مہمان نواز ہو۔ مطلب یہ ہے کہ خبز رس و بخیل نہو۔ اگر اوسنے ہندوستان مین شملہ و نینی تال
وغیرہ پہاڑون کا سفر کیا ہو تو وہ اوس شخص سے بھی جو سفر عرب کر چکا ہے زیادہ موزون و مناسب ہوگا۔

۳۔ ایک مکمل فہرست ہمراہیون کی حسب ذیل تیار کرلی لازمی ہے۔

(الف) خواص۔ مثلاً رئیس کی خاتونین و اعزا وغیرہ۔

(ب) مصاحبین اعلےٰ۔ جنمین مرد و عورات کی تعداد جدا جدا۔

(ج) ملازمان و خدام۔ جنمین مرد و عورات کی تعداد جدا جدا۔

باستثنائے خواص کے دس دس اشخاص کی ایک پارٹی (جماعت) نمبروار فہرست مین درج کرنی چاہئیے۔

۴۔ تقسیم درجات ریل و جہاز۔

تعداد درجہ اوّل۔ تعداد درجہ دوم۔ تعداد میانہ درجہ۔ تعداد درجہ سوئم۔

۵۔ حوایج ضروری۔

روساء و امراء تو اپنی ضرورتون اور آسائیشون کو مدّنظر رکہکر سامان ہمراہی کے لئے مزاج شناس
خدام کو حکم دین۔ لہذا اُنکے لئے زیادہ لکہنے کی یہان ضرورت نہین ہے۔ مگر اتنا خیال رہے کہ صندوق و
بکس جہانتک ممکن ہو ایک پیمانہ کے ہونے چاہئین یہ بات سفرِ خشکی مین راحت رسان ہوگی اونٹون پر
بار کرنے مین دقت نہ پیش آوے گی۔

۶۔ عام ہمراہیون کے لئے ایک ہی وضع کے ڈہائی فیٹ لمبے اور دو فیٹ چوڑے صندوق ہون فی کس
ایک صندوق ہونا چاہئیے۔ ہر صندوق پر مالک یا قابض کا نام فہرست کا نمبر لکہا ہو۔ صندوقون مین ہینڈل
یعنے کڑے گرفت کے لئے ہونے چاہئین۔ اور ہر جماعت کے ساتھ ایک ایسی لمبی رسّی جو دس صندوقون
کو حلقہ کرسکے رہنی چاہئیے۔

۷۔ بسترون کے لئے گدّے چھ فٹ یعنی دو گز لمبے۔ ڈہائی فٹ یعنے ۱۲ گرہ چوڑے خاکی زین یا کسی اور
اسی قسم کے مضبوط کپڑے کے۔ ایک ایک کمبل۔ ایک ایک تکیہ خاکی زین کا۔ یہ چیزین ریل مین۔ جہاز مین اور

تمام سفر حجاز مین ہر جگہہ کام دیتی ہے فی اس ایک لنگی - ایک چادر بہی ہو تو بہتر ہے -

۸ - جامۂ احرام کے لئے فی مرد - دو جوڑے تولیہ کے چہہ فٹ لمبے اور چار فٹ چوڑے - ایک ایک پیٹی جس مین جیب لگی ہو تاکہ اوس مین روپیہ پیسہ رکہا جا سکے اور حالتِ احرام مین بہی کمر سے بندہی رہے -

۹ - پارچہ پوشیدنی عام ملازمون کے لئے فی کس دس جوڑے سارے سفر کے واسطے کافی ہو سکتے ہین - موسم سرما و گرما مثل ہندوستان کے خیال کرنا چاہئے زیادہ سردی نہین ہوتی -

۱۰ - ہر شخص کے ساتھہ ایک گلاس ایک پیالہ کلان - ایک رکابی - تام چینی بہی ایسی ہونی چاہئے جو صندوق مین آسکے -

۱۱ ملازمان مین دس دس اشخاص کی جماعت مطابق فہرست قرار دی جاوے جس مین سے ایک شخص ہر جماعت کا منتظم ہو اور اوس منتظم کے حکم کی تعمیل اوس جماعت پر واجب ہو
اور ایسی دس جماعتون پر ایک افسر اعلے متعین ہو - جماعتین خبردار ہر جگہہ رہنی چاہئین - ریل مین - جہاز مین - سفر خشکی مین تاکہ ان کی نگرانی مین افسرون کو کسی قسم کی دقت نہ پیش آسکے -

۱۲ - خیمہ جات و چہولداریان معہ پاخانون و چوکیون کے سب ہندوستان سے ساتھہ جانی چاہئین - سوائے اون خیمہ جات و سائبانون کے جو مخصوص رئیس و میر قافلہ کے لئے ہون - عام ہمراہیون کے لئے ایسی چہولداریان ہونی چاہئین جن مین دس دس آدمی گزر کر سکین - ایک قنات دس دس چہولداریون کے واسطے ایسی ہمراہ ہونی چاہئین جنہین متعدد پاخانے بن سکین -

۱۳ - بڑی مشکین کرمچ کی (دس آدمیون کے لئے ایک مشک کافی ہے) ساتھہ ہونی چاہئے جسمین احتیاطاً کہ بعض سے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا معہ رسیّون کے لگا ہو - تاکہ اونٹون پر لٹکانے مین انکے پہٹنے کا اندیشہ نہ رہے - کرمچ کے ہی ڈول بقدر ضرورت ساتھہ ہونے چاہئین -

۱۴ - مستورات کی ہر ایک جماعت کے ساتھہ انکے محرمون کی جماعت ہمراہ رہے تاکہ ہر طرح عورات کی نگرانی و خدمت مین آسانی ہو -

۱۵ - سفر حجاز مین باورچی خانون کے لئے کرمچ کا پانی کا مخزن جسکو عرب مین زمزمیہ کہتے ہین نہایت مفید ہے

یعنی ایک گز اونچا دو گز دور یا کچھہ کم و بیش۔ ہمراہیون کی تعداد ملحوظ رکھکر جسقدر مناسب معلوم ہون تیار کرائے جائین۔ یہ مخزن کریچ کے چوبی پیپون اور چرمی مشکون سے زیادہ کارآمد ہونگے۔ دیگچین اور پتیلیان و دیگر ظروف ضروری بلحاظ تعداد ہمراہ ہونے چاہئین۔

۱۶۔ پانی صاف کرنیکے لئے بک فیلڈ فلٹر جو عمل کے ذریعہ سے پانی صاف کرتا ہے اپنی ضرورتون کا خیال کرکے جس قدر مناسب ہو ساتھہ ہونے چاہئین۔ پانی سرد کرنے کی غرض سے چند ریلنگ مشین خاص اور علیحدہ صندوقون مین ساتھہ ہون۔ اور صندوقون پر برف کی مشین لکھا ہو۔

۱۷۔ بید کی شغدفون اور معمولی شغدفون وغیرہ شبریون کے لئے غلاف و پردے کریچ یا ٹاٹ یا دری وغیرہ کے خواہ ہندوستان سے بنوائے جائین یا جدّہ مین تیار کرائے جائین۔ ان کی تعداد بھی ہمراہیانِ مرد و عورات کا لحاظ کرکے تجویز ہونی چاہیئے۔

۱۸۔ غلّہ وغیرہ کے لئے یہ مناسب ہے کہ سفر بحری کیواسطے جسقدر ضرورت ہو اوس سے قریب دوچند کے لیا جاوے۔ باقی ہر قسم کی اشیاء جدّہ و مکّہ و مدینہ مین بافراط میسر آتی ہین۔ جو لوگ یہ خیال کرتے ہین کہ وہان گران ملیگی یہ اُن کی غلطی ہے بلکہ لیجاتے ہین جو کرایہ و باربرداری دینی پڑتی ہے وہ ملاکر ایک ہی قیمت پڑجاتی ہے۔ البتہ روغن زرد و چاول عمدہ وہان نہین میسر آتے ہین۔ اسلئے یہ دونون چیزین ہندوستان سے لے لینے مین مضائقہ نہین۔ باقی اشیاء کا عرب مین ہی خریدنا مناسب ہے جو کچھہ نفع ہو وہ حجاز کے دوکاندارون کو ہی ہو تو بہتر یہ ایک قسم کی خیر ہے۔

۱۹۔ روپیہ بشکل کرنسی نوٹ یا پونڈ کے ہمراہ ہونا چاہیئے۔ جو اشخاص ہندوستان مین کسی تاجر کے پاس روپیہ جمع کرکے حوالہ جدہ یا مکّہ کے لئے لے لیتے ہین وہ نقصان اوٹھاتے ہین۔ ظاہر تو یہ خیال کیا جاتا ہے کہ فیس منی آرڈر اور کچھہ کمیشن نہین دینی پڑتی مگر حقیقت مین ان دوکاندارون کو بہت ہی بڑا فائدہ ہے اوّل تو اونکو یہ سہولت ہے کہ جو روپیہ ہندوستان بھیجنا پڑتا اور اوس کی بابت فیس وغیرہ دینی پڑتی وہ بچی اور روپیہ بھیجنے کی دردسری نہ اوٹھانی پڑی۔

مگر حقیقت مین اصلی نفع یہ ہے کہ وہان کے لوگ جنکے نام حوالہ ہوتا ہے وہ اپنے سکّہ دیتے ہین

جن مین روپیہ کے بارہ آنہ ورنہ چودہ آنہ تو ضرور ملتے ہین - ہندی حاجی ہر چند خوشامد کرتے ہین کہ ہمین
انگریزی سکہ دو تاکہ ہمارے واپسی مین بھی کام آئے لیکن کیا مجال جو حجاج کی یہ فریاد سُنی جاوے - زیادہ
حجّت کیجئے تو کہہ دیتے ہین کہ مت لو - ہندوستان مین اپنا روپیہ واپس لے لینا - اپنا حوالہ لیتے جاؤ - جانتے ہین
کہ چار و ناچار جھک مار کر جو دینگے وہ لینا پڑے گا - یہ شکایتین ہم نے کونسلیٹ مین پہونچتے ہوئے تک
دیکھین - لہذا وہ لوگ جو ہندوستان مین روپیہ جمع کر جاتے ہین سخت غلطی مین ہین سب سے بہتر طریقہ
یہی ہی کہ کرنسی نوٹ یا پونڈ ساتھہ رکھنے چاہئین - وہان حسب ذیل سکّے رائج ہین گنی افرنجی (پونڈ) ۱۲۰
قُرش صاغ جیی عثملی ۱۰۰ قرش - نپولین ۹۶ قرش - ریال مُرم ۱۲ قرش - ریال فرانسہ ۱۲ قرش - ریال سکہ
۲۴ قرش - مجیدی ۲۰ قرش کثر زیادہ ہیں زیادہ خرید و فروخت مین قُرش پر حساب لگایا جاتا ہی -

۲۰ - بعد تیاری بجٹ و درستگی سامان - جہاز کا انتخاب کیا جاوے - بعد تجویز و طے ہو جانے جہاز کے
مینجنگ ایجنٹ یا مالکِ جہاز کو (جیسی صورت ہو) ہدایت نسبت تیاری غسلخانون و پاخانون کے دیجاوے
کیونکہ حجاج کے جہازات مین ہمیشہ زاید پاخانے و غسلخانے تیار ہوتے ہین -
اسکے لیئے ایک واقف و تجربہ کار با اثر شخص انتخاب کیا جاوے تاکہ وہ بمواجہہ اپنی موقع کے لحاظ سے
ضروری جگہون کو تجویز کرائے یا اپنے روبرو تیار کرائے (جیسی صورت ہو)
ان ضروری امور کے لئے بمبئی مین - بمبئی اینڈ پرشیا نیویگیشن اسٹیم کمپنی لمیٹڈ کے مینجنگ ایجنٹ یہ مغل
کمپنی کے نام سے مشہور ہے - یا عیسی جی تاج بہائی - یا حاجی قاسم وغیرہ سے خط و کتابت کر کے سب مرحلے
طے ہو سکتے ہین مغل کمپنی کے لئے بمبئی مین ایک اور آسانی کی صورت ہی کہ حاجی زینل علیرضا صاحب - جو
جدہ مین ایجنٹ اس کمپنی کے ہین - انکی عزیز و ملازم خلیفہ اسٹریٹ نمبر ۲۲ متصل کرافورڈ مارکٹ رہتے ہین
اور وہ سب کے سب نہایت خوش اخلاق و بامروت اصحاب ہین خصوصًا حاجی محمد علی صاحب خلف حاجی
زینل علیرضا صاحب تو نیکیون اور خوبیون مین اپنا جواب نہین رکھتے ہین - انکے ذریعہ سے تمام اہم دقتین
بہ آسانی رفع ہو سکتی ہین -
۲۱ نسبت حصولِ پاسپورٹ وغیرہ کے مولوی عبد الحسین صاحب اسسٹنٹ حجاج سے ساری کارروائی ہو سکتی ہے

یا براہ راست کمشنر پولیس سے تحریک کیجاوے۔ مولوی عبدالحسین صاحب بھی بہت خوبیون کے شخص ہین۔

۲۲۔ یہ امر بھی ضروری ہے کہ چند خوش اخلاق ملازم پہلے سے جدہ روانہ کر دیئے جاہئین جنکا کام بلحاظ مندرجہ مراتب فہرست مجوزہ کے ہر مرتبہ والیکے لیے معقول انتظام کرنا ہوگا۔ اسکے لئے ضروری بات ہے کہ جدہ پہونچکر اپنی گورنمنٹ کی کونسلیٹ مین جائین اور اپنی تمام غرضون کو بیان کرین۔ اور جو کچھ خط و کتابت پہلے ہوئی ہو (اگر کچھ ہو) اوسکو یاد دلائین۔ اور مناسب ضروری امداد چاہین۔ سفر خشکی کی ضروریات کو بہم پہنچائین۔

۲۳۔ سامان سواری سفر حجاز خشکی۔

(الف) تعداد تخت روان یا پالکی۔ یہ آسائش طلب و مستورات و نیز ضعیف العمر اشخاص کیواسطے موزون و مناسب ہے۔ (ب) تعداد شقدف بید (عرب مین اسکو خزران کہتے ہین۔ یہ بھی آسائش کی چیز ہے اور تخت روان سے کم نہین (ج) تعداد معمولی شقدف۔ یہ عام لوگونکے لئے آسائش کی چیز ہے۔ (د) تعداد شبری۔ خدام و ملازم اکثر اسی پر سوار ہوتے ہین۔ اور جس اونٹ پر شبری ہوتی ہے اُسپر پہلے بوریان غلہ وغیرہ کی لاد لیتے ہین۔ (ہ) تعداد خچر یا اونٹون کی واسطے تخت روان کے۔ (و) تعداد شتر۔ واسطے بڑے شقدفون کے جسکو خزران کہتے ہین (ز) تعداد شتر واسطے معمولی شقدفون کے۔ (ح) تعداد شتر واسطے شبریون کے (ط) تعداد شتر واسطے اسباب و پانی وغیرہ کے۔ پانی کے چھوٹے چھوٹے مشکیزہ ہر اونٹ پر بھی لادے جاتے ہین مگر اُمراء کے لئے چند اونٹ ایسے بھی ہونے چاہئین جو باورچی خانے وغیرہ کی غرض سے صرف پانی ہی اونپر لدا ہو۔ یہ حقیقت مین معلمون کا کام ہے۔ جدہ مین یہ خدمات شیخ عبدالرزاق ابوالخیر شیخ المعلمین کے سپرد کیجاوین اُنکا فرض منصبی ہے کہ وہ خود و نیز اپنے ماتحت معلمون سے ان تمام خدمات کو انجام کرائین۔ عبدالرزاق ابوالخیر نہایت نیک مزاج با اخلاق و صاحب مروت متواضع اور خدمتی شخص ہین۔ اُنکو جسقدر حجاج کی آسائش و راحت مدنظر رہتی ہے اوسقدر اپنے نفع کا خیال نہین۔ ہمنے خود تجربہ کیا کہ اکثر حجاج نے اونکو نفع کے عیوض نقصان دیا اور اُن بیچارے نے شکایت کے بجائے صبر کیا۔ امین بنگالی و عبدالوہاب وغیرہ معلمان بھی مسکین طبیعت اور بہت خدمتگزار اشخاص ہین ان لوگونکو حق خدمت دیگر طبیعت کو ناگوار نہین گذرتا بلکہ ایک قسم کی خوشی ہوتی ہے۔

جیسے جدّہ شریف مین یہ خدمات معلّمون کے متعلق ہین او سیطرہ مکہ معظمہ مین مطوفون سے۔ اور مدینۂ طیبہ مین مزورون سے۔ مکّہ مین شیخ احمد فقیہہ آفندی۔ شیخ یوسف آن۔ شیخ امین عاصم وغیرہ بہت باا ثر اور خوش اخلاق بزرگوار ہین خصوصًا شیخ احمد فقیہہ تو ایک فاضل اجل و عالم متبحر ہین اور مصطفی حنبلی کے امام۔ اور شہر ہین مکہ بہی امام ہین۔ انکی خوبیان خارج از بیان ہین۔ جو شخص ان سے ایک دفعہ مل لیتا ہے ممکن نہین ہے کہ وہ تمام عمر انکو نیکی و محبت سے یاد نہ کرے۔ تمام خدمت بالا کا انصرام بزرگان موصوف الصدر سے بآسانی ہو سکتا ہے۔

شیخ محمود نائب الحرم مکّہ بہی بہت خوش مذاق وظریف منسار ہین۔ مولوی محمد سعید جو مولانا مولوی رحمت اللہ صاحب مرحوم کی یادگار اور مدرسہ صولتیہ کے مہتمم ہین قابل قدر بزرگوار ہین۔ آن سے ملکر بہت سے ضروری حالات پر آگاہی ہوتی ہے۔ ان کی واقفیت بڑے پایۂ کی ہے۔

مدینۂ منوّرہ مین عثمان پاشا شیخ الحرم ہین۔ اور ان سے سلطان اعظم سے قرابت بہی ہے ترکون کے اخلاق و مدارات کا بیان بیکار ہے یہہ مسلمہ امر ہے کہ انمین جسقدر بڑے رتبہ کا شخص ہوگا اوتنا ہی وہ زیادہ با اخلاق ہوگا۔ مزّورون مین شیخ صالح شبری۔ علی حماد وغیرہ بہت معقول و خوش خُلق اصحاب ہین حقیقتًا مدینۂ منوّرہ کا تو ہر فرد بشر اخلاق مجسّم ہے۔

سب سے ضروری ولابدی امر یہہ ہے کہ تمام زمانۂ سفر عرب مین ایک رفیق قبایل بدوی مین سے بنالیا جاوے اور اوس رفیق سے ایک اقرارنامہ لکہا لیا جاوے اور جسقدر شرائط ایسے سفر مین درکار ہین وہ تحریر کرائی جاوین۔ اوس اقرارنامہ کی ایک نقل حاجی کے پاس رہیگی۔ ایک نقل رفیق کے پاس۔ اور ایک نقل حکومت مین داخل کی جاوے گی۔ اقرار و عہد کی پابندی بدوی قبایل پوری کرتے ہین۔ اسکے علاوہ یہہ بات بہی ضروری ہے کہ ہمراہیون مین بدو ہون یا عرب کے خدّام۔ مطوّف ہون یا مزّور سبکے ساتہ خندہ جبینی اور خوش خلقی سے پیش آنا چاہیے اور کہانے کہلانے مین سیر چشمی مدّنظر رہے۔ بڑے بڑے لوگون کو کچہہ تحائف مذر لے بہی دیئے جاوین۔ اگر ان باتون پر عمل کیا جاوے گا تو ہم یقین دلاتے ہین کہ انشا اللہ تعالی کسی قسم کی دقت پیش نہ آئیگی نہ کوئی ایذا و تکلیف اوٹہانی پڑے گی۔

نفس مطلب و غرض بیان ہمارا یہ ہے کہ بندی احکام شریعت کے ساتھ جس وقت حج فرض ہو جائے اوس مین اگر
تاخیر نہو صاحب استطاعت جوان العمر حقیقت میں ہم معمولی تکالیف پر جنکا پیش آنا بلحاظ ملک عرب
و سفر بحری و بری کے لئے ایک ضروری بات ہو۔ قادر و صابر ہوں ضعیف و کمزور حجاج کی ہمراہی مین
مستعد خادم موجود ہوں۔ اسکے ساتھ ہی اپنے فرائض۔ رفیقون کے حقوق۔ غربا کے ساتھ سلوک
کرنے کے آداب۔ بندگان خدا کے ساتھ احسان کرنے کے فضائل ملحوظ رکھے جائین۔ اتفاق حسن عقیدہ
حسن معاملہ۔ ایفاء عہد میں نقص نہ واقع ہو اپنے عقلی و اخلاقی قوتون سے کام لیا جائے تو اب حج کا
جو ایک حیرت و وحشت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے وہ ایسی عمدہ سیر گاہ بن جائے جس سے تمام دینی و دنیوی
برکتیں و فضیلتیں حاصل ہونگی۔

یہ مختصر رسالہ یہان ختم کیا جاتا ہے اور بواسطہ رسول کریمؐ اظہار تمنا کیا جاتا ہے

کروں کیوں نہ عرض اپنی کل احتیاج	گدا کو شہر پہنچے گدائی سے لاج	میں اس در کا سائل ہوں کبھی ہو آ
ایک ادنی صفت واہب تخت و تاج	خدا اور بخشندہ و دستگیر	کریم خطا بخش و پوزش پذیر
ہوا آسکے مرے دل کے سب مدعا	جو پایا تو ہو گا وہ بھی یارب عطا	کرم سے مجھے تو نے سب کچھ
اب اتنی مری اور ہے التجا	خدایا بحق بنی فاطمہ	کہ ہر قول ایمان کی خ

مشتہر سائل

نادر علی وکیل میرٹھ

۱۰ دسمبر ۱۹۰۴ع مطابق ۲ شوال ۱۳۲۲ ہجری